خصوصی شمارہ

ISSN 0971. 8338

یوجنا

مارچ 2016 | ترقیاتی ماہنامہ | 20 روپے

مرکزی بجٹ 17-2016

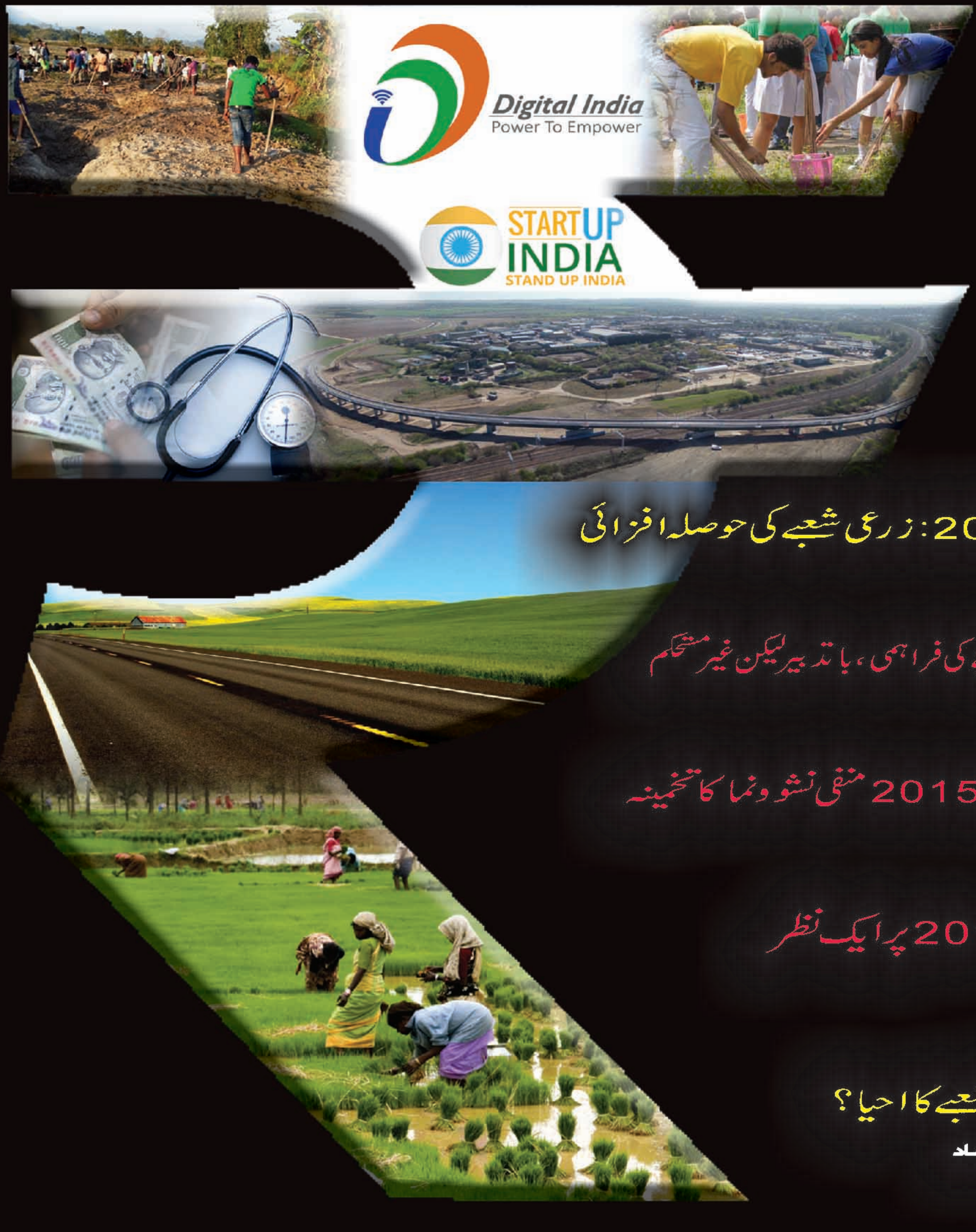

فوکس

مرکزی بجٹ 17-2016: زرعی شعبے کی حوصلہ افزائی

سی ایس شیکھر

مرکزی بجٹ: بنیادی ڈھانچے کی فراہمی، باتدبیر لیکن غیر مستحکم

جی رگھو رام

اقتصادی سروے: 16-2015 منفی نشوونما کا تخمینہ

ڈی ایچ پائی پناندیکر

ریلوے بجٹ 17-2016 پر ایک نظر

شانتی نرائن

خصوصی مضمون

مرکزی بجٹ، بینکنگ شعبے کا احیا؟

این آر بھانومورتی/منیش پرساد

’سیتو بھارتم‘ منصوبے کا افتتاح

وزیراعظم جناب نریندر مودی نے ’سیتو بھارتم‘ نامی ایک زبردست سرکاری منصوبے کا افتتاح کیا۔ 50 ہزار کروڑ روپے کی لاگت والے اس منصوبے کا مقصد پُلوں کی تعمیر کرنا ہے تاکہ قومی شاہراہوں پر بے روک ٹوک سفر کیا جاسکے۔ اس منصوبے کا ایک مقصد ہے کہ سال 2019 تک پورے ملک کی قومی شاہراہوں اور ریلوے لیول کراسنگ سے نجات دلانا ہے۔ اس منصوبے کے تحت 208 نئے روڈ اوور برج / روڈ انڈر برج تعمیر کیئے جائیں گے جبکہ 1500 پُلوں کی چوڑائی میں اضافہ کیا جائے گا یا ان کی مرمت کی جائے گی یا ان کو بدل دیا جائے گا۔

اس موقع پر وزیراعظم نے اپنی تقریر میں کہا کہ مرکزی سرکار اس سمت میں ایک تیز رفتار اور زبردست کامیابی کی خواہاں ہے۔ ملک کی ترقی کے لئے اچھی ڈھانچہ جاتی سہولیات کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے جناب مودی نے کہا کہ ملک وقوم کے لئے سڑکوں کی ضرورت ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح انسانی جسم کو، رگوں اور نسوں کی ضرورت ہے۔ اس موقع پر وزیراعظم نے ریلوے سمیت دیگر متعدد شعبوں کی ڈھانچہ جاتی سہولیات پر بھی گفتگو کی۔

یوجنا/ آجکل کی قیمت میں اضافہ

اپریل 2016 سے یوجنا/ آجکل کی قیمت فی کاپی 22 روپے ہوگی۔ جب کہ ایک سال کا چندہ 230 روپۓ دو سال کے لئے 430 روپے اور تین سال کے لئے 610 روپے ہوگا۔ خاص نمبر کی قیمت 30 روپے ہوگی۔

-ادارہ

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماھنامہ

یوجنا

نئی دہلی

مارچ 2016 مرکزی بجٹ 17-2016

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	4
☆ بجٹ باعتبار جنس: اہتمام	ڈاکٹر شاہین رضی	5
☆ مرکزی بجٹ: زرعی شعبے کی حوصلہ افزائی	سی ایس سی شیکھر	8
☆ اقتصادی سروے: منفی نشو ونما کا تخمینہ	ڈی ایچ پائی پناندیکر	11
☆ مرکزی بجٹ: دیہی بنیادی ڈھانچہ اور دیہی برق کاری	ہیرن موے رائے/ انل کمار/ پرسوم دویدی	14
☆ مرکزی بجٹ، بینکنگ شعبے کا احیا	این آر بھانومورتی/منیش پرساد	18
☆ مرکزی بجٹ: تعلیمی شعبے کے لئے اہتمام	پرتیوا کنڈو	22
☆ بنیادی ڈھانچے کی فراہمی، با تدبیر لیکن غیر مستحکم	جی رگھورام	26
☆ خسارے کی مختلف علامات کے ذریعہ مالی معقولیت کا تعین	امیا کمار مہاپاترا	29
☆ کیا آپ جانتے ہیں؟	واٹیکا چندرا	33
☆ میک ان انڈیا اسٹارٹ اپس کے لئے مضبوط ماحولیاتی نظام	نیرج باجپئی	34
☆ مرکزی بجٹ: کیا مالی استحکام کا سلسلہ جاری ہے؟	بی وی مدھوسودن راؤ	37
☆ مرکزی بجٹ: اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور اسکیمیں	شاہد حبیب انصاری	40
☆ ریلوے بجٹ 17-2016 پر ایک نظر	شانتی نارائن	43
☆ عام آدمی، کارپوریٹ سیکٹر اور عوام کے لئے ٹیکس	جینت رائے چودھری	46
☆ صحت کا بجٹ	ارمی گوسوامی	49
☆ ریل بجٹ: بہتری کا عزم	سبطین کوثر	53
☆ مرکزی بجٹ 17-2016: ایک جائزہ	دانش	59
☆ ستیو بھارتم منصوبے کا افتتاح	......	کورII
☆ بڑھتے قدم	......	64

چیف ایڈیٹر:

دیپیکا کچھل

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابرار رحمانی

011-24365927

معاون: رقیہ زیدی

سرورق: جی پی دھوپے

جلد: 35 شمارہ: 12

قیمت: (خصوصی شمارہ) 20 روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس مینیجر:

pdjucir@gmail.com

جرنلس یونٹ، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48،
سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔ 110003

مضامین سے متعلق

خط. کتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو) 601-E، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس،
لودھی روڈ، نئی دہلی-110003

ای میل: yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی، انگریزی، آسامی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، تمل، اڑیہ، پنجابی، بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔☆ نئی ممبرشپ، ممبرشپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر/ ڈیمانڈ ڈرافٹ، پوسٹل آرڈر، اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو)، پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات، روم نمبر 53-48، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، لودھی روڈ، نئی دہلی۔ 110003

زرسالانہ: 100 روپے، دوسال: 180 روپے، تین سال: 250 روپے، پڑوسی ملکوں کے لیے (ایئرمیل سے) 530 روپے۔☆ یوروپ اور دیگر ممالک کے لیے (ایئرمیل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں، وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں، جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطۂ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

ہندوستان کی تعمیر

کاشت کاروں کے مفادات کا حامی، غرباء کے حقوق کا حامی اور ترقی کا ضامن 2016-17 کے بجٹ کے بارے میں ایسے ہی تذکرے ہورہے ہیں۔ اور ہوں بھی کیوں نہ؟ آخر زراعت کا ہمارے ملک کی معیشت میں اہم کردار رہا ہے جس سے حاصل ہونے والی آمدنی مجموعی گھریلو پیداوار کے 17 فی صد حصے پر محیط ہے اور اس میں ملک کی 50 فی صد افرادی قوت مصروف کار ہے۔ اگرچہ 2022 تک کسانوں کی آمدنی دوگنی کردینے کا حکومت کا دعوی بلند بانگ معلوم ہوتا ہے لیکن زراعت اور کسانوں کی بہبود کے لئے مختص کی گئی 45000 کروڑ روپے کی رقم جو گزشتہ برس کے مقابلے دوگنی ہے، حکومت کے ان عزائم کا اظہار ہوتا ہے جو وہ کاشت کاروں کی آمدنی کے تحفظ کے لئے کرنا چاہتی ہے۔

گزشتہ دونوں برس کم بارش ہونے کی وجہ سے کسانوں کو جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، یہ اقدامات ان نقصانات کے ازالے کے لئے ضروری تھے۔ ملک میں سینچائی کے مسئلہ سے نبرد آزما ہونے کے لئے پردھان منتری سینچائی یوجنا کے تحت 28.5 لاکھ ہیکٹر کا مخصوص سینچائی فنڈ جس کا قیام اس سمت میں اٹھایا گیا بڑا اقدم ہے۔ اس کے علاوہ وزیراعظم فصل بیمہ یوجنا کے لئے 5500 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں جن سے خراب موسم کی وجہ سے فصل کو ہونے والے نقصان کی بھرپائی کی جاسکے گی۔

بجٹ کو مقبول عام بنانے کی بجائے اس کو معیشت کی ضروریات کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ہر شعبے پر اس کی ضرورت کے مطابق توجہ دی جاسکے۔ بجٹ میں سب سے زیادہ توجہ دیہی شعبے کی ترقی پر مرکوز کی گئی ہے جس کے لئے مجموعی طور پر 87765 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ بجٹ میں سب سے زیادہ رقم گرام پنچایتوں کو دی گئی ہے۔ گرام پنچایتوں اور میونسپلٹیز کو 2.87 لاکھ کروڑ روپے کی گرانٹ دی گئی ہے جو گزشتہ پانچ برس کے مقابلے 228 فی صد زیادہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر گرام پنچایت کو اس اوسطاً 80 لاکھ روپے اور ہر شہری بلدیاتی ادارے کو 21 کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم حاصل ہوگی۔ غیر زرعی دیہی شعبے کو بھی ایم جی این آر ای جی ایس کے تحت 38500 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں جس سے گاؤوں اور چھوٹے قصبوں کی کایا پلٹ ہونے کی امید ہے۔ پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کے تحت دیہی سڑکوں اور بنیادی ڈھانچے وسماجی شعبے کے لئے اخراجات کی رقم میں اضافے سے کسانوں کی بہبود پر مثبت اثر ہوگا اور دیہی معیشت کو ترقی نصیب ہوگی۔

صحت، خواتین واطفال کی ترقی سمیت سماجی شعبے کو مستحکم کرنے کی غرض سے حکومت نے تمام وزارتوں میں خواتین پر خرچ ہونے والے بجٹ میں 55 فی صد کا اضافہ کردیا ہے۔ خواتین کو بااختیار بنانے کے قومی مشن کو مختص رقم دوگنی کردی گئی ہے۔ نربھیا اسکیم کے لئے رقم میں اضافہ کیا گیا ہے، دیہی علاقوں کے گھروں خاندانوں کی خواتین ارکان کے نام پر ایل پی جی کنکشن فراہم کرانے کے لئے 2000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں اور اسٹینڈ اپ انڈیا اسکیم کے تحت درج فہرست ذاتوں/قبائل کی خواتین بیوپاریوں کو 500 کروڑ روپے فراہم کرائے گئے ہیں۔ یہ تمام اقدامات ملک کی خواتین کو سماجی اور مالی طور پر بااختیار بنانے کی غرض سے کئے گئے ہیں۔

ہندوستان کو دنیا کی ہنرمندی کی راجدھانی بنانے کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے بجٹ میں ملک بھر میں 1500 کثیر جہتی ہنرمندی تربیتی ادارے کھولنے کے لئے 1700 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ اقدامات حکومت کی ان کوششوں کے غماز ہیں جن سے حکومت پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) کے تحت نوجوانوں کو ان کے دروازے پر بیوپار فراہم کرانے کے لئے کررہی ہے۔

کارپوریٹ سیکٹر کی بات کریں تو یہ توقع کی جارہی ہے کہ گزشتہ بجٹ میں کئے گئے اعلانات کے بعد بنیادی ٹیکس شرح کو موجودہ 30 فی صد سے مرحلہ وار گھٹا کر 25 فی صد کردیا جائے گا۔ لیکن مالی خسارے کو قابو میں رکھنے کے لئے ٹیکس کی کسی شرح میں تخفیف نہیں کی گئی ہے البتہ ''میک ان انڈیا'' اور روزگار کے مزید مواقع پیدا کرنے کی غرض سے اسٹارٹ اپ کو ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ کم آمدنی والے خود روزگار بنانے والے ٹیکس دہندگان کو ایچ آر اے میں دی گئی چھوٹ کی حد بڑھا کر معمولی راحت دی گئی ہے۔ زیادہ امیر لوگوں پر 3 فی صد کا اضافی سرچارج عائد کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کا شمار ٹیکس دہندگان کی ایک فی صد اوپر سطح پر ہوتا ہے۔ گزشتہ تاریخ سے نافذ العمل ترمیمات سے پرہیز کرتے ہوئے ٹیکس افسران کے اختیاری فیصلوں پر لگام لگا کر اور ٹیکس کے طریقہ کار کو سہل بنا کر حکومت نے سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بحال کرنے کے لئے ٹیکس کے تعین کو یقینی بنانے کی سمت میں متعدد اقدامات کئے ہیں۔

اس حقیقت کے پیس نظر کہ سرمایہ کو مدعو کرنے سے پہلے مستحکم اور مضبوط بنیادی ڈھانچے کی ضرورت ہوتی ہے، بجٹ میں 2.21 لاکھ کروڑ روپے جو بجٹ میں مختص کل رقم کا ایک بڑا حصہ ہے، بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینے کے لئے فراہم کرائے گئے ہیں۔ سڑکوں، ریل گاڑیوں، بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں کے بہتر نیٹ ورک پر دی گئی زیادہ توجہ سے نمو کو مہمیز عطا ہوگی اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ کم لاگت کے مکانوں پر دی گئی توجہ اور ڈیولپرس وافرادی سطح پر دی گئی ٹیکس رعایتوں سے بھی اس شعبے کی ترقی کو فروغ حاصل ہوگا۔

حکومت کی طرف سے اپنایا گیا نوعمودی موقف جس میں دیہی معیشت کو مستحکم کرنے، بزنس کے طریقوں کو سہل بنانے اور ٹیکس کے طریقہ کار کو آسان بنانے کے اقدامات شامل ہیں، حقیقی ہندوستان کے حقیقی مسائل کو حل کرکے طویل مدتی ترقی کے لئے نقش راہ ہموار کرنے کی کوشش ہے۔

ڈاکٹر شاہین رضی

بجٹ باعتبار جنس: اہتمام

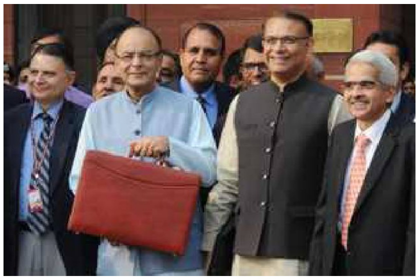

''خواتین کو صنف نازک کہنا ان کی توہین ہے۔ اگر طاقت سے مراد جسمانی قوت کا بھونڈا اظہار ہے تو یقیناً خواتین مردوں سے اس معاملے میں ضرور پیچھے ہیں لیکن اگر طاقت سے مراد اخلاقی قوت ہے تو خواتین کو اس ضمن میں مردوں پر سبقت حاصل ہے۔ کیا خواتین میں وجدانیت زیادہ نہیں ہوتی؟ کیا ان میں ایثار زیادہ نہیں ہوتا؟ کیا صبر واستقلال زیادہ نہیں ہوتا، کیا ان میں ہمت زیادہ نہیں ہوتی؟ ان کے بغیر آدمی کا وجود بے معنی ہے۔ اگر عدم تشدد ہماری زندگی کا اصول ہے تو مستقبل خواتین کے ہاتھ میں ہے''۔

-مہاتما گاندھی

مضمون نگار ماہر اقتصادیات و تعلیم، ایمیریٹس فیلو، یوجی سی ہیں۔

2016-17 کا مرکزی بجٹ وزیراعظم کے عزائم کا غماز کہا جاسکتا ہے جس میں کسانوں، غریبوں، خواتین اور اوسط درجے کے ایک بڑے طبقے بشمول چھوٹے اور اوسط درجے کے کاروباریوں کو شامل کیا گیا ہے۔ اپنے نو رکنی مقاصد میں بجٹ کی توجہ شرح نمو کو فروغ دینے کے ساتھ ہندوستانی معیشت میں داخلی ترقی پر مرکوز کی گئی ہے۔

وزیرخزانہ نے معیشت کے ہر شعبے کو مساوی اہمیت دی ہے، چاہے وہ بنیادی ڈھانچے کے استحکام کے ذریعہ سماجی اور دیہی شعبے میں سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہو، صحت بیمہ ہو، یا کسانوں کی آمدنی اور ان کی تعلیم و ہنر میں ترقی کو یقینی بنانا ہو۔ انہوں نے مالی اصلاحات کے لئے مطلوب مالی قواعد وضوابط پر بھی توجہ دی ہے اور کاروبار کو سہل بنانے کے لئے پالیسیوں میں ردو بدل، مالی استحکام اور ٹیکس اصلاحات پر بھی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

2016-17 کے بجٹ میں ایسے اقدامات کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے جن سے منصوبہ بندی بجٹ کی فراہمی اور آڈیٹنگ کے طریقوں کے ذریعہ جنسی مساوات کو فروغ ملے۔

جنسی مساوات ہندوستان میں ترقی کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ 2014 کے عالمی صنفی اشاریہ کے مطابق 142 ممالک کی فہرست میں ہندوستان کا 114واں مقام ہے۔ فہرست میں اس مقام کا تعین چار شعبوں میں مساوات کے فرق کو کم کرنے کی ملک کی استعداد پر انحصار کرتا ہے۔ ان شعبوں میں معیشت میں شرکت اور مواقع، تعلیم، سیاسی طور پر بااختیار بنانا اور صحت و بقا شامل ہیں۔ خواتین اور لڑکیوں کے خلاف تشدد اب بھی موجود ہے چاہے وہ نجی مقامات ہوں یا سرکاری۔

ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہندوستان نے 2005 میں ''بجٹ باعتبار جنس'' یا (GBS) کا طریقہ اپنایا ہے۔ بجٹ بہ اعتبار جنس کا مطلب ہے۔ بجٹ کو اس طریقہ سے اور اس طرح بنایا جائے کہ جس سے جنسی مساوات اور خواتین کے حقوق کو استحکام نصیب ہو۔ اس سے ان مقاصد کے حصول کے لئے سرکاری عزائم کا بھی اظہار ہو۔ اب تک ہندوستان میں 57 وزارتوں /محکموں نے جینڈر بجٹنگ سیل قائم کئے ہیں۔ یہ ایک اہم قدم ہے جس سے کروڑوں خواتین کی زندگیوں میں مثبت اثر ظاہر ہوگا۔

جنس کے اعتبار سے بجٹ تیار کرنے سے لوگوں کو زندگی کے دھارے میں لانے میں مدد ملے گی اور اس کا فائدہ خواتین اور مرد دونوں کو ہوگا اور دونوں ترقی سے یکساں طور پر مستفید ہوسکیں گے۔ جنسی اعتبار سے بجٹ تیار کرنے کی ضرورت اس لئے پڑی کیوں کہ وسائل کے بٹوارے کی نوعیت کی وجہ سے قومی بجٹ کا اثر مرد وخواتین پر مختلف ہوتا تھا۔ ہندوستان کی آبادی میں خواتین 48 فی صد ہے جب کہ متعدد سماجی شعبوں مثلاً صحت، تعلیم، اقتصادی مواقع وغیرہ میں وہ مردوں سے پیچھے ہیں، اسی لئے ان کو خصوصی توجہ درکار ہے تاکہ ان کی کمزوری اور وسائل تک ان کی عدم رسائی کا سدباب کیا جاسکے۔ سرکاری بجٹ کے ذریعہ وسائل کے بٹوارے کے توسط

سے اس جنسی عدم مساوات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے جنسی اعتبار سے بجٹ تیار کرنے کے طریقے کو فروغ دیا جا رہا ہے تا کہ بنا کسی صنفی تفریق کے لوگوں کو عام دھارے میں شامل کیا جا سکے۔

وزیر خزانہ کے بجٹ ملک کی کایا پلٹ کے ایجنڈے کو روبہ عمل لانے کے لئے جنسی عدم مساوات کے مسئلہ کو

حل کرنا ضروری ہے۔ خواتین کی وزارتوں کو مختص کی گئی رقومات اور جنسی بجٹ اعلانات کی مدد سے 2016-17 میں صنفی اعتبار سے تیار کئے گئے بجٹ کا عندیہ مل جاتا ہے۔ خواتین کو با اختیار بنانے والے قومی کمیشن کو مختص رقم کو دوگنا کر کے 50 کروڑ کر دیا گیا ہے۔ وزارت برائے خواتین و بہبود اطفال اور قومی کمیشن برائے خواتین کو مختص رقم میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ جنسی اعتبار سے تیار کئے گئے بجٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وزارتیں جنسی مساوات سے متعلق مسائل کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

خواتین سے ملک اہم مسائل مثلاً تشدد کا اظہار بجٹ میں کیا جانا چاہئے۔ خواتین کے ناجائز کاروبار، اور نوخیز لڑکیوں کو با اختیار بنانے والی اسکیموں کو زیادہ رقم عطا کی گئی ہے۔

محنت بازار میں خواتین کی گھٹتی شرکت بھی قابل تشویش ہے۔ سماجی شعبوں کے اخراجات میں غیر متوازن کمی سے خواتین متاثر ہوتی ہیں اور ان کا تحفظ کا کام بڑھ جاتا ہے۔ اطفال ترقی خدمات اور اندرا گاندھی ماتر تو سہیوگ یوجنا Indira Gandhi Matritva Sahyog Yojana (آئی جی ایم ایس وائی) کے لئے مختص رقومات میں اضافہ کر کے ان کی اہلیت اجاگر کی گئی ہے۔

2013 میں آئی جی ایم ایس وائی کے تحت دی جانے والی نقد ترغیبات کو 4000 سے بڑھا کر 6000 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے تا کہ قومی خوراک تحفظ قانون (این ایف ایس اے) 2013 کے مطابق زچہ کو کم از کم حصہ فراہم کیا جا سکے۔ زچہ کو فراہم کئے جانے والے اس کے حصہ کو آفاقی بنانے کی ضرورت کے پیش نظر 400 کروڑ روپے مختص کئے جائیں گے۔ حالیہ تجویز اس کو 200 پائلٹ اضلاع میں شروع کرنے کی ہے۔

اب مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی قانون (منریگا) خواتین کے روزگار کے لئے اہم ہے۔ اس کے تحت کام کرنے والے افراد میں 55 فی صد خواتین ہیں۔ اس کا بجٹ بڑھا کر 38500 کروڑ کر دیا گیا ہے۔

دیہی روزگار اسکیم منریگا جو گزشتہ آخری سہ ماہی میں متعدد ریاستوں میں بند ہونے کے قریب پہنچ گئی تھی، اس میں سال 2016-17 کے لئے مختص رقم میں 11 فی صد کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سال 2016-17 میں منریگا کے لئے 38500 کروڑ روپے مختص کیا گیا ہے۔ اگر یہ پوری رقم خرچ کر لی جاتی ہے تو یہ منریگا کے لئے مختص کی جانے والی اب تک سے سب سے بڑی رقم ہوگی۔ یہ بات وزیر خزانہ نے بتائی ہے۔

منریگا کے لئے مختص کی گئی رقم 2015-16 میں دی گئی 34600 کروڑ روپے کی رقم سے 3900 کروڑ روپے زیادہ ہے۔ موجودہ سرکار نے اپنے پہلے سال یعنی 2014-15 میں 34000 کروڑ روپے کی رقم مختص کی تھی۔ یہ بجٹ خواتین کے مفاد میں ہے۔ اس کا اظہار ایک اور اعلان سے ہوتا ہے جس کے تحت غریب گھرانوں کی خواتین کو ایل پی جی کنکشن دیئے جانے کے لئے خصوصی مشن شروع کیا جائے گا۔

سال 2016-17 کے بجٹ میں ایل پی جی کنکشن دینے کے لئے مطلوب بنیادی رقم کے لئے 2000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

حکومت اس پہلے کے ذریعہ دو اہم مسائل کو حل کرنا چاہتی ہے۔ ایک تو ایسی خواتین کی صحت کا تحفظ کرنا جو روایتی قدرتی ایندھن مثلاً لکڑی، گوبر، کھیت کی بچی اشیا وغیرہ کا استعمال کھانا پکانے میں کرتی ہیں، خصوصاً دیہی علاقوں میں رہنے والی خواتین اور دوسرا گھر کے اندر ہونے والی آلودگی کی موجودہ اونچی سطح کم کرنا۔ اس امر سے خواتین کو با اختیار بنانے اور ان کی صحت کو تحفظ فراہم کرنے میں مدد ملے گی۔ اس سے ان کی محنت کم ہوگی اور کھانا پکانے میں وقت بھی کم لگے گا۔ اس سے دیہی نوجوانوں کو کھانا پکانے والی گیس کی سپلائی کے توسط سے روزگار بھی فراہم ہوگا۔

مختلف سرکاری و متعلقہ گروپوں کے ذریعے کئے گئے مطالعوں سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان میں ہر سال تقریباً پانچ لاکھ خواتین اس گھریلو آلودگی کی وجہ سے موت کے منہ میں پہنچ جاتی ہیں۔

ارتھ سائنس اور کلائمنٹ چینج شعبے میں ضلع ڈاکٹر ارندم دتہ نے بتایا ہے کہ دیہی علاقوں میں غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے خاندانوں کو رعایتی شرح پر ایل پی جی فراہم کرائے جانے کی تجویز کی وجہ سے 2016-17 کے بجٹ گھریلو فضائی آلودگی کا مسئلہ حل کر لیا ہے۔ حکومت کو توقع ہے کہ 2016-17 کے دوران 1.5 کروڑ بی پی ایل خاندان اس مشن سے مستفید ہوں گے۔ یہ اسکیم کم از کم دو سال مزید جاری رہے گی اور اس سے مستفید ہونے والے خط افلاس سے نیچے رہنے والے

خاندانوں کی ابتداپانچ کروڑ ہوجائے گی۔

اس مشن کی بدولت ملک بھر میں کھانا پکانے کی گیس کی سہولت ہر جگہ دستیاب ہوجائے گی جو کبھی اونچے متوسط طبقے تک محدود سہولت تصور کی جاتی تھی۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ یہ لگژری، متوسط طبقے تک پہنچ رہی ہے لیکن ابھی بھی غریب عوام تک اس کی اس زمین ہو پائی ہے۔ البتہ اب بی پی ایل خاندانوں کو حکومت کی رعایت کی مدد سے کھانا پکانے والی گیس کے کنکشن دیئے جا رہے ہیں۔ 2000 کروڑ روپے کی اہم سے شروع کی گئی اجول اسکیم کے تحت 2016-17 کے دوران 1.5 کروڑ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں کو صاف ایندھن مہیا کرایا جائے گا جس سے خواتین خاص طور پر دیہی خواتین کی صحت بہتر ہوگی اور ماحول میں بھی بہتری آئے گی۔

یہ پہلا موقع ہے کہ غریبوں کو رعایتی شرح پر ایل پی جی کنکشن فراہم کرانے کے لئے بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے۔ حکومت ہر کنکشن کے لئے 1600 روپے کی رعایت دے جو بی پی ایل خاندان کی کسی خاتون کے نام دی جائے گی۔ اب تک یہ کام ریاست کے ایندھن کے خوردہ بیوپاریوں کے کارپوریٹ، سماجی ذمہ داری فنڈ کی مدد سے کیا جا رہا تھا۔ یہ اسکیم کم از کم تین برس تک جاری رہے گی تاکہ 2018-19 تک پانچ کروڑ بی پی ایل خاندان اس اسکیم سے مستفید ہوسکیں۔ خط افلاس سے نیچے رہنے والے خاندانوں کو کنکشن فراہم کرنے کا یہ کام ان ریاستوں میں پہلے کیا جائے گا جہاں یہ سہولت بہت کم ہے۔ خصوصاً مشرق میں۔ حکومت کی پہل اسکیم جس کے تحت ایل پی جی کی رقم بالواسطہ بینک کھاتے میں چلی جاتی ہے، دنیا کی اس قسم کی پہل اسکیم ہونے کی وجہ سے گنیز

ریکارڈ میں درج ہوچکی ہے۔ لیکن حکومت ایل پی جی کی یہ سہولت موجودہ 60 فی صد آبادی سے بڑھانا چاہتی ہے۔ عالمی صحت تنظیم کے مطابق ہندوستان میں ہر سال تقریباً پانچ لاکھ خواتین خراب ایندھن استعمال کرنے کی وجہ سے موت کا شکار ہوجاتی ہیں۔

درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کو بااختیار بنانے کی غرض سے 2016-17 کے بجٹ میں 500 کروڑ روپے مختص کیا ہے۔ اس نے بہت چھوٹے، چھوٹے اور اوسط درجے کے کاروباری کی وزارت کے تحت قومی درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لئے ایک ہب بنانے کی تجویز رکھی ہے۔ وزیر خزانہ نے بتایا ہے کہ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے کاروباریوں نے کامیابی کاروبار چلانے میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

5 . 2 لاکھ کاروباریوں کے ساتھ خواتین کاروباریوں کو بھی یہ سہولت ملے گی اور ہر بینک کی برانچ میں کم از کم دو پروجیکٹ دیئے جائیں گے۔ یہ مجوزہ ہب صنعتی انجمنوں کی شراکت سے کھولے جائیں گے اور وہ ایس سی/ایس ٹی کاروباریوں کو پیشہ ورانہ مدد فراہم کریں گے جو کہ مرکزی حکومت کی پروکیورمنٹ پالیسی کے تحت ان پر لازمی ہے۔ ہم ڈاکٹر آر امبیڈکر کی 125 سالگرہ بنا رہے ہیں۔ یہ سال درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل اور خواتین کاروباریوں کا یہ اختیار بنانے کا سال ہونا چاہیئے۔

اختتام کے طور پر بجٹ وقت کی غلطیوں کو سدھارنے کا کام کرتا ہے۔ ہمارا زور کلیدی اداروں کو مستحکم کرنے، صنفی مساوات کو فروغ دینے والی اسکیموں کے لئے وافر سرمایہ کی فراہمی اور ان اسکیموں کا موثر نفاذ پر ہونا چاہیئے۔

2016-17 کا بجٹ کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ ہندوستان کا دنیا میں ایک روشن مقام ہے جب کہ دنیا کے دیگر ممالک اقتصادی کساد بازاری سے جوجھ رہے ہیں۔ ترقی کے لئے سب سے کارگر ہتھیار خواتین کو یہ اختیار بنانا اور صنفی مساوات کو فروغ دینا ہے۔

☆☆☆

سبسڈی کو مخصوص لوگوں کو تقسیم کرنے کی تجویز

☆ حکومت کی سبسڈی کو مخصوص لوگوں کو تقسیم کرنے اور حقیقی حقداروں کو مالی امداد فراہم کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے تین خصوصی اقدامات کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ مرکزی وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی نے لوک سبھا میں عام بجٹ 17-2016 پیش کرتے ہوئے کہا کہ کم از کم حکومت اور زیادہ سے زیادہ حکمرانی کیلئے یہ ایک اہم عنصر ہے۔ مجوزہ تین اقدامات مندرجہ ذیل ہے:

1- آدھار فریم ورک کو استعمال کرتے ہوئے مالی اور دیگر سبسڈی، فوائد اور خدمات کی نشان زد فراہمی کیلئے بل۔ آدھار کو استعمال کرتے ہوئے درست طور پر حقداروں کو فوائد پہنچانے کی خاطر سماجی سکیورٹی کا پلیٹ فارم تیار کیا جائے گا۔

2- پورے ملک کے کچھ اضلاع میں کیمیاوی کھاد کیلئے فوائد کی براہ راست منتقلی (ڈی بی ٹی) کو تجرباتی بنیاد پر متعارف کرانے کی تجویز ہے۔

3- ملک میں 5.35 لاکھ راشن کی دکانوں میں سے 3 لاکھ راشن کی دکانوں پر مارچ 2017 تک خودکاری سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

☆☆☆

سی ایس سی شیکھر

مرکزی بجٹ 2016-17 :

زرعی شعبے کی حوصلہ افزائی

زراعت اور دیہی ترقی کے تعلق سے مرکزی بجٹ 2016-17 کافی حوصلہ افزا ہے۔ زرعی ترقی سے متعلق دیرینہ مسائل کو حل کرنے کے لئے کئی اقدامات کئے گئے ہیں جن میں آبپاشی پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ مسلسل دو سال کی خشک سالی کی وجہ سے زرعی شعبے کی کارکردگی اچھی نہیں رہی ہے اس کے پس منظر میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔

گیارہویں پنچ سالہ منصوبے کے دوران حوصلہ افزا کارکردگی کے بعد زرعی نمو کی رفتار سست ہوگئی اور 2012-13 میں یہ 1.5 فی صد رہی اس کے بعد آئندہ دو برسوں میں 4.2 اور 0.2- فی صد رہی۔ سی ایس او کے تازہ تخمینے سے اشارہ ملتا ہے کہ 2015-16 میں صورت حال تھوڑی بہتر ہوگی اور شرح نمو 1.1 فی صد ہونے کا اندازہ ہے۔ مسلسل دو سال خشک سالی کے ساتھ ساتھ ڈھانچہ جاتی مسائل جیسے آبپاشی اور مارکیٹنگ اس سست روی کے لئے ذمہ دار ہیں، موجودہ بجٹ میں زراعت کو درپیش ان میں سے کچھ دیرینہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو مثبت اقدامات تجویز کئے گئے ہیں وہ زراعت، دیہی بنیادی ڈھانچے اور مارکیٹنگ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مضمون نگار دی انسٹی ٹیوٹ آف اکنامک گروتھ (آئی ای جی) دہلی یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔

بجٹ میں مختص کی گئی رقم کے مثبت پہلو اس وقت نمایاں ہو جاتے ہیں جب اسے مجموعی زرعی ترقی، غذائی پیداوار اور غذائی افراط زر کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔ ملک کو 1990 کی دہائی کے وسط میں زرعی نمو میں جمود اور غذائی پیداوار میں سست روی کا سامنا تھا۔ 1997-98 سے 2004-05 تک زرعی داخلی مجموعی پیداوار کی شرح نمو صرف 2.2 فیصد سالانہ تھی۔ یہ ویسی ہی صورت حال تھی جیسی سبز انقلاب سے پہلے تھی۔ غذائی پیداوار بھی تیزی سے کم ہوگئی۔ یہ خراب صورت حال زرعی شعبے میں سرمایہ کاری میں مسلسل کمی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ کھیتی میں منافع میں کمی کی وجہ سے اس کے اخراجات میں کمی سے حالات مزید خراب ہوگئے۔ 2005-06 میں بہتری کی پہلی علامت نظر آئی۔ اس کے بعد 2007-08 میں کچھ پروگرام شروع کئے گئے جنھوں نے ترقی کی رفتار کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے مزید تیز کیا۔ ریاستوں کے ذریعے زرعی شعبے میں سرمایہ کاری بڑھانے کے پروگرام (آر کے وی آئی) اور غذائی پیداوار (این ایف ایس ایم) میں نشانہ بند اضافے سے اس عمل میں مدد ملی ہے۔ ان پروگراموں نے گزشتہ کچھ برسوں میں زراعت کو اپنی نمو کی کارکردگی بہتر بنانے میں مدد کی ہے۔ تاہم پیداوار میں غیر یقینی اور مارکیٹنگ میں رکاوٹ کی وجہ سے اس شعبے کو اب بھی دشواریوں کا سامنا ہے۔ موجودہ بجٹ میں ان میں سے کچھ دیرینہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آبپاشی: ہندستان میں زرعی شعبے کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ مانسون پر اس کا زیادہ سے زیادہ انحصار ہے۔ ملک میں فصل کی پیداوار کے صرف 45 فی صد حصے میں آبپاشی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے پیداوار میں بڑے پیمانے پر غیر یقینی پائی جاتی ہے۔ اس بجٹ میں پردھان منتری کرسی سینچائی یوجنا (پی ایم کے ایس وائی) کے توسط سے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آبپاشی کے اس اہم پروگرام کا مقصد جس کے لئے 17000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں 28 لاکھ ہیکٹر نئے علاقوں کو آبپاشی کے تحت لانا ہے۔ ایکسلریٹیڈ اریگیشن بینفٹ پروگرام (اے آئی بی پی) کے تحت 89 بند پڑی اسکیموں کو قوت بخشنے سے متعلق تجویز بھی ہے، جس سے تقریباً 81 لاکھ ہیکٹر کا فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ زیر زمین پانی کو بروئے کار لانے کے لئے 6000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی اسکیم کے تحت کھیتی کے لئے تالابوں کو بہتر بنانے، کنوؤں کو صاف کرنے اور نئے کنویں کھودنے جیسے ذیلی پروگرام بھی ہیں۔ یہ تمام پروگرام مجوزہ 22 ہزار کروڑ روپے کے

طویل مدتی آبپاشی فنڈ کے ساتھ ساتھ زرعی ترقی کے لئے یقیناً کافی سودمند ثابت ہونگے۔

قرض اور بیمہ: زرعی شعبے میں قرض کی کمی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اگرچہ زرعی جی ڈی پی کے مقابلے زرعی قرض کا تناسب 1999-2000 میں 10

فیصد سے بڑھ کر 2012-13 میں 38 فیصد ہوگیا، لیکن طویل مدتی قرض کے حصہ میں حالیہ برسوں میں تیزی سے کمی آئی ہے جو کہ 2006-07 میں 55 فیصد سے کم ہوکر 2011-12 میں 39 فی صد ہوگیا۔ اس شعبے کے طویل مدتی مفاد میں ان مسائل پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔ شاید اسی مقصد سے موجودہ بجٹ میں زرعی قرض کا نشانہ بڑھا کر 9 لاکھ کروڑ کردیا گیا ہے جو گزشتہ سال 8.5 لاکھ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ کسانوں کو راحت پہنچانے کے لئے تقریباً 15000 کروڑ روپے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ تاہم اس کا دارومدار حقیقی کاشتکاروں کی قرض تک رسائی پر ہے جو زمین پر قانونی حق یا باقاعدہ مزارعت پر منحصر کرتی ہے۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے فصل کو ہونے والے نقصان سے کسان کمزور ہورہے ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک بحال شدہ بیمہ پروگرام (پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا) کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس نئی فصل بیمہ اسکیم کے لئے 5500 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس اسکیم کا مقصد فصل کی ناکامی کی صورت میں اناج اور تلہن پر تقریباً 2 فیصد اور باغبانی کی فصلوں اور کپاس پر 5 فیصد قسط پر بیمہ فراہم کرنا ہے۔ اس اسکیم کا سب سے خاص پہلو یہ ہے کہ قسط کی کوئی حد نہیں ہے اور نہ ہی بیمہ شدہ رقم میں کوئی کمی کی جائے گی۔ کھاد پر ملنے والی سبسڈی کا فائدہ براہ راست منتقل کرنے سے متعلق ایک پروجکٹ تجربہ کے طور پر تجویز کیا گیا ہے جس میں کھاد پر ملنے والی سبسڈی براہ راست مستحقین کے کھاتے میں منتقل کی جائے گی۔ یہ تمام مثبت اقدامات ہیں لیکن اس کے نفاذ کا انحصار زمین کے باقاعدہ حق یا پٹہ داری پر ہے۔ ہم تھوڑی دیر میں اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

خرید، تقسیم اور مارکیٹنگ: ایک دلچسپ تجویز آن لائن خریداری اور شفاف میکانزم کے توسط سے مزید ریاستوں کو لامرکزی خریداری کے عمل کو اپنانے کے تئیں حوصلہ افزائی کرنے کی ہے۔ خریداری کے ذریعہ دالوں کا احتیاطی ذخیرہ کرنے کی تجویز ہے۔ ایک تجویز تین لاکھ فیئر پرائس دکانوں کو خودکار نظام میں تبدیل کرنے (ملک میں تقریباً پانچ لاکھ 35 ہزار ایف پی ایس میں سے) کی ہے۔ ایگری ٹیک انفرا اسٹرکچر فنڈ (اے آئی ٹی ایف) کے توسط سے قومی زرعی مارکیٹ (این اے ایم) قائم کرنے کی ایک اسکیم کو کابینہ نے جولائی 2015 میں منظوری دی ہے۔ اس کے لئے 200 کروڑ روپے کا بجٹ ہے۔ موجودہ بجٹ میں اس اسکیم کے تحت تقریباً 585 منضبط بازاروں کو مربوط کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے تاہم اس میں کئی رکاوٹیں ہیں۔ اسے نافذ کرنے کے لئے تمام ریاستوں کو اپنے اپنے ایگری کلچرل پروڈیوس مارکیٹنگ کمیٹی ایکٹ (اے پی ایم سی) میں ترمیم کرنی پڑیگی۔ اس کے تحت ایک سنگل لائنس جو پوری ریاست میں قابل قبول ہو، مارکیٹ فیس کے لئے ایک سنگل پوائنٹ لیوی اور قیمت کا پتہ لگانے کے لئے نیلامی کا الیکٹرانک نظام وضع کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت صرف 12 ریاستوں نے اے پی ایم سی ایکٹ میں ترمیم کی ہے اور دیگر ریاستوں کو بھی اس پر عمل کے لئے تیزی سے کاروائی کرنے کی ضرورت ہے۔

ہندستان میں باغبانی کے شعبے کو جس سب سے بڑے مسئلہ کا سامنا ہے وہ فصل کے بعد اس کے ایک بڑے حصہ کا برباد ہوجانا۔ ایک اندازہ کے مطابق ہندستان میں پھلوں کی مجموعی پیداوار کا 20 سے 22 فی صد سے زائد حصہ فصل تیار ہونے کے بعد مختلف مرحلوں میں سڑ جاتا ہے۔ تازہ تخمینے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ برباد ہونے والے پھلوں اور سبزیوں کا فی صد تقریباً 15 ہے۔ فصل برباد ہونے کی شرح کافی زیادہ ہے اور اسے کم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہندستان میں پیدا اور تیار ہونے والی غذائی اشیاء کی مارکیٹنگ میں 100 فیصد ایف ڈی آئی کی اجازت دینے کے فیصلے سے ڈبہ بند خوراک کی صنعت کو تقویت ملے گی جس سے کچھ حد تک فصل تیار ہونے کے بعد اسے برباد ہونے سے بچانے میں مدد ملے گی۔

دیہی ترقی: دیہی ترقی کے لئے مختص کی گئی رقم بڑھا کر تقریباً 87765 کروڑ روپے کردی گئی ہے جس میں سے 38500 کروڑ روپے منریگا کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ دیہی سیکٹر کے لئے سب سے زیادہ رقم گرانٹس ان ایڈ کے طور پر گاؤں پنچایتوں اور میونسپلٹیوں کے لئے مختص کی گئی جو تقریباً 2.87 لاکھ کروڑ روپے ہے۔ یہ غالباً ایک گرام پنچایت کے لئے 80 لاکھ روپے ہوگی جو کافی ہے۔ پردھان منتری گرامین سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی) کے تحت دیہی سڑکوں کے

لئے مختص اضافہ شدہ رقم صحیح سمت میں ایک قدم ہے۔ عام طور پر دیہی غیر زرعی سیکٹر اور دیہی کنسٹرکشن، ٹرانسپورٹ اور خاص طور سے خدمات ماضی قریب میں غیر زرعی دیہی

آخری مسئلہ توسیعی خدمات کی تجدید کاری سے متعلق ہے۔ زراعت کے اس اہم پہلو پر موجودہ بجٹ سمیت حالیہ بجٹوں میں بہت توجہ دی گئی ہے۔ ٹکنالوجی کے استعمال نہ کئے جانے اور سرکاری اسکیموں کو بروئے کار نہ لانے کی وجہ کسانوں میں بیداری کی کمی ہے۔

روزگار کے اصل ذرائع رہے ہیں۔ مختص کی گئی رقم میں اضافے سے غیر زرعی دیہی سیکٹر میں خرچ کی جانے والی رقم پر معقول اثر پڑے گا جس سے دیہی روزگار پر بھی مثبت اثر پڑے گا۔

بجٹ میں خامیاں: مندرجہ ذیل پہلوؤں کے تعلق سے بجٹ میں خامیاں ہیں۔

ان میں سے پہلی خامی کا تعلق زرعی شعبے پر خرچ کے لئے ریاستوں کو دی جانے والی ترغیبات ہیں۔ زراعت ریاستوں کا معاملہ ہے اور اس سیکٹر میں بہتر نمو کے حصول کے لئے ریاستوں کو سرمایہ کاری بڑھانی ہوگی۔ حالیہ برسوں میں زرعی شعبے میں سرمایہ کاری میں کافی کمی آئی ہے۔ زرعی شعبے میں مجموعی سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوئی ہے جو 2011-12 میں 18.3 فی صد سے کم ہوکر 2014-15 میں 15.8 فی صد ہوگئی۔ گزشتہ کچھ برسوں کے دوران سرمایہ کاری میں یہ تیز گراوٹ 2004-05 سے ہوئے تیزی سے اضافے کے بالکل برعکس ہے۔ گزشتہ کچھ برسوں میں نمو میں سست روی کے لئے سرمایہ کاری میں کمی کو ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس بجٹ میں زرعی شعبے میں سرمایہ کاری کی غرض سے ریاستوں کی حوصلہ افزائی کے لئے موثر تجاویز/ ترغیبات کے محاذ پر تھوڑی کمی رہ گئی۔

دوسرا معاملہ اعلیٰ سطح پر فیصلے کا ہے۔ ہندستان ایک متنوع ملک ہے اور زراعت و آب ہوا کے لحاظ سے کافی مختلف صورت حال پائی جاتی ہے۔ بڑے پیمانے پر آبپاشی کے پروگرام، فصل بیمہ پروگرام یا دیگر پروگرام جو موجودہ بجٹ میں تجویز کئے گئے ہیں انھیں کامیاب بنانے کے لئے مقامی ماحول کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ ان اہم پروگراموں میں اعلیٰ سطح پر فیصلہ سازی کا طریقہ اس سیکٹر میں نمو کے لئے شاید سازگار نہ ہو۔ آر کے وی وائی کے تحت مختلف ریاستوں کے تیار کردہ ضلعی زرعی منصوبے میں شامل مخصوص علاقوں سے متعلق معلومات اس کام میں استعمال ہوسکتی ہیں۔

ایک دیگر اہم مسئلہ جو کئی مجوزہ اقدامات جیسے قرض، ڈی بی ٹی یا بیمہ پر اثر ڈال سکتا ہے وہ پٹہ داری کی اصلاحات اور اراضی کے ریکارڈ کو جدید بنانا ہے۔ ان مجوزہ اقدامات کی کامیابی کا انحصار مستحقین کی صحیح شناخت پر ہے۔ اراضی کے ریکارڈ کی تجدید، املاک کے حقوق کو طے کرنا اور پٹہ داری میں اصلاحات مجوزہ اقدامات کی کامیابی کے لئے لازمی ہیں۔ پٹہ داری کے معاہدے کو باقاعدہ کرنے کے لئے پٹہ داری قانون میں فوری اصلاح کی ضرورت ہے۔

اس سے اصل کاشتکار کے لئے قرضوں تک رسائی آسان ہوگی۔ فصل بیمہ اور فوائد کی راست منتقلی کے پروگرام کے مستحقین کی آسانی سے شناخت پٹہ داری میں اصلاحات کے دیگر فوائد ہیں۔ اس وقت فوائد قانونی مالک کو ملتے ہیں نہ کہ اصل کاشتکار کو۔ صحیح طریقے سے اراضی کے حقوق طے کرنے کے لئے سب سے اہم اصلاح اراضی کے ریکارڈ کی تجدید کاری ہے۔ اراضی کے محصول کے ڈجیٹائزیشن اور سنکرونائزیشن اور ریاستوں کے ذریعہ زمین کے رجسٹریشن اور دعوؤں کے ریکارڈ کی فوری ضرورت ہے۔

آخری مسئلہ توسیعی خدمات کی تجدید کاری سے متعلق ہے۔ زراعت کے اس اہم پہلو پر موجودہ بجٹ سمیت حالیہ بجٹوں میں بہت توجہ دی گئی ہے۔ ٹکنالوجی کے استعمال نہ کئے جانے اور سرکاری اسکیموں کو بروئے کار نہ لانے کی وجہ کسانوں میں بیداری کی کمی ہے۔ زراعت کو تیز رفتار ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے توسیعی خدمات کو بہتر بنانا لازمی ہے۔

☆☆☆

ڈی ایچ پائی پناندیکر

اقتصادی سروے 2015-16'

منفی نشوونما کا تخمینہ

اقتصادی سروے اس پس منظر کو سامنے لاتے ہیں جس کے مطابق بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ سروے زیادہ معروضی ہے اور موجودہ اقتصادی صورتحال کا جائزہ لیتا ہے اور وسیع پالیسیوں کی جانب بھی اشارہ کرتا ہے جو معیشت کو رفتار دے سکتی ہیں۔ بجٹ معاشیات سے کچھ آگے کی بات ہے اور اس میں اخراجات کی ترجیحات اور وسائل کو متحرک کرنے میں سیاسی ضرورتوں کا اثر پڑا ہے۔ سروے اور بجٹ نے مختلف محکموں کی طرف سے وزارت خزانہ کے خیالات کا دھیان رکھا ہے۔

سروے میں 2016-17 کے لیے سات سے ساڑھے سات فیصد کی شرح ترقی کا ہدف مقررہ کیا ہے۔ موجودہ سال کے لئے بھی اس کی توقعات پر عزم ثابت ہوئی ہیں۔ شاید، موجودہ سنگین عالمی اقتصادی صورتحال متوقع نہیں تھی جو شاید اگلے سال کسی طرح تبدیل ہو جائے۔ اس غیر یقینی صورتحال کے درمیان، بھارت اب بھی 'استحکام سے انکار' کی جانب ایک مستحکم اور نسبتاً زیادہ ترقی کے ساتھ ابھر کر سامنے آرہا ہے۔ طویل مدت میں ممکنہ تخمینہ آٹھ سے دس فیصد لگایا گیا ہے۔

یہ تصویر دوسری جگہوں پر مایوس کن ہے۔ جاپان اور یورپ کساد بازاری کی کگار پر ہیں۔ امریکہ کی ترقی 2015 کی آخری سہ ماہی میں کم ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ برکس ممالک کے ساتھ بھی پریشانیاں ہیں۔ برازیل اور روس میں شرح ترقی منفی چار فیصد تک نیچے آگئی اور یکساں صورتحال سے جنوبی افریقہ بھی دوچار ہے۔ چین اپنے پہلے کی 10 فیصد کی شرح ترقی سے 6.5 فیصد کی سطح پر آگیا ہے۔

کوئی بھی ملک دنیا کے باقی حصوں سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا ہے۔ ممالک لازمی طور پر کاروبار اور سرمایہ کاری کے ذریعے جڑے ہوئے ہیں۔ ممالک جو اپنی ترقی کے لئے ایکسپورٹ چینل استعمال کرتے ہیں وہ سب سے پہلے دوڑ سے باہر ہورہے ہیں۔ بھارت کے ابتدائی ترقی کی حکمت عملی درآمد کرنے (امپورٹ) کا متبادل ہے جو 1999 کے بعد سب سے بہترین اصلاحات کی کوششوں کے باوجود، ایکسپورٹ پروموشن میں تبدیل نہیں ہوسکی اور اب اس نے 'میک ان انڈیا' کی ایک زیادہ متنوع شکل اختیار کرلی ہے۔ گھریلو ڈرائیورس پر انحصار کی وجہ سے، باقی دنیا کے ساتھ ہمارے روابط بہت کمزور ہیں۔ سروے بتاتے ہیں کہ دنیا کی اقتصادی ترقی میں ایک فیصد پوائنٹس کی کمی بھارت کی ترقی کو 0.2 فیصد پوائنٹس نچوڑ لیتی ہے۔ لیکن 2008-09 کے بحران کی طرح کے انتہائی واقعات تباہ کن ہوسکتے ہیں۔

وہ کیا ہے جس نے اس اداس بین الاقوامی ماحول میں بھارت کی ترقی کی شرح کو برقرار رکھا ہے؟ سروے کے مطابق بڑی تعداد میں اضافہ کرنے والے محرک، جیسے مرکز میں بدعنوانی کا تقریباً خاتمہ، براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لئے مزید علاقوں کو کھولنا، تجارت کی لاگت کو کم کرنا، جن دھن یوجنا اور دوسری اہم سماجی اسکیمیں اس کی وجہ ہیں۔ لیکن ان اقدامات سے سرمایہ کاری میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا ہے۔

صنعت مجموعی گھریلو پیداوار میں اپنے 15-16 فیصد کی شرح کے ساتھ نسبتاً مستحکم ہے۔ کارپوریٹ سیکٹر بھی کسی طرح اپنی کارکردگی کو برقرار رکھنے کے قابل رہا ہے لیکن موجودہ سال میں اپنا منافع کھودیا ہے۔ یہ مطالبہ کی کمی کے لئے اضافی صلاحیت کے ساتھ مستحکم ہوا ہے۔ کارپوریٹ سیکٹر اور نتیجتاً بینک جس سے قرضے یہ لیتے ہیں اب اثاثوں کی کمی کا سامنا کررہے ہیں۔

کچھ شعبوں میں بلاشبہ بہت زیادہ حرکت دیکھی گئی ہے۔ خدمات کے شعبے خزانہ اور زبردست جوش وخروش کا مظاہرہ کرنے والی تقسیم معیشت کے لیے ایندھن کا کام کررہی ہیں۔ اسٹارٹ اپ نے بھارت میں ایک نئی بنیاد دریافت کی ہے۔ ایف ڈی آئی نے رفتار برقرار رکھی ہے،

مضمون نگار فکی (FICCI) کے سکریٹری جنرل رہ چکے ھیں۔

تاہم اضافہ کافی نہیں ہے۔معیشت جس رفتار سے جاری ہے، کیا واقعتاً آنے والے برسوں میں سرمایہ کاری کے متنوع اثرات ممکن تھے۔

معیشت کو ایک بار پھر فروغ دینے کے لیے، یہ ضروری ہے کہ مطالبہ یا ڈیمانڈ پیدا کرنے کے لئے

اقدامات کیے جائیں۔ایک مؤثر طریقہ عوامی شعبے کے لیے یہ ہے کہ بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری کی جائے جس میں زبردست گنجائش ہے اور جو ایک مضبوط ملٹی پلائر اثر رکھتا ہے۔

نجی شعبے میں سرمایہ کاری میں مندی کی ایک وجہ سود کی زیادہ شرح ہے۔ بھارتی ریزرو بینک نے بہت زیادہ افراط زر کی وجہ سے پہلے شرح میں اضافہ میں کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں 11-2010 کے بعد چار سال میں معیشت پر قابو پایا گیا تھا۔اس مدت میں سرمایہ کاری بھی زیادہ ہوئی، تاہم معیشت میں کوئی بہت زیادہ گرماہٹ نہیں آئی۔ افراط زر کی شرح میں اضافہ بنیادی طور پر زراعتی اشیاء خصوصاً باغبانی کی ناکافی فراہمی سے ہوا۔

افراط زر کی شرح گزشتہ دو سالوں میں معمول پر آئی ہے۔ تھوک سطح پر یہ منفی ہے اور خوردہ سطح پر اس میں کم از کم 6 فیصد کی گراوٹ ہوئی ہے۔بھارتی ریزرو بینک نے نتیجتاً ریپو ریٹ کو کم کر کے 6.75 فیصد کر دیا ہے، اگر چہ کمرشیل بینکوں کی جانب سے قرض دہندگان کو مناسب طور پر قرض میں کمی کو منظور نہیں کیا گیا ہے۔ سروے میں ترقی کو تیز کرنے کے لئے ایک پالیسی کی شرح کو کم کرنے اور لیکویڈیٹی شرائط میں نرمی برتنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ہندوستان ایکسپورٹ کو ایک ڈرائیور کے طور پر استعمال نہیں کرتا ہے یا کر نہیں سکتا، برآمدات اب بھی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ صنعت میں وہ تقریباً 12 فیصد فروخت کرتے ہیں۔گذشتہ چودہ مہینوں میں برآمدات میں قابل ذکر کمی آئی ہے جو دنیا کی آمدنی میں کمی کی وجہ سے ہوا ہے۔اس کے علاوہ، امریکی فیڈرل ریزرو کی طرف سے سود کی شرح میں اضافہ کرنے اور اس کی جانب اشارہ کہ وہ مستقبل میں مزید اضافہ کرے گا، نے تقریباً ہر دوسری کرنسی کو کمزور کیا ہے، کچھ میں دوسروں کے مقابلے میں کچھ زیادہ کمی آئی ہے۔

روپیہ تقریباً اس کے پہلے کی سب سے نچلی سطح پر لڑھک گیا ہے، لیکن یہ ہماری اس سلسلے میں مدد کر رہا ہے کہ اور زیادہ برآمدات کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے مقابل کی کرنسیوں کی قدر میں کمی کے باوجود کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا ہے۔ بھارتی ریزرو بینک کو کرنسی کی اس جنگ میں روپے کا انتظام کرنا ہے کیونکہ ہم اپنا مسابقتی کنارہ نہیں کھو سکتے۔سروے میں اس طرح کے پرخطر منظرنامے سے متعلق خدشے کا اظہار کیا گیا ہے۔تجارتی برآمدات میں کمی کے باوجود، موجودہ اکاؤنٹ کا خسارہ صرف 1.1 فیصد ہے۔کیونکہ جزوی طور پر سروس برآمدات (آئی ٹی اور آئی ٹی سے متعلقہ خدمات) کچھ مدد فراہم کرتی ہیں اور جزوی طور پر درآمدات بنیادی طور پر بین الاقوامی مارکیٹ میں خام تیل کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے گر گیا ہے۔سروے نے اندازہ لگایا ہے کہ 17-2016 میں بھارت میں تیل کی قیمت 35 ڈالر فی بیرل ہوگی جبکہ موجودہ سال میں یہ قیمت 45 ڈالر فی بیرل ہے۔

بنیادی سوال یہ ہے کہ ترقی کو رفتار دینے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے کون سے پالیسی ساز اقدامات ضروری ہیں۔یہ مانا نہیں جا سکتا ہے کہ ترقی جاری رہے گی کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ ملٹی پلائیر اسے آخر تک استعمال کریں گے اور سرمایہ کاری میں کمی ہوگی۔ وزیر خزانہ نے بجٹ استحکام کے حق میں واضح انتخاب کیا ہے اور پلان کے مطابق بجٹ خسارے کو کم کر کے اسے 3.5 فیصد کر دیا ہے۔لیکن اس وقت کا تقاضہ عوامی اخراجات کے ذریعہ ڈیمانڈ جنریشن اور ایک جارحانہ اصلاحات کے ایجنڈے کا ہے۔

17-2016 کے بجٹ کو 'ایک عہدہ ایک پنشن' اخراجات کو مہیا کرانا اور اجرت اور تنخواہ کی ادائیگی کو ساتویں تنخواہ کمیشن کی طرف سے کی گئی سفارشات کے تحت فراہم کرنا تھا۔گرچہ یہ اخراجات کا معیار ترقی کے لئے اہم ہے۔سروے میں تین شعبوں کی شناخت کی گئی ہے جہاں اخراجات میں اضافہ کیے جانے ضرورت ہے جس کے لیے واقعی بجٹ مہیا کرتا ہے۔

پہلا تعلیم کا شعبہ ہے۔تعلیم کے بغیر وہ کام جو ملازمین کرتے ہیں کم پیداواری یا کم معنی خیز ہوگا اور اس کے نتیجے میں ادائیگی بھی کم ہوگی۔

دوسرا شعبہ صحت ہے۔ایک صحت مند شخص، زیادہ پیداواری یا پروڈکٹیو ہوتا ہے، اسے ادویات پر کم خرچ کرنا پڑتا ہے اور اسے خرچ کرنے کی اعلی طاقت حاصل ہوتی ہے۔

تعلیم اور صحت کے ساتھ ترقی کے سافٹ ویئر ہیں اور جیسا کہ سروے بتاتے ہیں کہ یہ دراصل ترقی کو رفتار دیتے ہیں۔اس کا تجربہ زیادہ تر ممالک نے کیا ہے۔

تیسرا شعبہ زراعت ہے۔ سروے نے جینیاتی طور پر ترمیم شدہ فصلوں کے ساتھ ساتھ بہتر آبپاشی، زراعتی نظام، بازار اور معلومات کو پیدا کرنے پر زور دیا

ہے جس سے پیداواری یا پروڈکٹیوٹی اور خوراک کے تحفظ کو بڑھاوا دیا جا سکے۔

بجٹ میں غیر پیداواری یا کم پیداواری اخراجات خصوصاً سبسڈی پر بجٹ میں کمی کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ سروے میں اس مسئلے پر بات ہوئی ہے اور سبسڈی کے خاتمے کا مشورہ دیا ہے جو مخصوص کمزور طبقوں کو فائدہ نہیں پہنچاتی ہیں۔

سروے میں دو اہم تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے، وہ سبسڈی جو متمول لوگوں کے لیے ہے اسے واپس لے لینا چاہیے۔ یہ سب چھوٹی بچت اسکیموں، کوکنگ گیس، ریلوے، بجلی، ہوا بازی ایندھن، سونے اور مٹی کے تیل پر ٹیکس سبسڈی کے نتیجے میں ہوگا، جو ایک ساتھ 1 لاکھ کروڑ روپے کی رقم ہوتی ہے۔

دوسرا، زرعی آمدنی پر ٹیکسیشن خاص طور پر امیر کسانوں پر اور کھاد سبسڈی کو منطقی بنانا ہے۔

ظاہر ہے ان تجاویز کو وزیر خزانہ نہیں لاگو کر سکتے تھے کیونکہ انہیں پارلیمنٹ میں اپوزیشن کا سامنا ہے اور ان کی پارٹی کو آئندہ اسمبلی انتخابات میں الیکشن لڑنا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ اہم اور ترقی پسندانہ اصلاحات جن کو قومی ترقی کے مفاد میں نافذ کرنے کی ضرورت تھی اسے راجیہ سبھا میں منظوری نہیں ملی۔

اخراجات کو ممکنہ حد تک اس فنڈ سے ادا کیا جانا ہے جو ٹیکس مال گزاری سے آتا ہے اور جب لازمی ہو تو قرضے لیے جائیں۔ سروے میں پیش کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق یہ بات سامنے آئی ہے کہ بھارت کم سے کم ٹیکس لگانے والا ملک ہے۔ مجموعی گھریلو پیداوار میں ٹیکس آمدنی کا تناسب 16.6 ہے دیگر برکس ممالک یعنی چین میں 19.4، روس میں 23 فیصد، جنوبی افریقہ میں 28.8 اور برازیل میں 35.6 ہے۔ لیکن فی کس آمدنی کے مقابلے میں ٹیکس تناسب یقینی طور پر کم نہیں ہے۔ سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ گزشتہ 25 سالوں میں چھوٹ کی حد میں فی کس آمدنی کے مقابلے میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

خاص طور پر چار اصلاحات ترقی کے عمل میں ایک ڈرامائی تبدیلی کر سکتے ہیں۔ لینڈ بل عوامی سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر کے کاروباری اداروں کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ منصوبوں کا تقریباً 25 فیصد تحویل اراضی کے مسائل کی وجہ سے رکا ہے۔

جی ایس ٹی پر لمبے عرصے سے بحث کی گئی ہے اور بل اب بھی التوا میں ہے۔ صرف جی ایس ٹی کے ساتھ جی ڈی پی میں ایک فیصد کا اچھال آ سکتا ہے۔ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لئے رکاوٹوں میں سے ایک ایگزٹ پالیسی ہے۔ مفت داخلہ کو مفت اخراج بھی مان لیا جاتا ہے۔ مفت اخراج کے نہ ہونے کی صورت میں مفت داخلہ میں بھی پریشانی ہوتی ہے۔ آخری، لیبر پالیسی ہے جس میں بہتر معیار کے روزگار مواقع پیدا کرنے کے لیے تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ تو پھر ترقی میں تیزی لانے اور استحکام کو یقینی بنانے کے لئے راستہ کیا ہے؟ سروے میں شناخت کی گئی کچھ پالیسی اقدامات یہ ہیں:

- نشو ونما کو زیادہ تر گھریلو مانگ پر منحصر ہونا ہوگا جسے بنیادی ڈھانچے پر زیادہ خرچ کر کے بڑھایا جانا چاہیے۔
- سونے کے ٹیکسیشن میں موجود کچھ سبسڈی کی دوبارہ پیمائش، چھوٹی بچت پر انتظاماتی شرح، پنشن، وغیرہ جو تقریباً 1 لاکھ کروڑ روپے کی رقم ہے جو خوشحال لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔
- ٹیکس حد کو بڑھانا چاہیے جو اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ ذاتی انکم ٹیکس میں چھوٹ کی حد نہیں بڑھائی جانی چاہئے۔
- اخراجات کے لئے اعلی ترجیح والے علاقوں تعلیم، صحت اور زراعت کو ہونا چاہیے۔
- امیر کسانوں پر زرعی آمدنی کو ٹیکس کے دائرہ کار میں لا کر ٹیکس لگایا جانا چاہئے۔
- کھاد سبسڈی کو معقول بنایا جانا چاہئے، کیونکہ یہ بنیادی طور پر بڑے کسانوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔
- بھارتی ریزرو بینک کو اپنے ایکوئٹی سرمیہ کو 16 فیصد تک کم کرنا چاہیے اور اس رقم کو بینکاری کے شعبے کو recapitalize یعنی از سر نو فائدہ مند بنانا چاہیے۔
- لیبر قوانین میں بہتر معیار روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے اصلاحات کی جانی چاہئے۔

سروے میں ترقی کے مسائل پر بنیادی اقتصادی اور ایکوئٹی خیالات کی بنیاد پر نظر ڈالی گئی ہے جو ترقی کی صلاحیت کے دیرپا نظریے پر مبنی ہے۔ پھر بھی، اوپر جو اقدامات تجویز کی گئی ہیں، صحیح ماحول پیدا کرنے اور مستحکم ترقی کے مقصد کو حاصل کرنے میں دور تک راستہ دکھا سکتی ہیں۔ سروے میں سات سے پونے آٹھ فی صد کی شرح ترقی کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ یہ سروے بظاہر اس نظریے پر مبنی ہے کہ ان اقدامات کو نافذ نہیں کیا جا سکتا اور ترقی کی صلاحیت کو محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے سروے زیادہ محتاط رہنے میں بھلائی سمجھتا ہے اور بار پھر غلطی نہیں کرنا چاہتا۔

☆☆☆

کالے دھن کی روک تھام کے لیے حکومت کی اسکیم

☆ لوک سبھا میں عام بجٹ 17-2016 پیش کرتے ہوئے مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے لوگوں کے سامنے 45 فی صد ٹیکس ادا کر کے اپنے نامعلوم آمدنی کو ڈکلیئر کرنے کی ایک اسکیم پیش کی۔ انہوں نے مقامی ٹیکس دہندگان کو اپنے نامعلوم آمدنی کے بارے میں بتا دینے اور پچھلے ٹیکس کو ادا کرنے کے لیے ایک مقررہ وقت دینے کا اعلان کیا۔ اس کے تحت ان ٹیکس دہندگان کو 30 فی صد ٹیکس کے علاوہ 7.5 فی صد اضافی چارج اور 7.5 فیصد جرمانہ کی رقم ادا کرنی ہوگی جو کہ نامعلوم آمدنی کا کل 45 فی صد ہے۔ ٹیکس دہندگان کے خلاف اس طرح سے اپنی آمدنی اور اثاثوں کے بارے میں جانکاری دینے کے بعد انکم ٹیکس ایکٹ یا ویلتھ ٹیکس ایکٹ کے تحت کوئی جانچ پڑتال یا انکوائری نہیں ہوگی۔ مزید برآں آمدنی کے اعلان کرنے والوں پر کوئی قانونی کارروائی بھی نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح کچھ شرطوں کے ساتھ بے نامی لین دین (روک تھام) ایکٹ 1998 کے تحت مقدموں سے بھی انہیں نجات ملے گی۔ نامعلوم آمدنی پر 7.5 فیصد کے اضافی چارج کو 'کرشی کلیان سرچارج' کا نام دیا جائے گا، جس کو زراعت اور دیہی معیشت کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت ہند اس آمدنی اعلان اسکیم کے تحت یکم جون سے 30 ستمبر 2016 تک ایک ونڈو کھولے گی، جس کے تحت آمدنی کے اعلان کے دو ماہ کے اندر رقم ادا کرنے کی سہولت رہے گی۔ مسٹر جیٹلی نے حکومت ہند کے ہندوستانی معیشت سے کالا دھن کو ختم کرنے کے اپنے عہد کا بھی اعادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ نامعلوم آمدنی اور اثاثوں کے بارے میں ڈکلیئر کرنے کا کام ختم ہو جانے کے بعد کالا دھن رکھنے والے لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور انہیں گرفتار کیا جائے گا۔

ہیرن موئے رائے/ انل کمار/ پرسوم دویدی

دیہی بنیادی ڈھانچہ اور دیہی بجلی کاری:

مرکزی بجٹ 2016-17 کا ایک جائزہ

اس بجٹ میں بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری کے لئے نجی کمپنیوں کی شراکت داری کی بھی بات کہی گئی ہے۔ یہ بجٹ خوش اسلوبی سے ترتیب دیا گیا ہے جو تقریباً ہر شعبے کا احاطہ کرتا ہے۔ بجٹ پوری طرح سے تبدیلی کا ایجنڈا پیش کرتا ہے اور کسانوں، دیہی، سماجی اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے اقدامات پر پوری توجہ مرکوز کرتا ہے۔

ہندوستان کی معیشت تقریباً 7 فی صد کی رفتار سے ترقی کر رہی ہے اور عالمی معیشت کی سست روی کے درمیان جو کہ 2014 میں 3.4 فی صد سے کم ہو کر 2015 میں 3.1 فی صد ہو گئی۔ بین اقوامی مالیاتی فنڈ نے ہندوستان کو امکانات سے پر ایک مقام قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف کی ہے۔ ہندوستان کی شرح نمو عام طور پر مثبت رہی ہے۔ اسے گھریلو مانگ سے تقویت ملی ہے اور ملک نے 2015-16 میں مضبوط اور متوازن رفتار سے معاشی نمو درج کی ہے جیسی کہ اس نے 2014-15 میں حاصل کی تھی۔

بہت سے لوگوں کو توقع ہے کہ حال ہی میں اعلان شدہ بجٹ کا منصوبہ اصلاحات کے اعتبار سے کافی اہم ثابت ہو سکتا ہے۔ ترجیحات والے شعبوں جیسے زرعی اور دیہی سیکٹر، سماجی سیکٹر، بنیادی ڈھانچے کے سیکٹر، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور بینکوں میں دوبارہ سرمایہ کاری کے ذریعہ اخراجات بڑھانے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ بیشک اس اعلان سے حکومت ہند واضح طور یہ ظاہر کرنے کے لئے اہم اقدامات کر رہی ہے کہ وہ بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے اپنے پرانے وعدوں پر عمل درآمد کی غرض سے بڑی تبدیلیوں کا ارادہ رکھتی ہے۔

ویژن 2016-17:

اس بجٹ میں آئندہ مالی سال کے لئے ملک کے اخراجات کے بارے میں ایک مجموعی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ بجٹ کا معیشت پر دیرینہ اثر پڑتا ہے کیوں کہ آئندہ مالی سال کے لئے حکومت کے اخراجات سے سرمایہ کاروں اور دیگر فریقوں کے ذہن میں مذکورہ مالی سال کے بارے میں ایک خاکہ بنتا ہے۔

1۔ زراعت اور کسانوں کی فلاح و بہبود
2۔ دیہی روزگار اور بنیادی ڈھانچے پر زور دینے کے ساتھ دیہی سیکٹر
3۔ سماجی سیکٹر بشمول حفظان صحت
4۔ تعلیم اور ہنرمندی کا فروغ
5۔ بنیادی ڈھانچہ اور سرمایہ کاری
6۔ مالی سیکٹر میں اصلاحات
7۔ بہتر حکمرانی اور کاروبار کو سہل بنانا۔
8۔ مالی ضابطگی
9۔ ٹیکس اصلاحات

بنیادی ڈھانچے کے شعبے کا رول

کسی بھی معیشت کی نمو اور ترقی میں بنیادی ڈھانچے کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی ہوتی ہے۔ امریکہ کے 42 ویں صدر ولیم جے کلنٹن نے ایک بار کہا تھا کہ ''یکساں مواقع اور معاشی اعتبار سے با اختیار بنانے کے عمل کو آگے بڑھانا اخلاقی لحاظ سے دوست اور اچھا اقتصادیات ہے۔ اس لئے کہ امتیازی سلوک، غریبی اور نظر انداز کرنے سے ترقی کی رفتار روکتی ہے۔ جب کہ تعلیم، بنیادی ڈھانچہ اور سائنٹفک اور ٹکنالوجیکل تحقیق میں سرمایہ کاری سے ترقی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم سبھی کے

مضمون نگار بالترتیب اسسٹنٹ پروفیسر (ایس جی) ڈپارٹمنٹ آف اکنامکس اینڈ انٹرنیشنل بزنس، یو پی ای ایس، پروفیسر اینڈ ہیڈ ڈپارٹمنٹ اینڈ پاور اینڈ انفرا اسٹرکچر، سینئر ایسوسی ایٹ پروفیسر اینڈ ہیڈ ڈیپارٹمنٹ آف اکنامکس اینڈ انٹرنیشنل بزنس۔

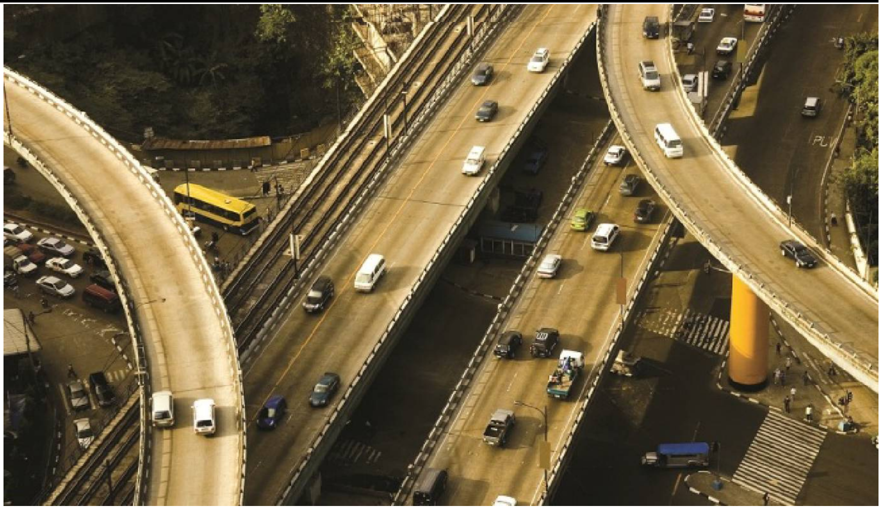

لئے زیادہ سے زیادہ اچھے روزگار اور نئی دولت پیدا ہوتی ہے۔ آج کے ہندوستان کے تعلق سے بھی یہ بات صادق آتی ہے جہاں بنیادی ڈھانچہ نہ صرف اہم ہو گیا ہے بلکہ مستقبل کی ضرورت بن گیا ہے، خاص طور سے دیہی علاقوں کے لئے جو 2016 کے مرکزی بجٹ میں واضح طور پر نمایاں ہے۔ آئندہ مالی سال کے لئے اس بجٹ میں بنیادی ڈھانچے کے شعبے کو کمتر قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ ریلوے، سڑکوں اور دیگر بنیادی ڈھانچے کے شعبوں کے لئے مجموعی طور پر تقریباً 2.21 لاکھ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ بنیادی ڈھانچے کا رول اس لئے بھی ناگزیر ہے کیوں کہ تمام شعبوں کو ترقی کے لئے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کی ضرورت ہے۔

فزیکل بنیادی ڈھانچہ کے لئے بجٹ

انفرااسٹرکچر میں تعمیرات سے جی ڈی پی کا تقریباً 10 فی صد آتا ہے جسے آئندہ پانچ برسوں میں تقریباً ایک کھرب ڈالر کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے اور ان میں سے نصف حصہ نجی سیکٹر کی سرمایہ کاری سے آئے گا۔ اضافہ ٹیکس اور سود کے فوائد سے ہاؤسنگ سیکٹر کو نئی توانائی بخشی جاسکتی ہے۔

روڈ سیکٹر

سڑکوں کے شعبے کے لئے 97000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ 5000 کروڑ روپے حکومت نے مختص کئے ہیں جب کہ نیشنل ہائی ویز اتھارٹی آف انڈیا (این ایچ اے آئی) 15000 کروڑ روپے کا ٹیکس سے مستثنیٰ بانڈ فراہم کرسکتی ہے۔ اس رقم میں 27000 کروڑ روپے بھی شامل ہیں جو پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی) کے تحت دیہی سڑکوں کی تعمیر کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹوں کی ریٹنگ کے لئے ایک نیا کریڈٹ ریٹنگ نظام وضع کیا جائے گا تاکہ فنڈنگ کے نظام کو سہل بنایا جاسکے۔ حکومت نے طے کیا ہے کہ مالی سال 17-2016 کے دوران تقریباً 10 ہزار کلومیٹر سڑک تعمیر کی جائے گی اور 10 ہزار کلومیٹر کی منظوری بھی دی جائے گی۔ موٹر گاڑیوں سے متعلق ایکٹ میں ترمیم کے بعد سڑکوں پر مسافروں کے ٹریفک کو کنٹرول کرنے کے لئے نئی اصلاح کی جائے گی۔ اس ترمیم سے کاروباریوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ مختلف روٹوں کے درمیان اپنی خدمات کو انجام دے سکیں گے لیکن یہ مخصوص کارکردگی اور حفاظتی ضابطوں سے مشروط ہے۔

چھوٹی پٹرول کاروں، ایل پی جی کاروں، سی این جی کاروں پر ایک فی صد مخصوص اہلیت والی ڈیزل کاروں پر 2.5 فی صد اور دیگر بڑے انجن والی گاڑیوں اور ایس یو وی پر 4 فی صد کا بنیادی ڈھانچہ ٹیکس نافذ کیا جائے گا۔ اس ذیلی ٹیکس کے لئے نہ تو کوئی قرض دستیاب ہوگا اور نہ ہی اس ذیلی ٹیکس کی ادائیگی کے لئے کسی دیگر ٹیکس کے لئے ملنے والے قرض یا ڈیوٹی کا استعمال کیا جاسکے گا۔ اس طرح سے پٹرول، ایل پی جی، سی این جی اور الیکٹرک گاڑیوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

بجلی اور توانائی کا شعبہ

بجلی اور توانائی کے شعبے بھی اہم بنیادی ڈھانچے ہیں۔ بجٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت نے گزشتہ دو دہائیوں میں کوئلے کی پیداوار کا سب سے بڑا نشانہ، بجلی کی پیداوار کی صلاحیت میں سب سے زیادہ اضافہ اور ترسیلی لائنوں میں اب تک کا سب سے زیادہ اضافہ اور ایل ای ڈی بلبوں کی زیادہ سے زیادہ تقسیم کا ہدف حاصل کیا ہے۔

دیہی برق کاری اور قابل تجدید توانائی

یکم اپریل 2015 تک 18542 گاؤوں میں بجلی نہیں پہنچی تھی۔ وزیراعظم نے قوم کے نام اپنے خطاب میں اعلان کیا تھا کہ باقی گاؤوں تک ایک ہزار دنوں کے اندر بجلی پہنچادی جائے گی۔ تاہم حکومت مئی 2018 تک 100 فی صد دیہی برق کاری پر اپنی توجہ مرکوز کر رہی ہے۔ اس کے لئے دین دیال گرامین ودیوتی کرن یوجنا (ڈی ڈی جی وی وائی) اور انٹگریٹیڈ پاور ڈیولپمنٹ اسکیم (آئی پی ڈی ایس) کے تحت زیادہ سے زیادہ فنڈ فراہم کیا جارہا ہے۔ اس سے توانائی کی مانگ اور اس کی سپلائی بہتر ہوگی اور نتیجے کے طور پر بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے لئے پلانٹ لوڈ فیکٹر لیول میں اضافہ ہوگا۔ 100 فی صد دیہی برق کاری کا نشانہ حاصل کرنے کے لئے دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا اور انٹگریٹیڈ پاور ڈیولپمنٹ اسکیم کے لئے 8500 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ بجٹ میں پیش کی گئی تجویز سے خاص طور سے مارچ 2017 کے بعد کے پروجیکٹو کے لئے ہوا سے پیدا ہونے والی بجلی کی شرحوں میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

جوہری توانائی

بجٹ میں آئندہ 15 سے 20 برسوں میں ہندوستان کی جوہری توانائی کی صلاحیت کو فروغ دینے کا نشانہ طے کیا گیا ہے۔ یہ صاف ستھری توانائی اور ہندوستان کے لئے توانائی کے ایک مستقل وسیلے کی سمت ایک قدم ہے کیوں کہ ہندوستان میں تھوریم کے کافی وسائل ہیں۔ ہندوستان میں جوہری توانائی کے فروغ کے لئے 3000 کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔

صاف ستھری توانائی کے لئے ذیلی ٹیکس

اس کے ساتھ ہی کوئلے، لگنائٹ اور پیٹ پر لگنے والے "کلین انرجی سیس" کا نام تبدیل کرکے 'کلین انوائرنمنٹ سیس' کردیا گیا ہے اور اس کی شرح 200 روپے فی ٹن سے بڑھا کر 400 روپے روپے فی ٹن کردی گئی ہے۔ اس سے کوئلے پر مبنی بجلی گھروں کی توسیع کی حوصلہ شکنی اور متبادل ایندھن کے وسائل کی توسیع میں مدد ملے گی۔

تیل اور گیس سیکٹر

گہرے سمندر اور گہرے پانی سے تیل اور گیس کی تلاش کے عمل کو بہتر بنانے کے لئے ترغیبات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس سے گھریلو سطح پر تیل اور گیس کی پیداوار میں مزید کمپنیاں دلچسپی لیں گی اور معیشت پر درآمدات کا بوجھ کم ہوگا اور ہمارے ملک میں تیل اور گیس کے وسائل کی زیادہ سے زیادہ مسابقتی قیمت طے ہوسکے گی۔

پبلک پرائیویٹ شراکت داری (پی پی پی)

پبلک پرائیویٹ شراکت داری (پی پی پی) موجودہ بجٹ کا ایک اہم حصہ ہے۔ تمام شعبوں میں پرائیویٹ کمپنیوں کی طرف سے سرمایہ کاری اور مہارت سے تمام اہم بنیادی ڈھانچوں کے پروجیکٹوں کی تیز رفتار ترقی میں مدد ملے گی جن پر طویل عرصہ سے عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ پی پی پی ماڈل سے سرکاری شعبہ میں سرمایہ کاری سے مالی بوجھ اور خطرات میں بھی کمی پیدا ہوئی ہے کیوں کہ پرائیویٹ کمپنیاں سستی اور زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ اگرچہ پی پی پی ماڈل ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہے۔ لیکن حکومت ہند پی پی پی ماڈل کو زیادہ سے زیادہ لچیلا اور قابل ترمیم بنانے کے تئیں تیزی سے قدم اٹھا رہی ہے۔

پی پی پی میں نئی توانائی پیدا کرنے کے لئے اقدامات

-افادیت عامہ (تنازعات کا حل) بل 17-2016 کے دوران پیش کیا جائے گا۔

-پی پی پی میں رعایت سے متعلق معاہدے پر باز معاملت کے لئے رہنما اصول جاری کئے جائیں گے۔

-بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹوں کے لئے نیا کریڈٹ ریٹنگ نظام متعارف کرایا جائے گا۔

(پی پی پی سے متعلق مندرجہ بالا نکات پی پی پی ماڈل کا ازسرنو معائنہ کرنے اور اس میں نئی توانائی پیدا کرنے سے متعلق کیلکر کمیٹی کی رپورٹ کا حصہ ہیں)

پی پی پی معاہدوں پر دوبارہ بات چیت کے لئے مجوزہ رہنما اصول بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے لئے مثبت قدم ہے جو ماضی کی نیلامیوں میں طے کی گئی شرح اور طویل مدتی بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹوں سے متاثر ہوتی ہیں۔

-بنیادی ڈھانچے اور بجلی کے سیکٹر پر ہونے والے اخراجات میں اضافہ کرنے کی غرض سے حکومت 17-2016 کے دوران این ایچ اے آئی، پی ایف سی، آر ای سی، آئی آر ای ڈی اے، این اے بی اے آر ڈی اور ان لینڈ واٹر اتھارٹی کو بانڈ کے توسط سے 31300 کروڑ روپے کی اضافی رقم کا بندوبست کرنے کی اجازت دے گی۔

تنازعات کا حل

موجودہ بجٹ میں تنازعات کے حل سے متعلق ایک علاحدہ قانونی فریم ورک متعارف کرانے کی تجویز ہے۔ اس سے پی پی پی ماڈل کے پروجیکٹوں میں شکایات کی تلافی کے لئے مزید لچیلا، شفاف اور تیز رفتار نظام قائم ہوسکے گا۔

ایف ڈی آئی سے متعلق پالیسیاں

راست غیر ملکی سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) سے متعلق پالیسیوں میں بھی تبدیلی کی تجویز ہے۔ ڈبہ بند خوراک اور ذخیرہ کرنے والی صنعت میں 100 فی صد ایف ڈی آئی کی اجازت دی جائے گی کیوں کہ یہ حکومت کے لئے سب سے سستا سرمایہ فراہم کرتی ہے اور اس میں خطرات کم ہیں۔ یہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو کافی راغب بھی کرتی ہے جو ہندوستانی معیشت میں سرمایہ کاری کی دلچسپی رکھتے ہیں۔

زراعت میں بنیادی ڈھانچہ

ہندوستان میں افرادی قوت کا تقریباً 50 فی صد حصہ زرعی شعبہ میں ملازمت کرتا ہے (جن میں ماہی پروری اور باغبانی وغیرہ شامل ہیں)۔ زرعی سیکٹر میں مندرجہ ذیل بنیادی ڈھانچہ کو ترقی کے لئے بہتر بنانا ہوگا۔

-غذائی سلامتی کو بہتر بنانے کی غرض سے نامیاتی کھاد اور فرٹیلائزر کی خرید۔ ڈ

-غیر سینچائی والی زرعی زمین کے لئے آب پاشی کے بنیادی ڈھانچے کا فروغ۔

-کسانوں کی براہ راست آمدنی کے لئے خرید و فروخت کا آن لائن بنیادی ڈھانچہ۔

-اس بجٹ میں کھاد پر ملنے والی سبسڈی کے لئے

مجوزہ نقدی کے فوائد کی راست منتقلی۔

دیہی سیکٹر میں بنیادی ڈھانچہ

گاؤوں کی آبادی ہندوستان کی مجموعی آبادی کا 72.2 فی صد ہے۔ پھر بھی بہت سے بنیادی ڈھانچے

اسے دستیاب نہیں ہیں کیوں کہ شہروں کے برعکس اس طرح کے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اوران کی دیکھ بھال مالی اعتبار سے سودمند نہیں ہے۔ شہروں میں گھنی آبادی ہے اورخواندگی کی شرح بھی کافی زیادہ ہے۔ لیکن اب گرام پنچایتیں مالی اورکام کاج کے اعتبار سے بااختیار ہیں۔

- یکم مئی 2018 تک گاؤوکی 100 فی صد برق کاری۔

- آئندہ تین برسوں میں چھ کروڑ اضافی گھروں کے لئے نیا ڈیجیٹل خواندگی مشن (ڈی آئی ایس ایچ اے)

- مرکز کی حمایت یافتہ اسکیموں سے ترجیحی بنیاد پر رقم مختص کرنا اور کھلے میں رفع حاجت سے پاک گاؤوکو انعام دینا۔

- ہندوستان پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی) کواس طرح سے نافذ کررہا ہے جیسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ ماضی میں یہ اسکیم فنڈ کی قلت کی وجہ سے متاثر ہوئی ہے۔ 2012-13 اور 2013-14 میں اس کے لئے بالترتیب صرف 8885 اور 9805 کروڑروپے رقم مختص کی گئی تھی۔ حکومت نے گزشتہ دو برسوں میں اس میں خاطرخواہ اضافہ کیا ہے اور 2016-17 کروڑخرچ کئے جائیں گے۔ اس پروگرام کو 2021 کی بجائے 2019 میں مکمل کرنے اور 2.23 لاکھ کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر کے ذریعہ مزید 65000 بستیوں کو جوڑنے کا نشانہ ہے۔ اسی کے مطابق سڑکوں کی تعمیر کی رفتار میں خاطرخواہ اضافہ کیا جائے گا۔ اس وقت یومیہ 100 کلومیٹر سڑک تعمیر ہورہی ہے جب کہ 2011-14 میں اس کا اوسط صرف 73.5 کلومیٹر تھا۔

ماحصل

مجموعی طور پراس سال کے بجٹ کو بنیادی ڈھانچے اور دیہی سیکٹر کے لئے بڑی اصلاحات کا نقیب کہہ سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس میں دیہی علاقوں میں بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے تیئں حکومت کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے۔ بیشک سرکاری اخراجات میں اضافہ، نئے بنیادی ڈھانچے کے لئے فنڈ کے قیام اور پی پی پی پرعمل درآمد کے لئے مزید مستحکم بنیاد اور شفافیت کے ذریعہ ایسا لگتا ہے کہ حکومت نے ان چینلوں نمٹنے کا عزم کررکھا ہے جن کے بارے میں بین اقوامی اور گھریلو سرمایہ کار طویل عرصہ سے شکایت کرتے رہے ہیں۔

اس بجٹ کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ حکومت طویل مدت کے لئے سرکاری رقم خرچ کرنے پر راضی ہے، اس لئے اس نے بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری کے ذریعہ معاشی نمو کو رفتار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ بجٹ سے یہ پوری طرح واضح ہے کہ حکومنت بہتر پالیسی فریم ورک کے ساتھ نہ صرف شہری بنیادی ڈھانچے کو بلکہ دیہی بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹ پرعمل درآمد نہیں ہوایا پرائیویٹ فنڈ کی کمی کی وجہ سے انہیں بیچ میں ہی روک دیا گیا۔ اس بجٹ میں بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری کے لئے نجی کمپنیوں کی شراکت داری کی بھی بات کہی گئی ہے۔ یہ بجٹ خوش اسلوبی سے ترتیب دیا گیا ہے جوتقریباً ہر شعبے کا احاطہ کرتا ہے۔ بجٹ پوری طرح سے تبدیلی کا ایجنڈا پیش کرتا ہے اور کسانوں، دیہی، سماجی اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے اقدامات پر پوری توجہ مرکوز کرتا ہے۔

☆☆☆

فارم-4

(قانون 8 کے تحت)

یوجنا اردو کی ملکیت کی تفصیل

1-اشاعت کی جگہ: نئی دہلی

2-اشاعت کا وقفہ: ماہانہ

3-طابع کا نام: سادھنا راوت

قومیت: ہندوستانی

پتہ: پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی-110003

4-ناشر کا نام: سادھنا راوت

قومیت: ہندوستانی

پتہ: پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی-110003

5-ایڈیٹر کا نام: ڈاکٹر ابرار رحمانی

قومیت: ہندوستانی

پتہ: 601-E پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی-110003

6-مالکان کے نام اور پتے: کلی طور پر وزارت اطلاعات و نشریات، حکومت ہند، نئی دہلی۔

میں سادھنا راوت تصدیق کرتی ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات بالکل درست اور صحیح ہیں۔

دستخط

سادھنا راوت

این آر بھانو مورتی / منیش پرساد

مرکزی بجٹ، بینکنگ کے شعبے کا احیا؟

اقتصادی جائزے نے ان دو خطروں کو اجاگر کیا ہے، جن کا سامنا اس وقت ہندوستان کر رہا ہے۔ ایک خطرہ بینکنگ کے شعبے میں خاص طور سے سرکاری شعبے کے بینکوں میں کمزور بیلنس شیٹ کا ہے اور دوسرا خطرہ کارپوریٹ شعبہ ہے۔ جب کہ دونوں خطرے کچھ حد تک ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ان دونوں خطروں سے نمٹنے کے لئے یہ توقع کی گئی تھی کہ مرکزی بجٹ 2016-17 میں سراکاری شعبے کے بینکوں کے مسائل پر توجہ دی جائے گی۔ نتیجتاً بجٹ میں مختلف اقدامات کے ذریعے بینکنگ کے شعبے کا احیا کرنے پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں سے کچھ براہ راست اقدامات ہیں جب کہ کچھ اقدامات غیر براہ راست پالیسی اقدامات ہیں۔ اس پر تبادلہ خیالات کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ مسئلے کی تشخیص کی جائے۔

مسئلہ

عالمی مالی بحران کے بعد بہت دیگر ملکوں کی طرح ہندوستان نے بھی خاص طور سے مالی محاذ پر بڑے محرکاتی اقدامات کئے ہیں جب کہ ان اقدامات سے معیشت کو بحال ہونے میں مدد ملی ہے، لیکن مالی اقدامات کے غیر دانش مندانہ امتزاج کی وجہ سے ہندوستان کو بڑا مالی خسارہ ہوا ہے۔ مجتمع کردہ مالی خسارہ 2008-09 میں ایف آر بی ایم کے نشانے لگ بھگ حاصل کرنے سے بڑھ کر دو عددی ہو گیا۔ دیگر بڑی تغیر پذیر چیزوں پر اس کے محرکی اثرات کی وجہ سے اتنے بڑے مالی خسارے کے نتیجے میں ہندوستان کو جی ڈی پی میں ہونے والے اضافے میں کمی آنے، بڑے افراط زر نیز چالو کھاتے کے خسارے میں تیز اضافے کا تجربہ ہوا۔ اس کے نتیجے طویل مدت کے لئے سود کی شرحوں میں اضافے کی متضاد مالی پالیسی بھی وجود میں آئی۔ ان تمام عناصر کی وجہ سے ملک میں اقتصادی جراحت پذیری (عدم استحکام) میں اضافہ بھی ہوا اور مستقبل میں ترقی کے لئے خطرات بھی پیدا ہوئے۔

اس بات کے پیش نظر کہ بینکنگ کا شعبہ مالی شعبے کے اہم ستونوں میں سے ایک ہے نیز مالی شعبے کو غیر منقولہ جائیداد کے شعبے سے وابستہ بھی کرتا ہے، غیر منقولہ جائیداد کے شعبے میں عدم استحکام بینکنگ کے شعبے کو اثر انداز کرتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ بات دو ذرائع سے واقع ہوئی ہے: ایک بڑے سرکاری قرضوں کے ذریعے جس کے نتیجے میں زیادہ مالی خسارہ ہوا اور دوسرا سود کی زیادہ شرحوں کے بعد کارپوریٹ کی نفع بخش صلاحیت پر دباؤ کے ذریعے۔ اس کے نتیجے میں ہندوستان کے سرکاری شعبے کے بینکوں میں وسائلی تناسب میں تیزی سے کمی آئی ہے۔ آر بی آئی نے 4.5 فی صد کے وسائل تناسب کا اشارہ دیا ہے، جب کہ بیسل-III معیار نے اسے 3 فی صد پر رکھا ہے لیکن بہت سے بینک آر بی آئی کی اشارہ کردہ حدود سے کافی نیچے رہے ہیں۔ جیسا کہ توقع تھی، اس طرح کے معیارات کی خلاف ورزی کا اثر بینکوں کے غیر کارکردگی والے اثاثوں (این پی اے) میں ظاہر ہوا ہے۔

ذیل میں دیئے گئے گراف میں یہ بات دیکھی جا سکتی ہے جس میں نجی اور سرکاری دونوں شعبوں کے بینکوں کے مجموعی این پی اے میں رجحانات بحران سے قبل کی مدت سے لے کر حالیہ مدت تک دکھائے گئے ہیں۔ زیادہ اضافے کی مدت میں بینکوں کے دونوں گروپ کے این پی اے 3 فی صد سے کم تھے، جس میں نجی شعبے کے بینکوں کے مقابلے میں سرکاری شعبے کے بینک کم سے کم ایک فی صد پوائنٹ کم کے حامل تھے۔ اس کی وجہ سے بحران سے پہلے کہ مدت میں کم مالی خسارہ اور مثبت سرکاری بچتیں بھی ہو سکتی ہیں لیکن جو بات ہم بحران کے بعد دیکھتے ہیں، وہ سرکاری شعبے کے بینکوں میں این پی اے میں کافی اضافہ ہے جب کہ نجی بینک حدود کے اندر نظر آتے ہیں۔ اس سے واضح طور سے ایک مضبوط مالی اور مالیاتی رابطے کا اشارہ ملتا ہے۔ اس وقت سرکاری شعبے کے بینکوں میں این پی اے کا تخمینہ چھ فی صد سے کچھ زیادہ دکھایا گیا ہے جو کہ کافی ہوشیار کن ہے۔ مزید برآں اس کا اثر بینکوں کی نفع بخش صلاحیت پر بھی پڑے گا۔ 2016-17 کی تیسری سہ ماہی کے لئے سرکاری شعبے کے تقریباً 11 بینکوں نے کافی عرصے بعد نقصان ہونے کا

اس مضمون کے مصنفین نئی دہلی میں واقع پبلک فائنانس اور پالیسی کے قومی ادارے سے وابستہ ہیں۔

اعلان کیا ہے۔اس طرح کے منفی رجحانات سے ملک میں سرمایہ کاری اور اس طرح اضافے کی بحالی محدود ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔

اسی طرح کے رجحانات خالص این پی اے میں نیز ازسرنوتشکیل کردہ اثاثوں اور معاف کردہ قرضوں کے سلسلے میں پائے گئے ہیں۔سرکاری شعبے کے بینکوں کے اندر مجموعی این پی اے‘ پہلے ہی ازسرنوتشکیل کردہ اثاثوں اورمعاف کردہ قرضوں کا جوڑ نجی شعبے کے بینکوں میں تقریباً 6.7فی صد کے مقابلے میں کافی طور سے بڑھ کر مجموعی پیشگی رقموں کا 17فی صد ہوگیا ہے۔(ملاحظہ کیجئے ٹیبل1)

اس بات کو سمجھنا بھی اہم ہے کہ کون سے شعبوں کی وجہ سے این پی اے میں اس طرح کا اضافہ ہوا ہے۔ ٹیبل 2میں یہ بات دیکھی جاسکتی ہے کہ عام توقعات کے برخلاف بینکوں کے این پی اے میں زرعی شعبے کا تعاون سب سے کم ہے اور سست رفتار اضافے کی مدت میں بھی اس میں کمی آ رہی ہے۔ تاہم 2015-16میں زرعی قرضوں میں اضافہ ہوتا ہوا نظر آتا ہے جس کی وجہ سے ملک میں ایک کے بعد ایک خشک سالی ہوسکتی ہے لیکن صنعتی شعبے میں خاص طور سے ایم ایس ایم پی کے شعبے میں این پی اے میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔شاید صنعتی شعبے میں مسلسل سست رفتار نے اس شعبے میں اس طرح کے اضافے میں تعاون کیا ہے۔

اثر

مجموعی معیشت پر بینکنگ کے شعبے میں این پی اے کا کیا اثر ہے؟ اس کا جائزہ قرضہ جاری ذریعے اور سود کی شرح کے ذریعے کے توسط سے لیا جاسکتا ہے۔ حال ہی میں افراط زر کونشانہ بنانے والا لچک دار نظام اختیار کرنے سے اور کافی طور سے تیل کی بین اقوامی قیمتوں میں تیزی سے کمی آنے کی وجہ سے بھی‘ گھریلو افراط زر کم ہوکر 5.6 فی صد ہوگیا ہے۔اس کے بعد یہ توقعات تھیں کہ پالیسی سود کی شرحیں کم کی جائیں گی۔ آر بی آئی نے ریپو شرح میں دسمبر 2014سے 125بنیادی پوائنٹس کی کمی کی ہے۔لیکن بینکوں کے ذریعے قرض دینے کی شرحوں میں کمی (اس معاملے میں سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کے بینکوں کے ذریعے) محض تقریباً 40بنیادی پوائنٹس کی ہے۔اس وقت بھی جمع رقموں کی شرحوں میں کمی محدود ہے کیوں کہ بینکوں کو اپنے وسائل تناسب میں اضافہ کرنے کے لئے زیادہ بچتیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ریپو سے سرمایہ کاریوں کے لئے مالی پالیسی ترسیلی نظام میں رکاوٹیں ہیں۔دیگر الفاظ میں ریپو کی شرح میں کمی کے نتیجے میں سرمایہ کاری کا سلسلہ بحال نہیں ہوتا ہے۔اس وقت بینکوں کو اپنی بیلنس شیٹوں کو ہم آہنگ بنانے کے لئے تغیر پذیری (سرمایہ) کی ضرورت ہے۔سود کی شرحوں اور سرمایہ کاری کا رابطہ ٹوٹ جانے کے بعد آر بی آئی سود کی شرحوں میں مزید کمی کرنے کے سلسلے میں پس و پیش کا مظاہرہ کررہا ہے جس کی وجہ سے نجی سرمایہ کاریاں اور اضافہ رکا ہوا ہے۔

آئی ایم ایف نے اپنی حالیہ رپورٹ میں زیادہ این پی اے کے خطرات کو بخوبی واضح کیا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ ہندوستانی مالی نظام میں جراحت پذیریوں میں اضافہ ہوا ہے۔آئی ایم ایف کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ’’ہندوستان میں جب کہ بیرونی جراحت پذیریاں معتدل ہوئی ہیں اور افراط زر میں توقع کے مقابلے میں تیزی سے کمی آئی ہے‘ مستقبل طور سے زیادہ افراط زر کی توقعات اور زیادہ مالی خسارے کلیدی بڑے اقتصادی چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ٹیکسوں کے سلسلے میں جامع اصلاح اور سبسڈیوں میں مزید کمیوں کے ذریعے مالی استحکام کا

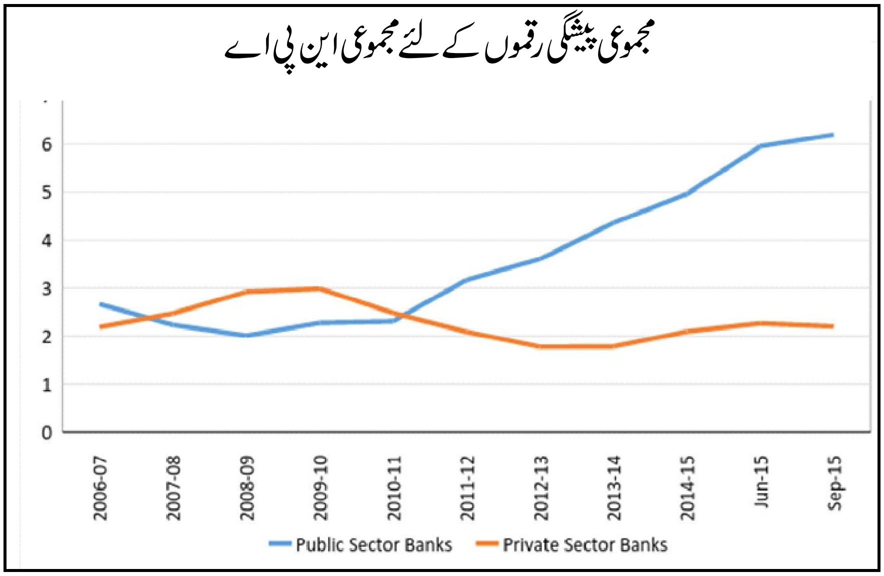

سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ کارپوریٹ کی مالی صورت حال اور سرکاری بینکوں کے اثاثوں کے معیار میں جراحت پذیریاں اس صورت میں مالی استحکام کے لئے خطرہ بنی رہ سکتی ہیں' اگر ان پر توجہ نہیں دی جاتی ہے''۔ (بین اقوامی مالیاتی فنڈ 2016)

مرکزی بجٹ میں کیا کیا ہے؟

چوں کہ بینکوں کو سرمایے کی ضرورت ہے' مرکزی بجٹ میں بجا طور سے ازسرنو سرمایہ کاری کے عمل کے ایک حصے کے طور پر 25000 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور اس بات کا اشارہ دیا گیا ہے کہ اگر ضرورت پڑتی ہے تو مرکزی حکومت مزید رقم مختص کرسکتی ہے۔ جب کہ براہ راست اقدام ہے' دیگر اقدامات بھی ہیں جن کا غیر براہ راست اثر بینکوں پر پڑسکتا ہے۔ یہ اقدامات حسب ذیل ہیں:

☆مالی فرموں کی قرارداد کے بارے میں ایک جامع ضابطے کی شروعات۔

☆ایس اے آر ایف اے ای ایس آئی قانون 2002 میں ترمیمات تاکہ ایک اے آر سی کا اسپانسر اے آر سی میں 100 فی صد رکھ سکے اور سیکوریٹوں کی وصولیوں میں سرمایہ کاری کرنے کے لئے غیر ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو اجازت دی جاسکے۔

☆قرض کی وصولی کے ٹریبونل سے متعلق قوانین میں ترمیمات اور انہیں آن لائن بنانا۔

☆رقمیں جمع کرنے کی غیر قانونی اسکیموں کی لعنت سے نمٹنے کے لئے جامع مرکزی قانون کی شروعات۔

☆سیکوریٹیز اپیلیٹ ٹریبونل کے اراکین اور اس کی بنچوں میں اضافہ کرنا۔

☆پردھان منتری مدرا یوجنا کے تحت منظور کردہ رقم بڑھا کر 180,000 کروڑ روپے کرنا۔

جب کہ مذکورہ بالا اقدامات سے غیر منقولہ جائیداد کے شعبے کے لئے قرضے کی آمد اور قرضہ جاتی رکاوٹیں دور کرنے میں مدد ملے گی' کیا یہ کافی ہے کہ سرکاری شعبے میں تمام خرابیوں کو دور کیا جائے؟ ہمارے خیال میں بینکنگ کے شعبے کو ایک صحت مند سطح پر واپس لانے کے لئے اور زیادہ اقدامات کے جانے کی ضرورت ہے۔ ایک اہم پہلو جس پر توجہ دیئے جانے کی ضرورت ہے' بینکنگ کے شعبے میں مجموعی حکمرانی ہے۔ اس سلسلے میں پی جے نائیک کمیٹی کی سفارشات پہلے ہی سے موجود ہیں جن کا سنجیدگی سے جائزہ لئے جانے کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ کچھ اہم سفارشات نیچے دیئے گئے بکس میں پیش کی جارہی ہیں:

مذکورہ بالا اقدامات کے علاوہ ایک اہم پہلو حکومت کو جس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے' اثاثے کی تشکیل نو سے متعلق کمپنیوں کا کردار اور اس کا ضابطہ ہے۔ اثاثوں کے انتظام سے متعلق ایک قومی کمپنی (این اے ایم سی او) قائم کئے جانے کی تجویز ہے تاکہ صحیح قیمت پر اور صحیح وقت

ٹیبل۔1۔سرکاری اور نجی شعبے کے بینکوں میں اثاثوں کے معیار کے سلسلے میں رجحانات

	سرکاری شعبے کے بینک				نجی شعبے کے بینک			
	13مارچ	14 مارچ	15 مارچ	15 ستمبر	13 مارچ	14مارچ	15مارچ	15 ستمبر
خالص این پی اے فی صد	2.0	2.7	3.2	3.6	0.5	0.7	0.9	0.9
ازسرنوتشکیل کردہ اثاثے فی صد	7.2	7.2	8.1	7.9	1.9	2.3	2.4	2.4
مجموعی+ازسرنوتشکیل کردہ اثاثے (فی صد)	11.0	11.9	13.5	14.0	3.8	4.2	4.6	4.6
مجموعی+ازنوتشکیل کردہ+ +معاف کردہ اثاثے (فی صد)	13.4	14.1	16.1	17.0	5.4	6.4	6.7	6.7

ماخذ: آر بی آئی ویب سائٹ

ٹیبل 2: خراب اثاثوں کا شعبہ جاتی تعاون

	تمام بینک (مجموعی+ازسرنوتشکیل کردہ0+معاف کردہ اثاثے (فی صد)			
	13مارچ	14مارچ	15مارچ	15ستمبر
زراعت	8.2	7.4	7.5	7.9
صنعت (بہت چھوٹی)	10.2	10.0	10.5	12.3
صنعت (چھوٹی)	13.2	13.3	14.8	16.8
صنعت (درمیانہ)	20.2	23.6	27.0	31.5
صنعت (بڑی)	16.3	19.0	23.0	23.7

ماخذ: آر بی آئی کی ویب سائٹ

ہندوستان میں بینکوں کے بورڈوں کی حکمرانی کا جائزہ لینے کے سلسلے میں نائیک کمیٹی کی کچھ اہم سفارشات

☆ بینکوں کو قومیائے جانے کے قوانین 1970 ایس بی آئی سے متعلق قانون، ایس بی آئی (ماتحت بینکوں) کے قانون کو ختم کرنا۔

☆ کمپنیوں سے متعلق قانون کے تحت تمام بینکوں کو شامل کرنا اور بینکوں میں اپنے اثاثے منتقل کرنے کے سلسلے میں حکومت کے لئے ایک بینک سرمایہ کاری کمپنی (بی آئی سی) تشکیل دینا۔

☆ بینکوں کے بورڈوں کے بیورو (بی بی بی) کی مدد سے تین مرحلوں میں کل وقتی ڈائریکٹروں کا تقرر کرنا۔

☆ سرکاری حصہ 50 فی صد سے بھی کم کرنا۔

☆ انسانی وسائل سے متعلق پالیسی کے بارے میں سفارش جس سے نوجوان لوگ اعلی انتظامیہ میں آسکتے ہیں۔

☆ زیادہ اسٹریٹیجک توجہ فراہم کرنے کے لئے بورڈ کے تبادلہ خیالات کو بہتر بنانا۔

☆ ترقیاتی مقاصد کے حصول میں حکومت کو پی ایس بی کے لئے ہدایت جاری کرنے کا سلسلہ بند کرنا چاہئے۔ ☆ حکومت کو صرف پی ایس بی کے لئے قابل اطلاق ضابطہ جاتی ہدایت جاری کرنے کا سلسلہ بھی بند کرنا چاہئے کیوں کہ دوہرا ضابطہ امتیازی ہے۔

پر دباؤ والے اثاثوں کا نمٹارہ کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ حکومت اور آر بی آئی گیان سنگم (بینکوں وزارت خزانہ اور آر بی آئی کے اعلی عہدیداران کا سالانہ اجتماع) کے توسط سے بینکوں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرتی رہی ہے تاکہ بینکوں کو درپیش مسائل کو سمجھا جائے اور ان کے حل تلاش کئے جائیں۔ حالیہ گیان سنگم نے جو 17-2016 کے بجٹ کے فوراً بعد ہوا تھا، بینکوں کے استحکام کے سلسلے میں نیز قرضے کی وصولی سے متعلق قوانین کے سلسلے میں بھی کچھ سفارشات پیش کی ہیں۔

جب کہ بجٹ میں کچھ براہ راست اقدامات پیش کئے گئے ہیں، ان کچھ سفارشات کی وضاحت اور ان پر عمل درآمد کرنے سے جو حکومت کے پاس پہلے ہی سے موجود ہیں، اس شعبے کو جلد سے جلد این پی اے کے مسئلے پر قابو پانے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس وقت سرمایہ کاری کے سلسلے میں بحالی کا لازمی طور سے انحصار بینک کی بیلنس شیٹوں کے استحکام پر ہے۔

☆☆☆

1500 کثیر رخی تربیتی اداروں کے قیام کی تجویز

☆ حکومت نے پورے ملک میں 1500 کثیر رخی ہنرمندی کے تربیتی اداروں کے قیام کا فیصلہ کیا ہے، جس کے لئے بجٹ 17-2016 میں 17000 کروڑ روپے علیحدہ مختص کئے گئے ہیں۔ مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے عام بجٹ 17-2016 پیش کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی یہ کوشش ہے کہ وہ پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا کے ذریعے صنعت کاری کو نوجوانوں کی دہلیز پر پہنچا سکے۔ وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ اسکل انڈیا مشن کا مقصد آبادی کے فوائد حاصل کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے آغاز سے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ مشن نے تربیت فراہم کرنے کا ایک مناسب ماحول تیار کیا ہے اور 76 لاکھ نوجوانوں کو تربیت دینے کا ایک ماحول تیار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے صنعت اور تعلیمی اداروں کے ساتھ ساجھیداری میں ہنرمندی کے فروغ کا سرٹیفکٹ دینے کے لئے ایک نیشنل بورڈ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم نے پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا کے تحت اگلے تین برسوں کے دوران ایک کروڑ نوجوانوں کی تربیت کا منصوبہ بنایا ہے۔ وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ وسیع اوپن آن لائن کورسوں کے ذریعے 2200 کالجوں، 300 اسکولوں، 500 سرکاری آئی ٹی آئی اور 50 پیشہ ورانہ مراکزوں میں صنعت کاری، تعلیم اور تربیت فراہم کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ خواہش مند صنعت کار خاص طور پر ملک کے دور دراز کے علاقوں کے صنعتکاروں کو سرپرستوں اور قرض کی مارکیٹ سے جوڑا جائے گا۔ ایک اور اہم اعلان کرتے ہوئے مسٹر جیٹلی نے کہا کہ منظم سکٹر میں نئے روزگار پیدا کرنے کیلئے مراعات دکی خاطر حکومت ہند تمام نئے ملازمین کیلئے، جو ای پی ایف او میں اندراج کراتے ہیں، ان کی ملازمت کے پہلے تین سال کیلئے پنشن اسکیم میں 8.33 فی صد کا تعاون کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ یہ اسکیم 15000 روپے ماہانہ تک کی تنخواہ پانے والوں پر نافذ ہوگی اور اس کیلئے بجٹ میں 1000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مالی بل 2016 میں انکم ٹیکس قانون کی دفعہ 80-جے جے اے کے تحت دستیاب مراعات میں روزگار پیدا کرنے کے لئے نرمی کرنے کی بھی تجویز ہے۔ ایک نیشنل کیریئر سروس کا آغاز جولائی 2015 میں کیا گیا تھا، اس پلیٹ فارم پر 350 کروڑ ملازمت کے خواہشمند افراد نے رجسٹریشن کرایا ہے۔ نئے بجٹ میں 100 ماڈل کیریئر سینٹر قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے جو 17-2016 کے آخر تک کام کرنا شروع کردیں گے۔ اس میں ریاستوں کے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو نیشنل کیریئر سروس پلیٹ فارم سے مربوط کرنے کی بھی تجویز ہے۔

پرتیوا کنڈو

مرکزی بجٹ 2016-17:

تعلیمی شعبے کے لئے اہتمام

سال 2016-17 مالی پالیسی کے سلسلے میں ہندوستانی معیشت کے لئے نہایت اہم تھا۔ ریاستوں کو مرکزی ٹیکسوں کی زیادہ منتقلی کے سلسلے میں چودھویں مالیاتی کمیشن کی سفارش کی منظوری، ریاستوں کے لئے مرکزی حکومت کی منصوبہ جاتی گرانٹوں میں کمی، منصوبہ بندی کمیشن کے خاتمے وغیرہ جیسے کچھ بنیادی پالیسی اقدامات کا اثر ہندوستان کے مجموعی مالی ڈھانچے پر پڑا ہے۔ ان اہم تبدیلیوں کی روشنی میں یہ بات دیکھنے میں اہم ہے کہ مرکزی بجٹ 2016-17 میں تعلیم کے شعبے کے لئے کیا اہتمام کیا گیا ہے۔

تعلیمی شعبے کے لئے بجٹی اہتمام

لوک سبھا میں اپنا تیسرا بجٹ پیش کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے ان نو مختلف ستونوں کا ذکر کیا ہے، جن سے ہندوستان میں تبدیلی آئے گی۔ سماجی شعبے کے تیسرے شعبے اندر شمولیت کی بجائے ''تعلیم، ہنرمندیوں اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے'' کا ذکر وزیر موصوف نے ایک مخصوص چوتھے ستون کے طور پر کیا ہے۔

سال 2016-17 (بی ای) کے لئے بجٹ میں تعلیم پر مرکزی حکومت کے اخراجات ڈی پی کے 0.48 فی صد رکھے گئے ہیں، جو 2015-16 (آر ای) میں 0.50 فی صد تھے۔ مرکزی بجٹ میں تعلیم کا حصہ بھی 3.8 فی صد سے کم ہوکر 3.7 فی صد ہوگیا ہے (خاکہ 1 ملاحظہ کیجئے)۔

انسانی وسائل کے فروغ کی وزارت (ایم ایچ آر ڈی) تعلیم کے لئے مرکزی حکومت کی تخصیص زر کے تقریباً 70 فی صد حصے کا تعاون کرتی ہے (ایم ایچ آر ڈی، 2014)۔ 2016-17 (بی ای) میں ایم ایچ آر ڈی کو 72394 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس کا 60 فی صد حصہ اسکولی تعلیم اور خواندگی کے محکمے کے لئے نیز 40 فی صد حصہ اعلی تعلیم کے محکمے کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ گزشتہ برسوں میں ایچ آر ڈی کے بجٹ کی تقسیم سے اعلی تعلیم کے سلسلے میں از سر نو ترجیح کی واضح علامتوں کا پتہ چلتا ہے (خاکہ 2 ملاحظہ کریں)

اسکولی تعلیم کے لئے بجٹی اہتمام

اپنی بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے ابتدائی تعلیم کو ہمہ گیر بنانے کا ذکر کیا ہے، جس میں آگے کی سمت اگلے بڑے قدم کے طور پر معیاری تعلیم' پر زور دیا جائے گا۔ حیرت انگیز طور پر سے بجٹ تجویز میں تعلیم یا ثانوی تعلیم کے حق کے بارے میں کوئی بات نہیں کہی گئی ہے۔

گو ہندوستان نے ہمہ گیر ابتدائی اندراج (کلاس 1 تا V) کا نشانہ حاصل کرلیا ہے لیکن اندراج کے اعداد و شمار سے حقیقی کہانی کا پتہ نہیں چلتا ہے کیوں کہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ چھ سال سے چودہ سال کی عمر گروپ کے تقریباً 4.3 کروڑ بچے اب بھی اسکول نہیں جاتے ہیں (مردم شماری 2011)۔ وہ چھ سال سے چودہ سال کی عمر کے گروپ کے کل بچوں کا تقریباً 18 فی صد ہیں۔

نہ صرف اندراج بلکہ اسکولی تعلیم کے معیار میں کمی، خاص طور سے تعلیم کی پبلک فائنانسنگ کے سیاق وسباق میں کچھ برسوں سے ایک بڑی تشویش کا باعث رہی ہے۔ ایک مقررہ مدت میں تمام بچوں کو مفت اور لازمی، معیاری 'تعلیم' فراہم کرنے کا معاملہ آر ٹی ای قانون 2007 میں شامل ہے لیکن اس کے وجود کے نصف دہے بعد بھی صرف 8 فی صد اسکول بنیادی ڈھانچے کے ان تمام معیارات پر عمل کرتے ہیں جن کا ذکر آر ٹی ای قانون میں کیا گیا ہے۔ سرکاری اسکولوں میں 9.4 لاکھ اساتذہ کی کمی ہے۔ تقریباً 8.3 فی صد پرائمری اسکول واحد استاد والے اسکول ہیں۔ سرکاری اسکولوں میں موجودہ اساتذہ میں تقریباً 20 فی صد اساتذہ غیر تربیت یافتہ ہیں اور گزشتہ پانچ برسوں سے تربیت یافتہ باستعداد اساتذہ کی تعداد تقریباً جامد ہوگئی ہے۔ (ڈی آئی ایس ای، 2014-15)۔ اس قانون پر کامیابی سے عمل درآمد

مضمون نگار بجٹ اور حکمرانی کی جواب دہی کے مرکز (سی بی جی اے) سے وابستہ ہیں۔

خاکہ 1: تعلیم پر مرکزی حکومت کے بجٹی اخراجات (فی صد میں)

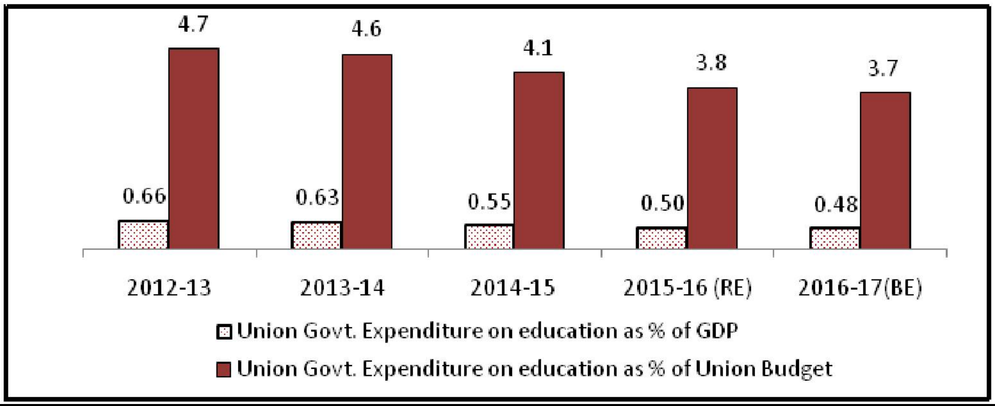

نوٹ: تعلیم کا مرکزی حکومت کے اخراجات صرف ایم ایچ آر ڈی کے ذریعے اخراجات کا احاطہ کرتے ہیں: بی ای۔ بجٹ تخمینہ، آر ای۔ نظر ثانی شدہ تخمینے، جی ڈی پی کے اعداد و شمار بازار کی موجودہ قیمتوں کے حساب سے ہیں (2011-12 سیریز، دوسرے نظر ثانی شدہ تخمینے) ماخذ: نقطوں کو ملانا، مرکزی بجٹ کا تجزیہ 2016-17، سی بی جی اے۔

کرنے کے سلسلے میں ابتدائی تعلیم کے مختلف خزو کے لے کافی مالی تخصیصات کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس کے باوجود بھی اس سال اسکولی تعلیم کے محکمے کے لئے مجموعی بجٹ 2015-16 (آر ای) کے مقابلے میں محض 3.2 فی صد زیادہ تھا۔

تعلیم کے حق (آر ٹی ای) کے لئے مالیہ کی فراہمی

آر ٹی ای قانون 2009 کے نفاذ سے سروشکشا ابھیان (ایس ایس اے) آر ٹی ای پر عمل در آمد کرنے کا اہم ذریعہ 2.2 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ اس رقم کا 65 فی صد حصہ تعلیمی محصول (پرارمبھک شکشا کوش (پی ایس کے) سے (خاکہ 3 ملاحظہ کیجئے)۔ 29 فی صد مجموعی بجٹی امداد (جی بی ایس) سے اور چھ فی صد حصہ بیرون طور سے امداد یافتہ پروجیکٹوں سے پورا کیا جائے گا۔ سی اے جی کی ایک حالیہ آڈٹ رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیمی محصول کم جمع ہونے کی وجہ سے 2014-15 کے لئے ایس ایس اے کے بجٹ (آر ای) سے 27575 کروڑ روپے کے بجٹی اہتمام کے مقابلے میں 5256 کروڑ روپے کی کمی کیگئی ہے (ایس اے جی 2015)۔ مزید برآں مرکزی طور سے اسپانسر کردہ اسکیموں (سی ایس ایس) کو معقول بنانے کے بارے میں نیتی آیوگ کے ضمنی گروپ کی سفارش عمل کرتے ہوئے مرکزی حکومت نے 2016-17 سے شروعات کرتے ہوئے عام زمرے کی تمام ریاستوں کے لئے ایس ایس اے کے سلسلے میں اپنا موجودہ حصہ 65 فی صد سے کم کر کے 60 فی صد کر دیا ہے۔ چناں چہ آر ٹی ای پر صحیح عمل در آمد کا قطعی طور پر انحصار اپنے اضافہ شدہ

خاکہ 2: محکمے کے ذریعے ایم ایچ آر ڈی کے بجٹ کی ہیئت (فی صد میں)

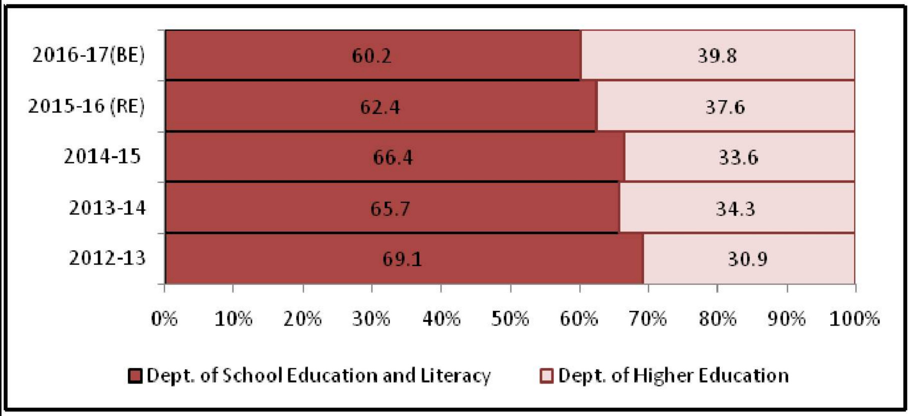

ماخذ: مختلف سالوں کے لئے مرکزی بجٹ اخراجاتی بجٹ، جلد II، ایم ایچ آر ڈی سے مضمون نگار کے ذریعے مرتب کردہ۔

حصے کا تعاون کرنے کے سلسلے میں ریاستوں کی صلاحیت پر ہوگا جو کہ غیر یقینی اور تشویش کا باعث رہتا ہے۔

معیار کا مسئلہ ثانوی سطح پر زیادہ شدید ہے۔ ثانوی تعلیم ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم کے نظام کے درمیان ایک ناگزیر رابطہ فراہم کرتی ہے۔ لیکن جب کہ ابتدائی تعلیم کے سلسلے میں ایک تقریباً ہمہ گیر اندراج دیکھنے میں آیا ہے۔ ثانوی سطح (X تا XII کلاس) پر 15 تا 18 سال کی عمر کے گروپ کے صرف 62 فی صد بچوں کا اندراج ہوا ہے (ایم ایچ آر ڈی 2014)۔ راشٹریہ مادھیامک شکشا ابھیان (آر ایم ایس اے) کے لئے جو ثانوی تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے شروع کیا گیا تھا، 38700 کروڑ روپے کی تخصیص کی گئی ہے جس میں 2015-16 (آر ای) کے مقابلے میں 135 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ آر ایم ایس اے کو بھی این ای ایم کے تحت کر دیا گیا ہے لیکن آر ایم ایس اے کے لئے مرکزی حکومت کا حصہ 75 فی صد سے کم ہو کر 60 فی صد ہو گیا ہے۔ چناں چہ 25 فی صد کی بجائے اب ریاستوں آر ایم ایس اے کے لئے 40 فی صد کی مساوی گرانٹ کی تخصیص کرنے کی ضرورت ہے۔

اسکول کی سطح پر تربیت یافتہ اور با استعداد اساتذہ کی کمی کے باوجود بجٹ میں اساتذہ کی تربیت اور تعلیم بالغاں کے پروگراموں میں (26.9 فی صد) نیز

مدرسوں/اقلیتوں کو تعلیم فراہم کرنے کی اسکیموں میں 64.2 فی صد) کافی کٹوتی دیکھنے میں آئی ہے جو مخصوص طور سے مدرسوں میں بنیادی ڈھانچے کے فروغ اور معیار میں بہتری کے لئے وضع کی گئی ہیں۔ (ٹیبل 1 ملاحظہ کیجئے)۔

اعلی تعلیم کے لئے بجٹی اہتمام

بجٹ تقریر میں ہندوستان کے اعلی تعلیمی اداروں میں بہتری کی ضرورت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے 28840 کروڑ روپے کی رقم اعلی تعلیم کے محکمے کے لئے مخصوص کی گئی ہے جو 2015-16 (آر ای) کے مقابلے میں 13.5 فی صد زیادہ ہے۔ ایک جائزے سے یونیورسٹی اور اعلی تعلیم (عام) کے لئے بجٹ میں معمولی سے اضافے کا پتہ چلتا ہے۔ نئے آئی آئی ٹی اور آئی آئی ایم کی مدد کرنے اور قائم کرنے کے لئے ابتدائی طور سے تخصیص زر میں کافی اضافے کی وجہ سے تکنیکی تعلیم کے لئے بجٹی اہتمام میں اضافہ ہوا ہے۔

طلبا کے لئے مالی امداد جو غریب طلبا کو تعلیمی قرضوں پر سود میں سبسڈی پر مشتمل ہے، کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کے لئے وظیفے نیز غیر ہنرمندی ریاستوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا کے لئے وظیفے میں 2015-16 (آر ای) کے مقابلے میں 2.7 فی صد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

راشٹریہ اچتر شکشا ابھیان (آر یو ایس اے) کو بھی این ای ایم کے تحت کر دیا گیا ہے جو ریاستی اعلی تعلیمی اداروں کو اہم فنڈ فراہم کرنے کے لئے ایک اہم پروگرام کے طور پر 2013 میں شروع کیا گیا تھا۔ فنڈ فراہم کرنے کے تبدیل کردہ طریقے میں مرکزی حکومت نے اپنے 60 فی صد حصے کے طور پر (پہلے یہ 65:35 تھا)۔ 1300 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے، جس میں 2015-16 (آر ای) کے مقابلے میں 245 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے (ٹیبل 2 ملاحظہ کیجئے)۔

اعلی تعلیم کے لئے مالیہ فراہم کرنے کے بارے میں سوال جس کا جواب نہیں ملتا ہے، وہ حصہ ہے، جس کے لئے محصول کے ذریعے مالیہ فراہم کیا جائے گا۔ ثانوی اور اعلی تعلیم کے سلسلے میں محصول (ایس اچ ایی) جو ثانوی اور اعلی تعلیم کے لئے وعدہ کردہ فنڈ میں جمع کرایا جاتا ہے، نہ ہی اس سلسلے میں کسی اسکیم کی نشاندہی کی گئی ہے، جس پر محصوص سے ہونے والی آمدنی خرچ کی جاتی ہے۔ شفافیت کی کمی کی وجہ سے فنڈس کے منتقل ہونے کا امکان پیدا ہوتا ہے جسے دور کئے جانے کی ضرورت ہے۔

خاکہ 3: محصول کے ذریعے ایس ایس اے کے لئے مالیہ فراہم کرنے کا طریقہ (فی صد)

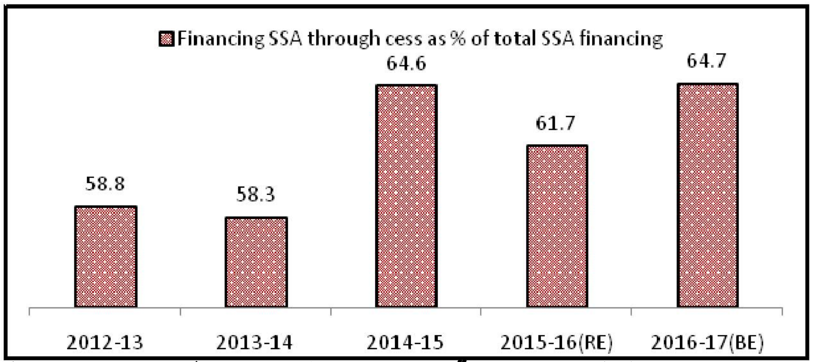

ماخذ: مختلف برسوں کے لئے مرکزی بجٹ' اخراجاتی بجٹ، جلد II، ایم ایچ آر ڈی سے مضمون نگار کے ذریعہ مرتب کردہ

تعلیم پر ہنرمندی کو ترجیح؟

یوم آزادی کی اپنی تقریر میں وزیراعظم نے کہا تھا: ''اگر ہمیں اپنے ملک کی ترقی کو فروغ دینا ہے تو ہمارا مشن ہنرمند ترقی و فروغ اور ہنرمند ہندوستان ہونا چاہئے''۔ اس مشن کے سلسلے میں اب تک حکومت نے چار کلیدی اقدامات کئے ہیں۔ ہنرمندی کے فروغ کا قومی مشن، ہنرمندی کے فروغ اور اینٹرپرینئر شپ کے لئے قومی پالیسی، پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) اور ہنرمندی کے سلسلے میں قرض کی اسکیم۔ بجٹ تقریر میں بھی ہنرمندی اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ پی ایم کے وی وائی کے تحت ہنرمندی 1500 تربیتی ادارے قائم کرنے کے لئے 1700 کروڑ روپے کی رقم کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ٹیبل 1: تعلیم میں منتخب اسکیموں کے لئے بجٹی تخصیص زر (کروڑ روپے)

اسکیمیں	2014-15	2015-16 (بی ای)	2015-16 (آر ای)	2016-17 (بی ای)
این ای ایم۔ ایس ایس اے	24097	22000	22015	22500
این ای ایم۔ آر ایم ایس اے	3398	3565	3565	3700
این ای ایم۔ اساتذہ کی	1158	1397	1203	879
تربیت اور ساکشر بھارت	119	376	336	120
مدرسوں اور اقلیتوں کو تعلیم فراہم کرنے کی اسکیم	3243	3278	3278	3795
کیندریہ ودیالیہ سنگٹھن	2013	2061	2285	2471
دوپہر کے کھانے کی اسکیم (ایم ڈی ایم)	10523	9236	9236	9700

نوٹ: این ای ایم۔ قومی تعلیمی مشن' قومی تعلیمی مشن: ساکشر بھارت''۔

اس تجویز کے تحت اہم اسکیمیں خواندگی کی مہموں اور آپریشن کی بحالی، تعلیم بالغاں اور ہنرمندی کے فروغ کے لئے این جی او/ اداروں/ ایس آر سی کی مددی اسکیمیں ہیں۔ ''قومی تعلیمی مشن۔ اساتذہ کی تربیت''۔ اس تجویز کے تحت اہم اسکیمیں اساتذہ کی تربیت کے اداروں کو مستحکم بنانا، لسانی اساتذہ کا تقرر اور اسکولوں کے جائزے کا پروگرام ہیں۔

ماخذ: نقطوں کو ملانا، مرکزی بجٹ 2016-17 کا تجزیہ سی بی جی اے۔

درحقیقت ہندوستان میں لیبرفورس کا بڑھتا ہوا سائز ہنرمندی کے فروغ کی فوری ضرورت کا متقاضی ہے لیکن ہنرمندی حاصل کرنے کے لئے تعلیم کی ایک بنیادی سطح اولین شرط ہے۔ جہاں ابتدائی تعلیم کو ہمہ گیر بنانے کا نشانہ ابھی تک حاصل نہیں کیا گیا ہے، وہاں تعلیم حاصل کرنے کے نتائج اطمینان بخش نہیں ہیں۔ 5 سال سے 29 سال کی عمر کے 40 فی صد سے زیادہ لوگ کسی بھی تعلیمی ادارے میں نہیں جارہے ہیں (این ایس ایس 2015)۔ صرف روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے

پر پڑے گا۔ یہ بات دیکھنے کا وقت آ گیا ہے کہ ریاستیں اپنے بجٹوں کو کتنی ترجیح دیں گی اور تعلیمی شعبے کے لئے کتنی رقم مختص کریں گے۔ تاہم تعلیم متفقہ فہرست میں شامل ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس شعبے کے تئیں مرکزی حکومتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے، چناں کہ حکومت کی دونوں سطحوں کے لئے یہ بات لازمی ہے کہ وہ معیار پر مناسب توجہ دیتے ہوئے تعلیم کے سلسلے میں پبلک سرمایہ کاری میں اضافہ کریں۔

بکس 1: مرکزی بجٹ 17-2016 میں تعلیمی

ماخذ: بجٹ تقریر، مرکزی بجٹ 17-2016

بکس 2: مرکزی طور سے اسپانسر کردہ اسکیم (سی ایس ایس) کو معقول بنانے اور اس میں تبدیلی کرنے کے بارے میں نیتی آیوگ کی ضمنی کمیٹی

سی ایس ایس کو معقول بنانے کے بارے میں نیتی آیوگ کی ضمنی کمیٹی کی سفارش کو منظور کرتے ہوئے مرکزی حکومت نے مرکزی شعبے کی تقریباً 300 اسکیموں اور مرکزی طور سے اسپانسر کردہ 30 اسکیموں میں 1500 سے زیادہ مرکزی منصوبہ جاتی اسکیموں کی از سرنو تشکیل کی

ٹیبل 2: اعلیٰ تعلیم کے منتخب جزو کے لئے بجٹی تخصیص زر (کروڑ روپے میں)

جزو	2015-16(BE)	2015-16 (RE)	2016-17(BE)
یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یوجی سی)	9615	9315	4491
مرکزی یونیورسٹیوں کے لئے گرانٹس*			6356
طلبا کی امداد	2373	2163	2221
انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی (آئی آئی ٹی) اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ (آئی آئی ایم)	4949	4463	5714
ایم ای این۔آر یو ایس اے	1155	1055	1300

یہ جزو 16-2015 (بی ای) اور 16-2015 (آر ای) میں یو جی سی کا حصہ تھا۔

ماخذ: مرکزی بجٹ، اخراجاتی بجٹ، جلد II، ایم ایچ آر ڈی، 17-2016 سے مضمون نگار کے ذریعہ مرتب کردہ

لئے ہنرمندی کے فروغ پر زور کم اجرتی نیم ہنرمند ورک فورس پر ختم ہوگا جو کہ شاید پسندیدہ نہیں ہے۔

اختتام

اس بات پر اکثر بحث کی گئی ہے کہ جی ڈی پی کا کم سے کم چھ فی صد حصہ تعلیم پر خرچ کیا جانا چاہئے جیسا کہ کافی پہلے 1966 میں کوٹھاری کمیشن نے سفارش کی تھی۔ اس وقت مرکز اور ریاست دونوں تعلیم پر جی ڈی پی کا چار فی صد سے بھی کم حصہ خرچ کرتے ہیں۔ اس بات کے پیش نظر کہ تعلیم پر ملک کے کل بجٹی اخراجات میں ریاستوں کے مقابلے میں تعلیم پر مرکزی حکومت کے بجٹی اخراجات بہت کم ہیں، مرکزی حکومت کے حصے میں مسلسل کمی آنے کی وجہ سے ذمہ داری ریاستوں کی طرف زیادہ منتقل ہوجاتی ہے۔ یہ بات مضمر ہے کہ تبدیل کردہ مالی ڈھانچے کا براہ راست اثر ریاستی سطح پر تعلیم کے لئے پبلک اہتمام

شعبے کے لئے اہم اعلان

1۔ معیاری تعلیم کو فروغ دینے کے لئے باسٹھ نئے نوودیالیہ تجویز کئے گئے ہیں۔

2۔ بازار سے فنڈس حاصل کرنے کے لئے نیز عطیات اور سی ایس آر فنڈس سے ان میں اضافہ کرنے کے لئے 1000 کروڑ روپے کی سرمایہ جاتی بنیاد کے ساتھ ایک اعلیٰ تعلیمی فائنانسنگ ایجنسی قائم کی جائے گی۔

3۔ آن لائن کورسز کے ذریعے 2200 کالجوں، 300 اسکولوں، 500 سرکاری آئی ٹی آئی اور 50 پیشہ ورانہ تربیتی مراکز میں اینٹرپرینئرشپ کی تعلیم اور تربیت فراہم کی جائے گی۔

4۔ دس سرکاری اور دس نجی اداروں کے لئے ایک ضابطہ جاتی ڈھانچہ تیار ہوجائے گا جو انہیں اس قابل بنائے گا کہ وہ عالمی درجے کے تدریسی اور تحقیقی اداروں کے طور پر ابھر سکیں۔

ہے۔ جہاں (i) سماجی شمولیت کے لئے وضع کردہ تعلیمی اسکیموں (درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں نیز اقلیتوں اور معذور افراد کے لئے اسکیمیں) کی نشاندہی، ساجھے داری کے غیر تبدیل کردہ طریقے کے ساتھ انتہائی اہم اسکیموں کے طور پر کی گئی ہے۔

(ii) ایس ایس اے، آر ایم ایس اے، اساتذہ کی تربیت اور تعلیم بالغاں سمیت تعلیمی ترقی وفروغ کے لئے امداد، آر یو ایس اے کو قومی تعلیمی مشن (این ای ایم) کے تحت کردیا گیا ہے جہاں اب سے مرکز اور ریاست کے درمیان ساجھے داری 60:40 رہے گی۔

ماخذ: نیتی آیوگ کی ضمنی کمیٹی کی رپورٹ اور بجٹ تقریر، مرکزی بجٹ 17-2016۔

☆☆☆

جی رگھورام

بنیادی ڈھانچے کی فراہمی: باتدبیر لیکن غیر مستحکم

سال 17-2016 مالی کے مرکزی بجٹ ملک میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی کی سمت اٹھایا گیا درست قدم ہے۔ بجٹ میں مرکز کے لئے 220 ہزار کروڑ روپے کا التزام اچھا قدم ہے۔ بجٹ میں 70,000 کروڑ روپے کی سب سے زیادہ رقم قومی شاہراہوں کے لئے مختص کی گئی ہے جس میں سے 159000 کروڑ روپے بانڈز کے ذریعہ اکٹھا کئے جائیں گے۔

بنیادی ڈھانچے کے دیگر شعبوں کی بات کریں تو کیا اعداد وشمار یا رقوم مختص کی گئی ہے، ابھی واضح نہیں ہیں۔ کم ازکم میڈیا کو تو نہیں ہے۔ کیا مرکزی بجٹ میں مختص کی گئی رقومات میں ریل بجٹ یا ریاستوں کے بجٹ کی تجاویز بھی شامل ہیں؟ مجھے امید ہے کہ وزارت خزانہ کے پاس واضح تصویر ہوگی کیوں کہ وہی مختلف زمروں میں رقومات تقسیم کرتی ہے۔ دیگر ذرائع سے ملی معلومات غیر واضح ہے۔

میرا خیال ہے کہ حتمی رقومات کا جب انکشاف کیا جائے گا تو وہ زیادہ ہوگا کیوں کہ ریاستوں اور بلدیاتی اداروں کے اخراجات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ اسی طرح کا معاملہ ریلوے میں ہے جس کے لئے مرکز نے 45000 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ دیگر ذرائع میں ریلوں کے داخلی طریقے بانڈ و دیگر قرضوں کے حصول اور پی پی پی وسائل شامل ہیں۔

کچھ رقومات اس طرح مختص کی گئی ہیں کہ ان سے ریاستوں سے منسلک اخراجات کو تحریک ملے گی مثلاً پی ایم جی ایس وائی جس کے لئے مرکز نے 19000 کروڑ روپے مختص کئے ہیں اور 8000 کروڑ ریاستوں کو ادا کرنے ہیں۔ ایسے ہی میٹرو کے پروجیکٹ ہیں جس کے لئے 10,000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

بنیادی ڈھانچے کے دیگر پروجیکٹ جن کے لئے رقومات مختص کی گئی ہیں، درج ذیل ہیں:

سب سے زیادہ ترجیح سڑک اور پل کو دی گئی ہے جس کے بعد مکانات، سوچھ بھارت ابھیان، پاور اور شہری ترقی کا نظر آتا ہے۔ ان بڑی رقوم کے اختصاص کے ساتھ کچھ چیلنجز بھی درپیش ہیں خصوصاً بینڈوتھ اور مختلف متعلقین کی استعداد سے متعلق۔

چیلنجز: اولین چیلنجز ہے کہ کیا حکومت کے پاس درکار رقومات جاری کرنے اور ان کی نگرانی کرنے کی استعداد ہے۔ سڑک کے شعبے میں نیشنل ہائی وے اتھارٹی آف انڈیا اور نیشنل رورل ڈیولپمنٹ ایجنسی جیسے تجربہ کار اداروں کی خدمات دستیاب ہیں۔ آئی ڈبلیو اے آئی کو مختص کی گئی رقم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ اس طرح کا معاملہ ساگر مالا ہے جہاں منصوبے تو بڑے بڑے ہیں لیکن اس کے لئے مطلوب ادارہ جاتی اہلیت کا فقدان ہے۔ 4مارچ 2016 کو روڈ ٹرانسپورٹ ایکسلنس ایوارڈ کے موقع پر وزیر ٹرانسپورٹ جن کے پاس ٹرانسپورٹ اور ہائی وے دونوں کا چارج ہے، وزیر جہاز رانی نے بتایا تھا کہ ملک میں آب وہوا اور ماحولیاتی اثرات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پانی، ریل اور سڑک کو بالترتیب ترجیح دے رہا ہے۔ سڑک کے شعبے میں گزشتہ تجربات اور مستقبل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہائی برڈ ماڈل وضع کیا گیا ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ کمپنیوں کو ترغیب دی جا سکے۔ البتہ گھریلو آبی راہوں اور ریلوے کے لئے مناسب فریم ورک وضع کرنے کے لئے ابھی بھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسرا چیلنج ہے کہ آیا ایسے ٹھیکہ دار اور پی پی پی معاونین دستیاب ہیں جن کے پاس کرنے کی صلاحیت ہو اور وہ اس کے لئے آمادہ بھی ہوں۔ گزشتہ پانچ برسوں میں سڑک اور میٹرو کے شعبوں میں معاہدوں میں پیدا ہوئی اڑچنوں، جس میں ماحولیاتی منظوری اور زمین کے حصول کے معاملے شامل ہیں، کی وجہ سے متعدد کمپنیاں کام سے پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ سڑک کے شعبے میں تجدید شدہ ہائی برڈ طریقہ کار کی وجہ سے اب امید بندھی ہے۔ اگرچہ دیگر شعبوں میں تصویر ابھی واضح نہیں ہے کیوں کہ متعدد ٹھیکیدار اب اپنی مرضی سے کام کر رہے ہیں۔ 297 کی

آئی آئی ایم احمد آباد سے وابستہ

طرح متعدد کمپنیاں اب صرف تعمیر کے کام کے لئے تیار ہیں جب کہ تعمیر اور اس کے بعد پروجیکٹ کو چلانے کے لئے راضی نہیں ہیں۔

تیسرا چیلنج ہے کہ آیا تنازعات سے تیزی سے اور موثر طور سے نمٹنے کے لئے قانونی اور عدالتی انتظام دستیاب ہے کہ نہیں۔ قانونی تنازعات کی وجہ سے متعدد بنیادی ڈھانچہ پروجیکٹ میں تاخیر ہوئی ہے۔ اس ضمن میں وزیر خزانہ نے بنیادی ڈھانچے کے شعبے میں پیدا ہونے والے تنازعات کے حل کے لئے پبلک یوٹی لیٹی (تنازعات کا حل) کے ئے اس شعبے میں پیدا ہونے والے تنازعات کے حل کے لئے بل لانے کا اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ معاہدوں اور پروجیکٹ کے از سر نو کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ سڑک پروجیکٹوں کی بڑی تعداد کی قانونی رکاوٹوں کو دور کرکے ان کو دوبارہ سے ٹریک پر لانے کے لئے موجودہ حکومت کی سراہنا کی جانی چاہئے۔

چوتھا چیلنج بنیادی ڈھانچہ پروجیکٹوں کے لئے بینکوں خصوصاً سرکاری شعبے کے بینکوں سے قرضوں کی فراہمی کا ہے۔ ان بینکوں نے ضرورت سے زیادہ غیر فعال اثاثے جمع کر لئے ہیں جن میں بنیادی ڈھانچہ اثاثے بھی شامل ہیں۔ اگرچہ وزیر خزانہ نے سرکاری بینکوں کے سرمایہ کاروں کو مستحکم کرنے کے لئے 25000 کروڑ روپے کا اعلان کیا ہے لیکن یہ رقم ضرورت سے بہت کم ہے اور اس سے بینک مشکل میں تھے، اس قابل ہوسکیں گے کہ بنیادی ڈھانچہ کو قرضہ فراہم کرسکیں۔

پانچواں چیلنج ادارہ جاتی صلاحیت ہے۔ اس میں تربیت، تعلیم اور تحقیق کی خصوصی اہمیت ہے۔ اگرچہ گزشتہ چند برسوں میں مینجمنٹ اداروں میں تربیت کی سہولت میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس شعبے میں اچھی تعلیم کا ابھی بھی فقدان ہے۔ میری دانست کے مطابق ممبئی یونیورسٹی، چند پرائیویٹ یونیورسٹیوں اور اڈانی انسٹی ٹیوٹ برائے انفرااسٹرکچر مینجمنٹ میں بنیادی دھانچے کے پوسٹ

گریجویٹ پروگرام دستیاب ہیں۔ مزید برآں تحقیق اور ترقی کا فقدان ہے۔ ہندوستان دنیا بھر میں پی پی پی کا سب سے بڑا بازار ہے، اس کے باوجود مختلف زمروں میں دستیاب تجربہ مطلوبہ سے بہت کم ہے۔ کیلکر کمیٹی رپورٹ کے مطابق جو نومبر 2015 میں پیش کی گئی تھی، بنیادی ڈھانچہ کے شعبے میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) مذکورہ طریقہ سے تجدید کی گئی ہے۔ ہر متعلقہ ادارے نے بنا کسی استثنا کے پی پی پی کے لئے خصوصی ادارے کے فوری قیام کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اس کا اعلان گزشتہ بجٹ میں کیا گیا تھا۔ کمیٹی نے 3PI کے قیام پر زوردار سفارش کی ہے جو نہ صرف پی پی پی کے لئے امتیازی مرکز کا کام کریں گی بلکہ تحقیق، جائزے اور ایسی سرگرمیوں کی تخلیق کرے جن سے صلاحیت میں اضافہ ہو، ٹھیکیداری اور تنازعات کو سلجھانے کے لئے نئے نئے معاون طریقے ایجاد کرے۔ فعال 3PI ہندوستان میں بنیادی ڈھانچے کے لئے ڈیزائن، تعمیر اور نفاذ میں موثر رول ادا کر سکتے ہیں جس سے ہندوستانی باشندوں کو پائیدار بنیادی ڈھانچہ خدمات فراہم کرنے میں مدد ملے گی۔

مختلف بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ان عوامل جن پر تحقیق کی ضرورت ہے، پروجیکٹ کی ساخت، رسک کا اندازہ و انتظام، سماجی کاسٹ مفادات کا جائزہ، مالی منافعت کا تخمینہ، ٹینڈر کاغذات کی تیاری، ٹینڈر اور بڈنگ کا طریقہ کار، رعایت معاہدے، مالی انجینئرنگ ریگولیٹری مسائل اور انضمام و تحویلات شامل ہیں۔

پالیسیاں: روپے کی پوری قیمت وصول کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس طرح کی بہتر پالیسیاں وضع کی جائیں، جن سے بجٹ اور چیلنجز کو حل کرنے میں مدد ملے۔ جیسا کہ کہ پہلے کہا گیا ہے کہ حکومت اپنی متعدد ترجیحات کے بارے میں واضح ہے۔ البتہ حقیقت میں سہل اور سامنے نظر آنے والی سرگرمیوں پر عمل پہلے ہوجاتا ہے۔

مثال کے طور پر قومی شاہراہوں پر توجہ بشمول قومی شاہراہوں کی طوالت موجودہ 96000 کلومیٹر سے بڑھا کر 200,000 کلومیٹر کرنے اور اس کو تمام سڑکوں کی لمبائی موجودی دو فی صد سے بڑھا کر چار فی صد کرنا ایک مبارک قدم ہے۔ اس کے برعکس داخلی آبی راستوں اور بندرگاہوں پر جہاز رانی پر مربوط پالیسی جس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے، ابھی بھی توجہ کی طالب ہے۔ مربوط پالیسی کی کلیدی عناصر میں ملٹی موڈلزم، قواعد وضوابط میں نرمی اور محصولات میں کسی اور کارکردگی کی بنیاد پر رعایتیں دینا شامل ہیں تا کہ سرگرمیوں کو فوراً شروع کیا جاسکے۔ میری دانست میں داخلی آبی راستوں کا نظریہ حقیقت سے دور ہے۔ سڑکوں پر خرچ میں اضافہ مثلاً

ستیو بھارتم کے تحت قومی شاہراہوں پر سے تمام ریلوے پھاٹکوں کا خاتمہ کا عزم ایک مبارک قدم ہے۔ ریلوے کی بات کریں تو پی پی پی کے ذریعہ اسٹیشنوں کی ترقی تو قابل تحسین قدم ہے۔ مسئلہ وہی بڈنگ کے طریقہ کار اور معاہدوں کا ہے۔ ابھی تک انڈین ریلوے اسٹیشن ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی ویب سائٹ پر صرف ساتھ اسٹیشنوں کا ذکر ہے جس میں سے تین کے بارے میں کچھ دستاویزات بھی ہیں۔ 400 سے زائد اسٹیشنوں کی تجدید نو سوئس چیلنج روٹ طریقہ سے کی جاتی ہے جس میں کوئی بھی کمپنی یا اکائی اپنے حریف کے تجویز کردہ پروجیکٹ کو بہتر بنانے کے لئے بڈ کرسکتا ہے۔ اس طریقہ کار میں بھی کچھ مسائل ہیں جن کی نشاندہی کیلکر کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں کی ہے او راپنی سفارش میں کیا ہے کہ سوئس چیلنج طریقہ کے استعمال سے مسئلہ حل نہیں ہوسکتا ہے۔

اہل ترقیاتی اتھارٹی کے قیام پر زور دیا جارہا ہے۔ اس کی ضرورت بھی ہے۔ پالیسی وضع کرنے اور فوائد کو علاحدہ کرنے کے لئے آزاد ریگولیٹری کی ضرورت ہے۔ اس کے دائرہ اختیار، اختیارات اور خود مختاری کے لئے ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا پڑے گا جب تک بل تیار ہوکر پارلیم،ٹ میں پاس نہیں ہوجاتا۔ پالیسی بنانے اور عمل آوری کو علاحدہ کرنے کے لئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

100 فی صد دیہی علاقوں کی بجلی کاری (بقیہ 13010 گاؤں کی بجلی کاری یکم مئی 2018 تک) اور سڑکوں کو جوڑنے (بقیہ 65000 گاؤوں کو پہلے طے شدہ 2021 کی بجائے 2019 تک کرنے) کے لئے اس بجٹ میں کیا گیا اختصاص درست ہے۔ اسی طرح مکانوں کے زمرے میں بھی صحیح قدم اٹھایا گیا ہے۔

سوچھ بھارت ابھیان، اسمارٹ شہر اور ہوائی اڈوں کی تجدید کے بارے میں، میں زیادہ پراعتماد نہیں ہوں کیوں کہ ان کے ان کے نفاذ کے لئے وضع کی گئی پالیسیوں میں پیناپن نہیں دکھائی دیتا۔ سوچھ بھارت ابھیان کے بارے میں عادتوں کو بدلنا ایک کٹھن کام ہے۔

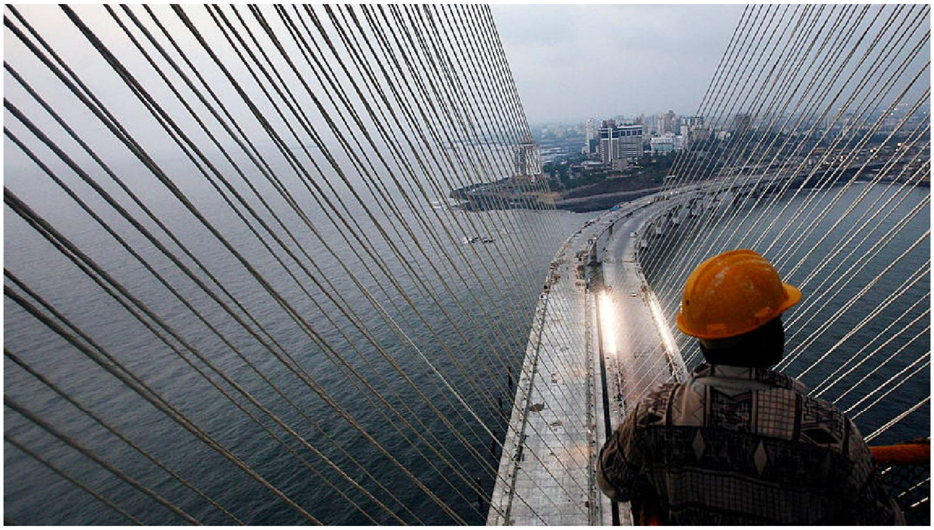

اسمارٹ شہر کے نظریہ اوران کے مقاصد پر زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ ہم اپنے سارے ہوائی اڈوں خاص طور پر اس دوجہ سے کہ بہت سے موجودہ ہوائی اڈے پوری طرح استعمال نہیں ہورہے ہیں اور خسارے میں جارہے ہیں، کی جدید کاری کیوں کرکریں۔

ایک دلچسپ اعلان عوامی نقل وحمل کے بارے میں:

پرمٹ راج کا خاتمہ ہمارا وسط مدتی ہدف ہوگا۔

حکومت موٹر وہیکل قانون ضروری ترمیم کرکے مسافروں کے لئے اسٹروک ٹرانسپورٹ کا شعبہ کھول دے گی۔

ریاستوں کو ایک فعال ماحولیاتی نظام فراہم کرایا جائے گا اور ان کو نیا قانونی لائحہ عمل اختیار کرنے کی آزادی ہوگی۔ کاروباری چند مفید سلامتی قواعد کی شرط پر مختلف روٹوں پر بسیں چلاسکیں گے۔ اسی باثر تبدیلی کا فائدہ یہ ہوگا کہ عوامی نقل وحمل کی بہتر اور مفید سہولیات زیادہ میسر ہوں گی، عوامی کو سہولت ہوگی، اس دم توڑتے شعبے میں نئی سرمایہ کاری ہوگی، روزگار کے لئے مواقع نوجوانوں کو ملیں گے، اسٹارٹ اپ و دیگر کاروبار میں بہتری سے ترقی ہوگی۔

کیوں کہ اس پالیسی میں ریاستوں کو اختیار دینے کی بات کہی گئی ہے، اس لئے اس کا مطلب یہ نکالا جاسکتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے، اس لئے زیادہ کچھ نہیں ہوگا کیوں کہ اختیار ریاست کے ہاتھ میں ہے۔

ماضی میں پالیسیاں زیادہ سوچ سمجھ کر نہیں بنائی جاتی تھیں۔ اس کی دو مثالیں، ٹوجی اسپیکٹرم کی تقسیم میں پہلے آؤ پہلے پاؤ کی بنیاد پر کام کیا گیا جس کی وجہ سے ایک بڑا گھوٹالہ وا۔ اسی طرح پی پی پی رپورٹ کے لئے بڈ کی اہلیت طے کرنے کے لئے استعمال کی گئی جس کے نتیجے کے طور پر عدالتی طریقہ کار کی وجہ سے کافی تاخیر ہوئی۔

جائزہ: عمومی طور پر اقتصادی سروے معیشت کی کیفیت کا سالانہ گوشوار پیش کرتا ہے جب کہ گزشتہ بجٹ کا جائزہ شاید ہی لیا جاتا ہو۔ توجہ نظر ثانی شدہ تخمینوں و اصل بمقابلہ بڑے پیمانے پر پیش کئے گئے بجٹ پر ہوتی ہے۔ لیکن اس تجزیے سے یہ معلوم ہوتا جاتا ہے کہ خصوصی سرگرمیوں کے لئے کتنی اہم مختص کی گئی تھی، معاون پالیسی کیا تھی اور اصلی خرچ کتنا کیا گیا۔ مثال کے لئے گزشتہ بجٹ میں داخلی آبی راستوں کے لئے وافر رقم مختص کی گئی تھی لیکن اس میں سے کتنی واقعی خرچ ہوئی واضح نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جو نتیجے سامنے آئے یا جو کچھ حاصل ہواک، اس کا وقفہ وقفہ سے تجزیہ کرنا ضروری ہے تا کہ بنیادی ڈھانچے پر خرچ کی جانے والی رقم کا اندازہ کیا جاسکے۔

☆☆☆

ڈاکٹر امیا کمار مہا پاترا

خسارے کی مختلف علامات کے ذریعہ

مالی معقولیت کا تعین

کسی ملک کے اقتصادی استحکام اور اس کی سماجی ترقی کے لئے معقول مالی انتظامات کے ذریعہ اس کا مالی استحکام لازمی اقدامات میں شامل ہے۔ حکومت ہند نے مالی استحکام اور معقول مالی انتظامات کی غرض سے ایف آر ایم بی اے (مالی ذمہ داری و انتظام قانون 2003) نافذ کیا تاکہ پائیدار نمو اور اقتصادی ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔ اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت مالی فریم کے ذریعہ حقیقت پسندی اور معقولیت و ترجیحات کی ازسرنو تعین کے ذریعہ اخراجات کو بہتر بنانے اور آمدنی میں اضافہ کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ کچھ برسوں میں مالی خسارے کو کم کر کے قابل قبول سطح تک لایا جاسکے۔

ایف آر ایم بی اے کے پیرائے میں مختلف مالی طریقوں کا استعمال کر کے مرکزی بجٹ 2016-17 کی افادیت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ یہ تعین معیشت پر آئندہ ہونے والے اثرات کا مطالعہ کرنے کے لئے طے شدہ پیمانوں کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ بڑے اقتصادی اہداف کے ضمن میں بجٹ کے 'ہائجن و پائیداری' سے متعلق پہلو کا اندازہ مختلف مالی خساروں کی علامات سے کیا جاسکتا ہے۔ اس اہم مالی طریقوں میں آمدنی خسارہ، مالی خسارہ اور ابتدائی خسارہ شامل ہیں۔ ان خساروں کا استعمال بجٹ کے بڑے اقتصادی اہداف کا اندازہ کرنے کے لئے اور معیشت کے طویل مدتی مقاصد کے حصول کی خاطر مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ بجٹ کی کامیابی اس پر منحصر ہیکہ کس طرح آمدنی خسارے اور مالی خسارے کو مطلوبہ حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔ یہ کام کرتے ہوئے ملک کی موجودہ ضرورتوں اور داخلی و پائیدار ترقی پر مبنی طویل مدتی نمو کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔

ایسوسی ایٹ پروفیسر اکنامکس، فارچون انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل بزنس، وسنت وہار، نئی دہلی

آمدنی خسارہ اور مالی معقولیت پر اس کے اثرات

آمدنی خسارے کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ ''حکومت کے مالی اخراجات کا اس کی مالی آمدنی سے تجاوز کرنا''۔ ایف آر بی ایم ایی کے نفاذ کے بعد کی مدت میں آمدنی خسارے کے اعداد و شمار جن میں تخمیناً اور دراصل دونوں اعداد و شمار شامل ہیں، زیادہ واضح طور پر سمجھانے کے لئے ٹیبل 1 میں دیئے گئے ہیں۔

آمدنی کے خسارے کے رجحان و اس کے اثرات

آمدنی کے خسارے کو پورا کرنے کے لئے حکومت سرمایہ کاری کی آمدنی یا حصولیابیوں پر انحصار کرتی ہے کیوں کہ آمدنی کی حصولیابیوں کے ختم ہونے کے بعد یہی آخری اختیار رہوتا ہے۔ سرمایہ کی آمدنی یا حصولیابیوں کے توسط سے خسارے کو پورا کرنا خطرناک ہے کیوں کہ سرمایہ کی آمدنی یا حصولیابی سے یا تو اثاثوں میں کمی آجاتی ہے یا دین داری میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ دین داری میں اضافہ سے مستقبل کی دینداریوں مثلاً سود کی ادائیگی میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے اور نتیجے کے طور پر مستقبل میں آمدنی کے خسارے میں اضافہ ہوجاتا ہے کیوں کہ یہ آمدنی کے اخراجات کا ایک جزو ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ کشی/ اثاثوں کی فروخت، گھر کے زیورات فروخت کرنے' کے مترادف ہے۔ اس سے مالیہ کی حالت آمدنی میں کسی کی وجہ سے اور ابتر ہوسکتی ہے۔ آمدنی کے خسارے کو مالیہ میں اضافہ اور ٹیکس اور غیر ٹیکس ذرائع سے وصول ہونے والی آمدنی میں اضافہ کر کے کم کیا جاسکتا ہے۔

مالی خسارہ اور مالی معقولیت پر اس کے اثرات

مالی خسارے کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ ''حکومت کی کل آمدنی پر استثنا قرضہ جات، ہر حکومت کے کل اخراجات کا تجاوز ہے''۔ مختصر طور پر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا ملک ایک خاص مالی سال کے دوران خسارے کی بھرپائی کے لئے کتنے قرض پر انحصار کرتا ہے۔ مالی خسارہ ملک کی اقتصادی ترقی اور قرض کی دین داری کی تصویر کشی کا ایک پیمانہ ہے اور یہ ملک کے عوام کی معاشی تندرستی اور مالی استحکام کی عکاسی کرتا ہے۔ اس سے قرضہ جات کے ضمن میں حکومت کے فنڈنگ وسائل کی مکمل تصویر کشی ظاہر ہوجاتی ہے۔

مالی خسارے کے رجحان واثرات

ایف آر بی ایم اے کے نفاذ کے بعد (2004-05 تا 2016-17) مالی خسارے کا استعمال ماضی قریب میں مرتب ہونے والے اثرات کو سمجھنے اور ملک کی موجودہ ضرورتوں اور مستقبل کی صورت حال پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

مربوط مالی پالیسی کے طور پر ایف آر بی ایم اے کے نفاذ سے تخمینہ مالی خسارے میں خاطر خواہ کسی واقع ہوتی ہے جو 2004-05 سے 2008-09 تک 44 فی صد، 43 فی صد، 3.8 فی صد، 3.3 اور 2.5 رہا ہے۔اس کے بعد مالی خسارہ بڑھ کر 2009-10 میں مجموعی گھریلو پیداوار کا 6.8 فی صد ہوگیا۔ یہ عالمی مندی کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے اضافہ فی مالی پیکیجوں کی وجہ سے ہوا۔

لیکن 2008-09 کے بعد مالی خسارہ کم ہوکر 2011 میں 5.5 فی صد اور 2011-12 میں اور کم ہوکر 4.6 فی صد ہوگیا۔ یورو بحران کی وجہ سے 2012-13 میں اس میں معمولی اضافہ ہوا اور یہ 5 فی صد ہوگیا۔اس کے بعد یہ 4.8 فی صد، پھر 4.1 فی صد اور 2015-16 میں مجموعی گھریلو پیداوار کا 3.9 فی صد ہوگیا۔لیکن موجودہ بجٹ میں (2016-17) وزیر خزانہ نے مالی خسارہ مجموعی گھریلو پیداوار کا 3.5 فی صد تک محدود رکھا ہے جو کیلکر کمیٹی تجاویز سے جزوی طور پر مطابقت رکھتا ہے۔ٹیبل 2 ملاحظہ کریں۔

حکومت کے قرضوں کے حصول میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے جو افراط زر و دیگر اثرات کے باوجود باعث تشویش ہے۔ 2008-09 سے 2015-16 کے درمیان کل تخمینہ مالی خسارے میں تیزی سے اضافہ ہوا اور یہ 133287 کروڑ سے تجاوز کرکے 555649 کروڑ روپے ہوگیا جو گزشتہ سات برسوں میں ہوئے اضافہ کا چار گنا ہے۔ یعنی اس بجٹ میں حکومت نے نہ صرف مالی خسارے کے فی صد میں کمی کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے بلکہ کل رقم میں بھی کمی کرکے اس کو 533904 کردیا ہے جو گزشتہ برس کے مقابلے قابل اطمینان ہے۔حکومت ہند کی مالی عقل مندی اور ذمہ داری کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ مالی خسارے کو فی صد اور کل رقم کے حساب سے کم کرنا چاہتی ہے۔ تصویر 2: مالی خسارے کا تخمینہ (کروڑ روپے میں)

مالی عقل مندی اور معقولیت کا دعویٰ اس وقت کیا جاسکتا ہے کہ جب حکومت ہند فی صد اور کل مالی خسارے اور آمدنی اور آمدنی کے خسارے پر قابو پانے میں کامیاب ہو۔

مالی خسارے اور آمدنی خسارے کے مابین رابطہ

مالی خسارے کے دو اہم حصے ہیں۔ آمدنی خسارہ اور سرمایہ کا خرچ، اس کا مطلب ہوا اور حکومت آمدنی میں کمی کو پورا کرنے کے لئے قرض لیتی ہے اور سرمایہ کے خرچ کے لئے قرض حاصل کرتی ہے۔اس لئے مالی عقل اس میں مضمر ہے کہ حکومت آمدنی کے خسارے سے کس طرح نپٹی ہے۔اخراجات میں کمی کئے بغیر آمدنی میں اضافہ سے مالی استحکام حاصل کیا جاسکتا ہے۔ملک کی سماجی ومعاشی تندرسی کو گروی رکھ کر اخراجات میں کمی کرکے مالی خسارے کو متعین ہدف تک کم کرنا خوش آئند قدم نہیں ہے۔اسی لئے بہتر یہ ہے کہ ٹیکس میں اضافہ کرکے ٹیکس آمدنی کو بڑھایا جائے اور خسارے کو کم کرنے کی کوشش کی جائے۔

آمدنی کے خسارے اور مالی خسارے میں ہمیشہ سے ایک مثبت ربط بنا رہتا ہے۔ جو مذکورہ ذیل تصویر میں دکھایا گیا ہے۔اگرچہ آمدنی خسارے میں کمی واقع ہوتی ہے جو 2009-10 میں 4.8 فی صد سے گھٹ کر 2016-17 میں 2.3 فی صد رہ گیا ہے۔لیکن ابھی بھی یہ مالی خسارے کی اہم وجہ ہے۔تصویر-3

ٹیبل1: آمدنی خسارہ (آر ڈی) تخمینہ و اصل مجموعی گھریلو پیداوار کا فی صد

1۔ سال	2۔ تخمینہ خسارہ آمدنی (%)	3۔ اصل آمدنی خسارہ (%)
2004-05	2.5	2.5
2005-06	2.7	2.6
2006-07	2.1	1.9
2007-08	1.5	1.1
2008-09	1	4.5
2009-10	4.8	5.2
2010-11	4	3.3
2011-12	3.4	4.4
2012-13	3.4	3.6
2013-14	3.3	3.1
2014-15	2.9	2.9
2015-16	2.8	-
2016-17	2.3	-
2017-18	*1.8	-
2018-19	*1.3	-

ماخذ: مصنف نے حکومت ہند کے بجٹ دستاویز سے تیار کیا ہے (* مستقبل کے اہداف)

آمدنی خسارے کو کم کرکے ہی مالی خسارے کو مطلوبہ سطح تک کم کیا جاسکتا ہے نہ کہ سرمایہ اخراجات میں کمی کرکے۔ یہ آمدنی میں اضافہ اور اخراجات کو معقول بنا کر کیا جاسکتا ہے۔ اخراجات کا مفید، کارگر اور موثر نظام مالی استحکام کے لئے کلیدی کردار ادا کرتا ہے اور اسی غرض خرچ کی جاتی ہے۔ اسی لئے آمدنی خسارے اور مالی خسارے کو کم کرنے کا واحد طریقہ اس بات پر منحصر ہے کہ آمدنی کے ذرائع اور اس کے حجم میں کس طرح اضافہ کیا جائے۔ مالی خسارے کو کم کرنے کے لئے اپنائے گئے اس ماڈل کو ایم 3 ماڈل کہتے ہیں۔ (زیادہ خرچ، زیادہ آمدنی

تصویر 1 تخمینہ مالی خسارہ (مجموعی گھریلو پیداوار کا فی صد۔

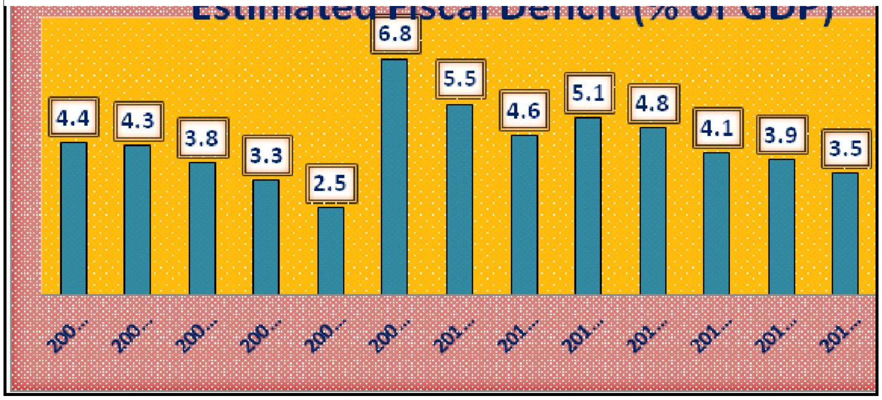

سے ''اخراجات اصلاحات کمیشن'' قائم کیا گیا ہے تاکہ غیر منصوبہ بند آمدنی اخراجات کو ترجیحات کے حساب سے خرچ کیا جاسکے اور اس کو معقول بنایا جاسکے۔ اس کمیشن کے قیام کے پس پشت یہی کوشش کارفرما ہے کہ رقوم کے اختصاص میں معقولیت برتی جائے اور اس کو بہتر بنایا جائے تاکہ مختلف زمروں کو عطا کی جانے والی رقم میں خرد برد کو ختم کیا جاسکے اور طریقہ کار کو خامیوں سے پاک کیا جاسکے۔

مالی استحکام و بہتر تجزیہ

بجٹ کی افادیت کا اندازہ اس کے کل خرچ سے نہیں بلکہ اس سے حاصل ہونے فائدے اور معیشت پر ہونے والے اس کے اثرات سے لگایا جاسکتا ہے۔ مالی خسارے کو مطلوبہ سطح تک محدود رکھنا محض ایک شماری عدد نہیں ہے بلکہ اس میں اہم تاثرات و نتائج مضمر ہیں۔ 2016-17 کے موجودہ بجٹ میں مالی خسارے کے پائیدار حل کے طریقے کو چنا گیا ہے۔ یہ پائیدار حل اس صورت حال پر مبنی ہے جب ملی خسارے کو مطلوبہ حد تک کم کرنے کے لئے اخراجات میں کمی کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ متعدد اثاثوں اور مختلف بہبودی پروگراموں پر زیادہ رقم

ماڈل۔ یہی بات موجودہ بجٹ میں واضح طور پر بتائی گئی ہے اور ہمارے قابل احترام وزیر خزانہ نے مجموعی گھریلو پیداوار کا 3.5 فی صد مالی خسارے کا ہدف حاصل کرنے کے لئے اخراجات اور آمدنی میں اضافہ کے طریقہ کار کو بخوبی اپنایا ہے۔ اسی وجہ ہے کہ کوالٹی کے ساتھ ساتھ پائیداری کا لطف بھی شامل ہوگیا ہے۔ مختصراً اس بجٹ میں (2016-17) میں گزشتہ 2015-16 کے مقابلہ منصوبہ بند اخراجات میں 15.3 فی صد کا اضافہ اور غیر منصوبہ بند اخراجات میں 9 فی صد کا اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔

اس کے برعکس وزیر خزانہ نے ٹیکس کے معاملے میں اچھا موقف اختیار کیا ہے۔ انہوں نے زیادہ آمدنی والے لوگوں پر زیادہ پر زیادہ ٹیکس لگانے کی تجویز پیش کی ہے تاکہ عدم مساوات کو کم کیا جاسکے۔ اسی طرح ان اشیاء اور خدمات پر ٹیکس لگایا گیا ہے جو ماحول پر منفی اثر ڈالتی ہیں اور صحت اور انسانی زندگی پر مضر اثرات مرتب کرتی ہیں۔ دوسری طرف حکومت نے زراعت کے شعبے میں خاص طور پر دیہی زمرے کے لئے بڑی رقم مختص کی ہے جس کا حاشیہ بردار اور نادار لوگوں پر مثبت اثر پڑے گا۔

ٹیبل 2: مالی خسارہ (ایف 1). تخمینہ و اصل بحساب فی صد مجموعی گھریلو پیداوار

سال	تخمینہ مالی خسارہ (فی صد)	اصل	آمدنی خسارہ (فی صد)
2004-05	4.4	4	
2005-06	4.3	4.1	
2006-07	3.8	3.5	
2007-08	3.3	2.7	
2008-09	2.5	6.0	
2009-10	6.8	6.4	
2010-11	5.5	4.9	
2011-12	4.6	5.7	
2012-13	5.1	4.8	
2013-14	4.8	4.4	
2014-15	4.1	4.1-	
2015-16	3.9	-	
2016-17	3.5	-	
2017-18	*3.0		

ماخذ: مصنف نے حکومت ہند کے بجٹ دستاویز سے تیار کیا ہے (* مستقبل کے اہداف)

علاوہ ازیں حکومت مالی خسارے کوئی مالیت کے لئے کوئی رقم طے نہ کرکے ایک رینج طے کی ہے تاکہ عالمی غیر یقینی صورت حال کے اثر کو جذب کیا جاسکے۔

مالی استحکام کے لئے حکومت کی اپیل

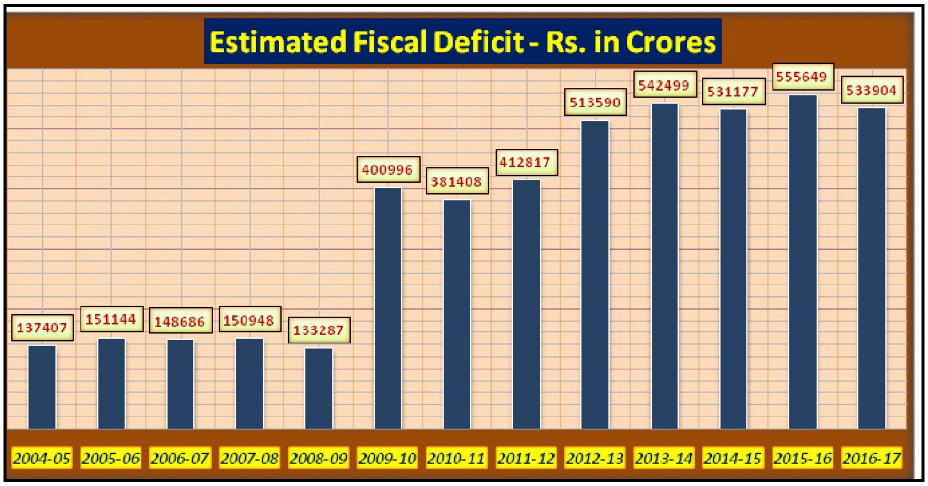

اگر چہ کیلکر کمیٹی کی سفارش کردہ ایف آر بی ایم قانون میں خسارے کی مجوزہ سطح کو مجموعی گھریلو پیداوار کا 3فی صد تک لانے میں 2016-17 تک ایک سال کی تاخیر ہوگئی ہے۔ پھر بھی موجودہ حکومت محدود مالی وسائل میں مالی استحکام حاصل کرنے کی پوری کوشش کررہی ہے۔ یہ مالی اہداف معیشت کی توسیع، ٹیکس میں اضافے، ٹیکس کے حصول میں اضافے، ٹیکس کے بہتر انتظام، ٹیکس جی ڈی پی تناسب میں اضافے اور اخراجات میں بہتر کارکردگی، بڑے اقتصادی ماحول میں بہتری، بہتر اور زائد حکمرانی سوجھ کے ذریعہ حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ طے شدہ اہداف کے حصول کی خاطر مالی خسارے کو کنٹرول کرنے لئے چند آفاقی طریقے اپنائے جاسکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ ذیل ہے:

اخراجات کی معقولیت

حکومت کو مختلف زمروں میں تقسیم کی گئی رقومات کو معقول بنانا ہوگا۔ اس کے لئے خرد برد کو ختم کرنے اور وسائل کے کم استعمال کے طریقہ کار میں خامیوں کو دور کرنے اور عوام کی فلاح اور بہبود کا سودا کئے بغیر اخراجات کی رفتار اور اس کی ضرورت کی مدد سے اپنے مقاصد کی ترجیحات طے کرنی ہوں گی۔ ایسا کرنے کے لئے کارکردگی میں سدھار لانا ہوگا، بدعنوانی کو کنٹرول کرنا ہوگا اور انتظامی زیاں کو کم کرنا ہوگا۔ اخراجات کی معقولیت کی کامیابی کا انحصار آمدنی- سرمایہ اخراجات کے مابین عدم توازن کو دور کرنے پر ہے۔

آمدنی میں اضافہ

آمدنی میں اضافہ موجودہ حکومت کا اہم مقصد ہے اور ٹیکس اور غیر ٹیکس کی سطح پر وسائل اور رقوم میں اضافہ کرکے آمدنی بڑھائی جاسکتی ہے۔ اس بجٹ میں ٹیکس بڑھا کر مستقبل میں ٹیکس۔ جی ڈی پی تناسب میں اضافے، ٹیکس حصولیابی میں اضافے اور بہتر ٹیکس انتظام کے ذریعہ زیادہ ٹیکس حاصل کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔ اس سے مالی خسارے کو کم کرنے میں یقیناً مدد ملے گی اور ایف آر بی ایم قانون میں مذکورہ مالی عقل مندی کے حصول میں سہولت ہوگی۔

اختتامیہ

بجٹ کی کامیابی کا انحصار خرچ پر نہیں، نتیجے پر ہوتا ہے اور اس کی وضاحت اس بات پر منحصر ہے کہ حکومت مختلف اسکیموں اور پروگراموں کو جو ملک کی مجموعی ترقی کے لئے وضع کئے گئے ہیں، جس طرح نافذ کرتی ہے۔ مالی استحکام اور معقول مالی انتظام اور آمدنی کی بنیاد اور ٹیکس میں بڑھوتری کلیدی حیثیت کی حامل ہیں۔ نان ٹیکس کے بارے میں سائنسی پالیسی اختیار کرکے نان ٹیکس کو بہتر وسیلے کے طور پر استعمال کرکے پی ایس یو کے بہتر انتظام کے ذریعہ اس میں تیزی لائی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے کردگی میں بہتری لاکر بدعنوانی کو کنٹرول کرکے اور انتظامی لاگت کو کم کیا جاسکتا ہے۔ اس سے آمدنی خسارے اور مالی خسارے کو کم کرنے میں یقیناً ملے گی اور ایف آر کے مجوزہ

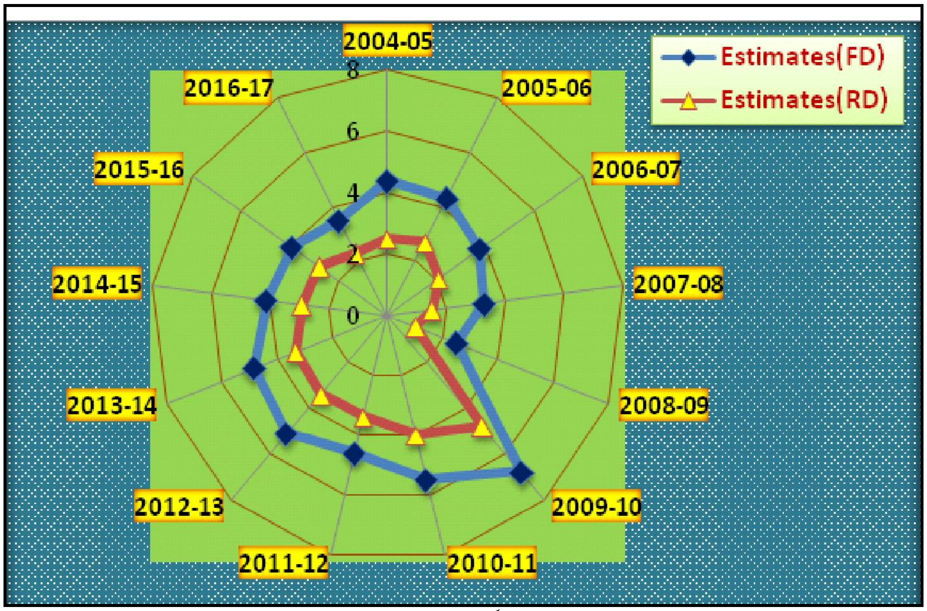

مالی استحکام کے حصول میں مدد ملے گی تیز مالی پائیدار نصیب ہوگی۔

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں؟

قیمت استحکام فنڈ

قیمت کے استحکام فنڈ کے قیام کا مقصد کاشت کاروں کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے تاکہ ان کو ایسی صورت حال میں جب قیمتیں مخصوص حد سے کم ہو جائیں، پریشانی لاحق نہ ہو۔ایک اچھی حکمرانی کا کلیدی عنصر لازمی اشیاء کی قیمتوں پرنگرانی رکھنا ہوتا ہے۔اسی مقصد کے تحت اس فنڈ کے مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ کاشت کاروں کو بحران کے دوران عارضی اقدامات بھلا کران کے لئے پائیدار اور طویل مدتی امداد فراہم کرانے کا انتظام کرے۔گزشتہ چند برسوں میں بین الاقوامی بازار میں چائے، کاف اور تمباکوں کی قیمتوں میں گراوٹ درج کی گئی ہے جس کی وجہ سے ابتدائی کاشت کاروں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اس کے سد باب کے لئے محکمہ کامرس نے قیمت استحکام فنڈ قائم کرنے کا فیصلہ کیا جس کو جون 2002 میں سی سی ای اے (CCEA) نے اصولی طور پر منظور کرلیا۔فروری 2003 میں اس کو باقاعدہ منظوری حاصل ہوگئی اور اپریل 2003 میں پی ایس ایف اسکیم نافذ کردی گئی۔یہ اسکیم شراکت کے اصولوں پر قائم کی گئی ہے۔اس میں کاشت کار اور حکومت دونوں حصہ دار ہیں۔دونوں شراکت دار اس فنڈ میں ہر سال رقم جمع کراتے ہیں، چاہے فصل معمول کے مطابق ہو، بہتر ہو یا کم۔ایسے سال جب فصل معمول کے مطابق، حکومت 500 روپے جمع کراتی ہے اور کاشت کار کو بھی 500 روپے جمع کرانا ہوتا ہے لیکن یہ رقم واپس نہیں نکالی جاسکتی۔ایسے برس جب فصل معمول سے ہو بہتر ہو، کاشت کار کو 1000 روپے جمع کرانا ہوتا ہے لیکن اس رقم کو بھی واپس نکالنے کی اجازت نہیں ہوتی۔البتہ ایسے برسوں میں جب پریشانی لاحق ہو، حکومت ہر کاشت کار کے لئے 1000 روپے جمع کراتی ہے اور کاشت کار کو 1000 روپے نکالنے کی اجازت ہوتی ہے۔ہر کاشت کار کو نشاندہی کئے بینکوں میں سے کسی بھی بینک میں قیمت استحکام فنڈ کا ایس بی اکاؤنٹ کھولنا ہوتا ہے۔500 روپے جمع کرا کر چھوٹے چھوٹے کاشت کار بھی اس اسکیم سے مستفید ہوسکتا ہے۔یہ اسکیم یکم اپریل 2003 سے 3 مارچ 2013 تک 10 برس تک نافذ العمل رہی۔پانچ برس بعد اس کو دوبارہ شروع کرنا پڑا۔شروع میں 12.77 لاکھ کاشت کاروں میں سے 3.42 لاکھ چھوٹے کاشت کار خصوصاً وہ جن کے پاس 4 ایکڑ یا اس سے کم اراضی تھی۔اس سے مستفید ہو پائے۔قیمت استحکام فنڈ کا کارپس فنڈ حکومت ہند کے پبلک اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے۔اگر چہ یہ فنڈ استعمال نہیں کیا جاتا، صرف اس کا سود پی ایس ایف اسکیم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔سال 17-2016 کے مرکزی بجٹ میں بازار کے اثرات کو کم کرنے کی خاطر قیمت استحکام فنڈ کو مضبوط کرنے کے لئے 900 کروڑ روپے کا کارپس فراہم کیا گیا ہے۔قیمت استحکام فنڈ کے توسط سے ہی دالوں کا فاضل اسٹاک قائم کیا جائے گا۔دالیں کم سے کم امدادی قیمت اور بازار کی قیمت پر خرید کر بفر اسٹاک قائم کیا جائے گا۔☆

واٹیکا چندر ، سب ایڈیٹر یوجنا انگریزی

مالیاتی اداروں کے مسائل کے حل کے لیے جامع قانون بنایا جائے گا

مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے لوک سبھا میں عام بجٹ 17-2016 پیش کرتے ہوئے کہا کہ مالیاتی شعبے میں مالیاتی فرموں اور اداروں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک جامع قانون بنایا جائے گا۔اس قانون سے ایک بڑے نظام میں پیدا شدہ خلا پُر ہو جائے گا۔انہوں نے مزید کہا کہ یہ ایک بڑا اصلاحی قدم ہے۔مسٹر جیٹلی نے مالیاتی سیکٹر میں مزید اصلاحات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ فائنانس بل 2016 کے ذریعہ مالی پالیسی فریم ورک اور مالی پالیسی کمیٹی کے لیے قانون فراہم کیا جائے گا۔علاوہ ازیں ایک مالیاتی ڈاٹا منیجمنٹ سینٹر کا بھی قیام عمل میں لایا جائے گا تاکہ مالیاتی سیکٹر میں اعداد و شمار کو جمع کرنے اور تجزیہ کے لیے ایک مربوط نظام سامنے آسکے۔وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے سرکاری بینکوں کے سرمایے میں اضافہ کرنے کے لیے بھی چند اعلانات کیے، جن میں سرکاری بینکوں کے سرمایے میں اضافے کے لیے 25000 کروڑ روپے مختص کرنا، سرکاری بینکوں کے مالی استحکام کے لیے روڈ میپ تیار کرنا اور آئی ڈی بی آئی بینک میں سرکاری حصص کو کم کر کے 49 فیصد تک کرنا اور قرض کی وصولی کے لیے ٹرائبونل کو مستحکم کرنا بے حد اہم ہیں۔انہوں نے کہا کہ پردھان منتری مدرا یوجنا کے تحت منظور شدہ رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ 80 ہزار کرنے کی تجویز بھی شامل ہے۔تجارت و کاروبار کے دوران شفافیت، جوابدہی اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے عام بیمہ کمپنیوں کو اسٹاک ایکسچینج میں شامل کیا جائے گا۔علاوہ ازیں حکومت ملک کے اندر بالخصوص دیہی علاقوں میں مالیاتی خدمات تک عوام کی بہتر رسائی کے لیے اگلے تین برسوں کے دوران ملک بھر کے ڈاک خانوں میں اے ٹی ایم اور چھوٹے اے ٹی ایم نیٹ ورک کو زبردست پیمانے پر پھیلانے کا کام کرے گی۔

نیرج باجپئی

میک ان انڈیا، اسٹارٹ اپس

کے لئے مضبوط ماحولیاتی نظام

ترقی اور وسیع روزگار کی ترغیب دینے کے لئے ظہور میں آ رہا ہے

حکومت کا مقصد متعدد اقدامات کے ذریعے ہندوستان کی شکل وصورت کو بالکل بدلنا ہے جن میں آئندہ پانچ برسوں میں کسانوں کی آمدنی دگنی کرنا، دیہی روزگار اور بنیادی ڈھانچہ، صحتی دیکھ بھال، تعلیم، ہنرمندیاں اور روزگار کے مواقع پیدا کرنا، بنیادی ڈھانچہ اور سرمایہ کاری، مالی شعبے میں اصلاحات' حکمرانی اور کاروبار کرنے میں آسانی اور سہولت، مالی نظم ونسق اور ٹیکس اصلاحات وغیرہ شامل ہیں۔

''روم ایک دن میں نہیں بنایا گیا تھا''۔ ایک مشہور مقولہ ہے۔اسی طرح یہ اسٹارٹ اپس' صنعتی یونٹوں اور دیگر تجارتی کاموں کے لئے ایک ایسے مضبوط ماحولیاتی نظام کے ظہور کی علامت ہے جس میں بے روزگاروں کی ہمیشہ بڑھتی ہوئی ان قطاروں کو ختم کرنے کی صلاحیت ہے، جنھیں ایک مختص مدت میں ختم نہیں کیا جاسکتا۔

وزیر مالیات ارون جیٹلی کی حالیہ بجٹ تقریر اس حقیقت کی مظہر ہے کہ موجودہ حکومت کو ہندوستان کی بڑھتی ہوئی توقعات اور ضروریات پوری کرنے کے لئے زمینی حقیقت اور آگے آنے والے چیلنجوں کا علم ہے۔

یہ کام اس صورت میں زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے جب عالمی معیشت شدید بحران میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے مالی بازار ختم ہوگئے ہیں اور عالمی تجارت ٹھپکے پر مبنی ہوگئی ہے۔ان تمام عالمی مخالف ہواؤں میں بھی ملک کی معیشت مستحکم ہورہی ہے اور بین اقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے واحد' روشن مقام' کے طور پر ہندوستان کو سراہا ہے۔بجٹ 17-2016 کی تجاویز پیش کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے اس طرح بین اقوامی اقتصادی صورت حال کے مقابلے میں ملک کے اقتصادی منظر کا خلاصہ بیان کیا ہے۔انہوں نے اس اعتماد کا اظہار کیا ہے کہ کامیابی کے ساتھ اہم پروگراموں پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں نریندر مودی کی زیر قیادت قومی جمہوری اتحاد (این ڈی اے) کی حکومت کے وعدے پورے ہوں گے جن میں اسٹارٹ اپ انڈیا' میک ان انڈیا، ہنرمندی کا فروغ، روزگار کے مواقع پیدا کرنا نیز مزید عالمی سست روی اور تلاطم کے منڈلاتے ہوئے خطرے کے باوجود بڑی تعداد میں دیگر منصوبوں پر بروقت عمل درآمد کرنا شامل ہے۔

وزیر اعظم نے یہ بات واضح کردی ہے کہ ان کا منتر اسٹارٹ اپ انڈیا' اسٹینڈ اپ انڈیا کے لئے ہے۔مسٹر مودی نے مستقبل کے اقتصادی ایجنڈے کو سراہتے ہوئے رائے زنی کی تھی کہ ''اسٹارٹ اپ انڈیا کے لئے ایک سازگار ماحولیاتی نظام فراہم کرنے کی غرض سے بجٹ میں ٹیکسوں کے سلسلے میں منصوبے پیش کئے گئے ہیں۔ ہمارے دلت اور قبائلی نوجوان لوگ اب منتظم بننا چاہتے ہیں۔وہ اب روزگار کے طالب بننا نہیں چاہتے ہیں بلکہ روزگار کے خالق بننا چاہتے ہیں۔ان کے خوابوں کو پورا کرنے کے لئے حکومت نے ایک اینٹرپرینئر یل مرکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے''۔

حکومت نے میک ان انڈیا پروگرام کو زبردست فروغ دیتے ہوئے جواب روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے خاص زور کے طور پر ابھر رہا ہے، اندرون ملک اشیاء سازی کو فروغ دینے کے لئے ٹیکس ترغیبات کے ایک بیڑے کا اعلان کیا ہے۔

دیگر پرکشش اقدامات میں آسان کاروباری طریقوں کے لئے ٹیکس ترغیبات اور معیارات شامل ہیں۔ چھوٹی صنعتوں کو ان اقدامات کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوگا جن سے مقدمے بازیوں میں بھی کمی آئے گی اور ناکامی کی صورت میں اس سے نجات حاصل کرنے کا

مضمون نگار سینئر صحافی اور پریس کونسل آف انڈیا کے سابق ممبر ہیں۔فی الحال وہ یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (یواین آئی) میں جوائنٹ ایڈیٹر ہیں۔اپنے طویل صحافتی سفر میں انہوں نے متعدد ملکی و بین اقوامی واقعات کی خبرنگاری کی ہے۔انہیں وزرائے اعظم اور صدور کے ساتھ غیر ملکی سفر کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

راستہ بھی فراہم ہوگا۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ایکسائز اور کسٹم محصول کی نظر ثانی شدہ شرحوں سے میک ان انڈیا منصوبے کے اجزا یعنی آئی ٹی ہارڈ ویئر، مشینوں، کپڑے، دفاعی پیداوار اور بڑی تعداد میں دیگر ساز و سامان کے لئے لاگتی فوائد فراہم ہوں گے۔ مثال کے طور پر ٹیلی مواصلاتی شعبے میں حکومت نے کسٹمس کو واپس لے کر اور محصول سے چھوٹ کی تلافی کر کے موبائل ہینڈ سیٹوں کے اجزا کی درآمدات کی روک تھام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس اقدام سے موبائل فونوں اور محیطی مصنوعات کی مقامی پیداوار پر حوصلہ افزا اثر پڑے گا۔

اب مرکزی اور بہت سی ریاستی حکومتیں دونوں ہی سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے لئے ماحول تیار کر رہی ہیں جس سے گھریلو صنعت، اسٹارٹ اپس، میک ان انڈیا اقدامات کے سلسلے میں مدد ملے گی۔ اس کے نتیجے میں روزگار کے مزید مواقع پیدا ہوں گے۔ بجٹ میں جن رعایتوں کا وعدہ کیا گیا ہے، مجموعی طور سے مالی اور سماجی ترقی پر ان کا مثبت لگاتار اثر پڑے گا۔

سرمایہ کاروں کی چوٹی کانفرنسیں ملک کے اندر اور باہر منعقد کی جا رہی ہیں۔ حال ہی میں ہریانہ میں منعقدہ اس طرح کی ایک عالمی کانفرنس میں وزیر خزانہ نے ریاستوں پر زور دیا تھا کہ وہ سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے لئے اصلاحات کریں کیوں کہ سرمایہ کار پالیسی کی معذوریوں کو پسند نہیں کرتے ہیں بلکہ ایسے مقامات کو ترجیح دیتے ہیں جو زیادہ سازگار کاروباری اور سیاسی ماحول کی پیش کش کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ امداد باہمی وفاقیت کے علاوہ ہندوستان ایک مقابلہ جاتی وفاقیت بھی بن گیا ہے اور مستقبل مقابلہ جاتی وفاقیت ہوگا کیوں کہ اس کا مرکز ریاست تعلق نہیں بلکہ ریاستیں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے والی ریاستیں سرمایہ کاروں کو راغب کریں گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ ریاستیں جو اصلاحات نہیں کرتی ہیں اور ان ریاستوں کے لوگ نقصان میں ہیں نیز وہ ریاستیں جو سرمایہ کاروں کو زیادہ سازگار اقتصادی، کاروباری اور سیاسی ماحول پیش کرنے کی حالت میں ہیں، فائدے میں ہو سکتی ہیں۔ اصلاحات یا خاتمہ آج کے زمانے میں زیادہ سچ ہے۔

حال ہی میں لوک سبھا میں عام بجٹ پیش کرتے ہوئے مسٹر جیٹلی نے اسٹارٹ اپس پر مفصل بحث کی اور کہا کہ ان سے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، اختراعات ہوتی ہیں نیز توقع ہے کہ وہ میک ان انڈیا پروگرام میں کلیدی ساجھے دار بنیں گے۔

انہوں نے اپریل 2016 سے مارچ 2019 تک کی مدت کے دوران اسٹارٹ اپس کے ڈھانچے کے لئے پانچ میں سے تین سال کے لئے فوائد کی 100 فی صد کٹوتی کے ذریعے ان کی تشہیر کے سلسلے میں مدد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ ایم اے ٹی اس طرح کے معاملات میں لاگو ہوگا۔ لیکن سرمایہ جاتی فوائد پر اس صورت میں ٹیکس نہیں لگایا جائے گا، اگر ان کی سرمایہ کاری ضابطہ شدہ/ اعلان کردہ فنڈ یا فنڈس میں اور اعلان کردہ ان اسٹارٹ اپس میں افراد کے ذریعے کی جاتی ہے جن میں وہ اکثریتی حصص کے حامل ہیں۔

انہوں نے ہندوستان میں تیار کردہ اور رجسٹر کردہ پیٹنٹوں کے عالم گیر استحصال سے آمدنی کے ٹیکس کی 10 فی صد شرح کے ساتھ ایک خصوصی پیٹنٹ نظام کی تجویز بھی پیش کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کسٹمس اور ایکسائز محصول کا ڈھانچہ میک ان انڈیا کی مہم کے سلسلے میں گھریلو ویلیو ایڈیشن کی ترغیب دینے کے سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حکومت نے استعمال میں آنے والے کچھ ساز و سامان، خام مال، درمیانی ساز و سامان اور اجزا نیز کچھ دیگر سامان پر کسٹمس اور ایکسائز محصول کی شرحوں میں مناسب تبدیلیاں کرنے اور طریقوں کو آسان بنانے کی تجویز بھی پیش کی ہے تاکہ لاگتوں میں کمی لائی جائے اور ان شعبوں میں گھریلو صنعت کی مقابلہ جاتی صلاحیت کو بہتر بنایا جائے جن میں اطلاعاتی ٹکنالوجی کے ہارڈ ویئر، مشینیں، دفاعی پیداوار، کپڑا، معدنیاتی ایندھن اور معدنیاتی تیل، کیمیاوی اشیاء اور پیٹرو کیمیکلز، کاغذ پیپر بورڈ اور اخباری کاغذ، ہوائی جہازوں کی دیکھ بھال، مرمت اور رکھ رکھاؤ، بحری جہازوں کی مرمت وغیرہ بھی شامل ہیں۔

ترقی پذیر صنعت کو ہنرمند افراد فراہم کرنے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے حکومت نے ملک بھر میں مختلف قسم کی ہنرمندیوں کی تربیت دینے کے 1500 ادارے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے بجٹ میں 1700 کروڑ روپے کی رقم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ حکومت کی یہ کوشش ہے کہ وہ پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) کے ذریعے نوجوان لوگوں کے دروازوں تک انٹرپرینئر شپ پہنچائے۔

ان کے مطابق ہنرمند ہندوستان کے مشن کا مقصد ملک کی آبادی سے متعلق فائدے کا استعمال کرنا ہے۔ اپنی شروعات کے بعد سے ہنرمندی کے فروغ سے متعلق قومی مشن نے ہنرمندی کا ایک واضح ماحولیاتی نظام قائم کیا ہے اور 76 لاکھ نوجوان لوگوں کو تربیت دی ہے۔ حکومت نے صنعت اور تعلیمی اداروں کے ساتھ ساجھے داری میں ہنرمندی کے فروغ کی تصدیق کے لئے ایک قومی بورڈ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے''۔ ہم آئندہ تین برسوں میں ایک کروڑ نوجوان لوگوں کو ہنرمند بنانے کے لئے پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا کے پیمانے میں اضافہ کرنے ا رادہ رکھتے ہیں''۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر آئندہ تین برسوں میں ایک کروڑ نوجوان لوگوں کو ہنرمند بنا دیا جائے تو یہ چیز یقینی طور سے روزگار کے ایک نئے دور کی نقیب ہوگی نیز پیداواریت میں کافی اضافہ ہوگا۔ منصوبوں کے مطابق انٹرپرینئر شپ، تعلیم اور تربیت وسیع کھلے آن لائن کورسز کے ذریعے 2200 کالجوں، 300 اسکولوں، 500 سرکاری آئی ٹی آئی اور 50 پیشہ ورانہ تربیتی مرکزوں میں فراہم کی جائے گی۔ متمنی اور حوصلہ مند انٹرپرینئروں، خاص طور سے ملک کے دور دراز حصوں میں رہنے والے انٹرپرینئروں کو تالیقوں اور قرضہ جاتی بازاروں سے جوڑا جائے گا۔

روزگار کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے حکومت رسمی شعبے میں روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کی ترغیب دینے کی غرض سے نئے ملازمین کے پہلے تین برسوں کے لئے ای ایف او میں اندراج کرانے والے تمام نئے ملازمین کے لئے 8.33 فی صد کا امپلائی پنشن اسکیم کا

تعاون ادا کرے گی۔ یہ اسکیم ماہانہ 15000 روپے تک تنخواہ والے نئے ملازمین کے لئے لاگو ہوگی اور اس کے لئے 1000 کروڑ کا بجٹی اہتمام کیا گیا ہے۔ مزید برآں مالیاتی بل میں آمدنی ٹیکس کے قانون کی دفعہ 80 جے جے اے اے کے تحت دستیاب روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی ترغیب کے دائرے کو وسیع تر کرنے اور نرم بنانے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے حکومت کے منصوبے کی تفصیل بتاتے ہوئے وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ جولائی 2015 میں ایک قومی کیریئر سروس شروع کی گئی تھی۔ روزگار کے متلاشی 35 ملین لوگ پہلے ہی اس سروس میں اپنا اندراج کرا چکے ہیں۔ نئے بجٹ میں حکومت نے 17-2016 کے اختتام تک 100 ماڈل کیریئر مرکزوں کو عملی بنانے کی تجویز پیش کی ہے۔

بجٹ میں قومی کیریئر سروس کے اس پلیٹ فارم کے ساتھ ریاستی روزگار ایکس چینجوں کو باہم جوڑنے کی تجویز بھی پیش کی گئی ہے۔ کمپنیوں سے متعلق قانون 2013 میں ترمیم کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے موجودہ بجٹ اجلاس میں ایک بل پیش کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس سے مشکلات اور رکاوٹیں دور ہوں گی تا کہ کاروبار کرنے میں آسانی ہو۔

اس بل سے اسٹارٹ اپس کے لئے ذرائع مہیا کرنے والا ماحول بھی بہتر ہوگا۔ کمپنیوں کا اندراج بھی ایک دن میں کیا جائے گا۔ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ اقتصادی ترقی کے ذریعے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا ان تجاویز کے پیچھے کارفرما ایک اہم مقصد ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ''میک ان انڈیا'' کے سلسلے میں ترغیب دینے کے لئے دیگر مقاصد میں ایک پنشن یافتہ سماج کی جانب آگے بڑھنے والے نیز قابل استطاعت مکانات کو بڑھاوا دینے والے اقدامات کو فروغ دینا شامل ہوگا۔ اقتصادی ترقی اور روزگار کو فروغ دینے کے لئے اس طرح کے اہتمام میں کچھ شرائط کے ساتھ اپریل 2016 سے مارچ 2019 کے درمیان اسٹارٹ اپس کے لئے پانچ میں سے تین برسوں کے لئے منافعوں کی سو فی صد کٹوتی شامل ہے۔

اسی طرح سے اختراعات کو فروغ دینے کے لئے ہندوستان میں تیار کردہ اور اندراج کردہ پیٹنٹوں کے عالم گیر استحصال سے آمدنی پر ٹیکس کی 10 فی صد شرح کے ساتھ ایک خصوصی پیٹنٹ نظام کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

غیر بینکنگ مالی کمپنیاں خراب اور مشکوک قرضوں کے لئے اہتمام کے سلسلے میں اپنی آمدنی کے پانچ فی صد کی حد تک کٹوتی کے لئے مجاز ہوں گی۔ نسبتاً چھوٹی کمپنیوں یعنی 5 کروڑ روپے سے تجاوز نہ کرنے والے کاروبار کی حامل کمپنیوں (مارچ 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال میں) کے اگلے مالی سال کے لئے کارپوریٹ آمدنی ٹیکس کی شرح کم کر کے 29 فی صد + سرچارج اور محصول کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

نئی اشیا ساز کمپنیوں کو جو یکم مارچ 2016 کو یا اس کے بعد شامل کی گئی ہیں۔ 25 فی صد + سرچارج اور محصول پر ٹیکس لگائے جانے کا انتخاب دیئے جانے کی تجویز پیش کی گئی ہے، بشرطیکہ وہ منافع سے وابستہ یا سرمایہ کاری سے وابستہ کٹوتیوں کا دعویٰ نہیں کرتی ہیں نیز سرمایہ کاری کے بھتے اور ٹوٹ پھوٹ کی تیز تر کردہ منہائی کا فائدہ نہیں اٹھاتی ہیں۔ دین دیال اپادھیائے گرامین کوشلیا یوجنا کے تحت فراہم کردہ خدمات نیز ہنرمندی کے فروغ اور انٹرپرینیر شپ کی وزارت کے ذریعہ فہرست میں داخل کردہ تعین کرنے والے اداروں کے ذریعے فراہم کردہ خدمات پر سروس ٹیکس کو مستثنیٰ کئے جانے کی بھی تجویز پیش کی گئی ہے۔

غیر منقولہ جائیداد کا شعبہ خدمات کے شعبے کا سب سے بڑا آجر ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ اس شعبے میں روزگار کے بہت سے مزید مواقع پیدا کئے جاسکتے ہیں بشرطیکہ ضابطوں کو آسان بنا دیا جائے۔

وزیر خزانہ کہا ہے کہ اگر شاپنگ مالس ہفتے کے ساتوں دن کھولے رکھے جاسکتے ہیں تو چھوٹی اور درمیانہ دکانوں کے معاملے میں ایسا ہی کیوں نہیں کیا جاسکتا ہے؟ ان دکانوں کو لازمی ہفتہ وار چھٹیوں اور روزانہ کام کرنے گھنٹوں کی تعداد کے سلسلے میں کارکنان کے حق کے مکمل تحفظ کے ساتھ رضاکارانہ بنیاد پر ہفتے کے ساتوں دن کھولے رکھے جانے کا انتخاب دیا جانا چاہیے۔

حکومت نے دکانوں اور اداروں سے متعلق ایک بل کو گشت کرانے کی تجویز پیش کی ہے جسے رضاکارانہ بنیاد پر ریاستیں بھی اختیار کرسکتی ہیں۔ ہندوستان میں جہاں تقریباً 65 فی صد آبادی کی عمر 35 سال سے کم ہے، حکومت روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے تمام ذرائع سے کام لے رہی ہے لیکن اتنے زیادہ بے روزگار لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے مضبوط ماحولیاتی نظام قائم کرنا ایک بڑا چیلنج ہے نیز اس سلسلے میں مناسب مدت کی ضرورت ہے۔ ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ (ای پی ایف) پر سود عائد کرنے کے سلسلے میں بجٹ کی تجویز کی وجہ سے ملازمین کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوگئے تھے لیکن اسے اب واپس لیا جارہا ہے۔

یہ ایک اچھی پیش رفت ہے اور اس سے کارکنوں کے لئے جو صنعت کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں، صحت مند ماحول پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ ٹیکس عائد کرنے کی تجویز پیش کرنے کا مقصد پنشن کی اسکیموں میں سرمایہ کاری کرنے والے پی ایف چندہ دہندگان کی حوصلہ افزائی کرنا تھا تا کہ ان کی زیادہ محفوظ سبکدوش زندگی کو یقینی بنایا جائے لیکن متعدد اراکین پارلیمنٹ اور بہت سی تنظیموں سے موصولہ نمائندگیوں کے پیش نظر انہوں نے یہ تجویز واپس لے لی ہے۔ تاہم انہوں نے یہ بات واضح کردی ہے کہ قومی پنشن اسکیم پر ٹیکس تجویز برقرار رکھی جارہی ہے۔ مرکزی بجٹ میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ اس سال یکم اپریل سے ملازمین کے ای پی ایف کھاتے میں جمع کردہ رقم کا 60 فی صد حصہ واپس لیتے وقت قابل ٹیکس ہوگا جبکہ 40 فی صد حصہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگا۔ حکومت کا مقصد متعدد اقدامات کے ذریعے ہندوستان کی شکل وصورت کو بالکل بدلنا ہے جن میں آئندہ پانچ برسوں میں کسانوں کی آمدنی دگنی کرنا، دیہی روزگار اور بنیادی ڈھانچہ، صحتی دیکھ بھال، تعلیم، ہنرمندیاں اور روزگار کے مواقع پیدا کرنا، بنیادی ڈھانچہ اور سرمایہ کاری، مالی شعبے میں اصلاحات، حکمرانی اور کاروبار کرنے میں آسانی اور سہولت، مالی نظم ونسق اور ٹیکس اصلاحات وغیرہ شامل ہیں۔

☆☆☆

بی وی مدھوسودن راؤ

مرکزی بجٹ 2016-17:
کیا مالی استحکام کا سلسلہ جاری ہے؟

ایسا لگتا ہے کہ حکومت ہند سبسڈیوں کو کم کرنے کی کوشش کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی ٹھوس کام کے بغیر مالی مصلحت اندیشی پر اکتفا کررہی ہے۔ نسب نما عنصر (جی ڈی پی) فرق سے مشروط ہے اوراس طرح کی صورت حال میں اسے خسارے کے نشانوں کی روک تھام کرنے کے سلسلے میں نئے چیلنج پیش آسکتے ہیں جس کے لئے تیاری کوئی صریحی علامتیں نظرنہیں آتی ہیں۔

مضمون نگار بنگلور میں واقع بجٹ اور پالیسی مطالعات کے مرکز میں ریسرچ ایڈوائزر ہیں۔

بجٹ خسارہ: پس منظر

بجٹ خسارے کا تعلق حکومت کے کل اخراجات اور کل وصولیوں کے درمیان اس فرق سے ہوتا ہے جس میں ایک مالی سال میں کل وصولیوں کے مقابلے میں کل اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ جب یہ آنے والے سال کے لئے ہوتا ہے تو یہ ایک تخمینہ شدہ خسارہ کہلاتا ہے۔ مالی خسارے کا تعلق قرضہ وصولیوں کو چھوڑ کر کل اخراجات اور کل وصولیوں کے درمیان فرق سے ہوتا ہے۔ اسے مجموعی مالی خسارہ بھی کہا جاتا ہے۔ مالیے کے خسارے کا تعلق مالیے کی وصولیوں اور مالیے کے اخراجات کے درمیان اس فرق سے ہوتا ہے، جس میں مالیے کے وصولیوں کے مقابلے میں مالیے کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ مشترکہ مالی خسارہ مجموعی طور سے مرکزی حکومت اور ریاستوں کا خسارہ ہوتا ہے

خسارے والی فائنانسنگ یا خسارہ والے بجٹ کا نظریہ مشہور انگریز ماہر اقتصادیات، جان مینارڈ کینیس نے پیش کیا تھا جنہوں نے کساد بازاری کے زمانے میں خسارے والے فائنانسنگ کی حمایت کی تھی۔ کینیس نے 1936 میں ''روزگار، سود اور پیسے کا عام نظریہ'' کے نام سے اپنی کتاب شائع کی تھی۔ انہوں نے ترقی اور روزگار کو فروغ دینے کے لئے خسارے والی فائنانسنگ کرنے کی ضرورت کی وکالت کی تھی۔ یہ بات پہلے والے اس خیال کے برخلاف تھی، جس میں یہ فرض کیا جاتا تھا کہ معیشت اس توازن میں برقرار رہتی ہے جس میں صارفین کی ضروریات ہمیشہ مالی اور خدمات پیدا کرنے کی صلاحیت سے زیادہ ہوتی ہیں۔ ایک بار مناسب قیمت ہوجانے پر تیار کردہ تمام مال اور خدمات بالآخر استعمال کرلی جائیں گی۔ کینیس نے کہا ہے کہ موجودہ بے روزگاری اس صورت حال کا نتیجہ ہے جس میں تمام مال اور خدمات استعمال نہیں کی گئی تھیں جو کہ معیشت کے برخلاف تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ افراد کے ذریعے کی گئیں ان بچتوں کی وجہ سے جن کی سرمایہ کاری مال اور خدمات میں نہیں کی جاتی ہے، معیشت اپنی صلاحیت کے مقابلے میں ایک ضمنی خوش امیدانہ سطح پر کام کرنے پر مجبور ہوجاتی ہے۔ کینیس نے اس بات کی حمایت کی ہے کہ سرکاری اخراجات سے مجموعی مانگ میں اضافہ کرنے اور بے روزگاری کم کرنے میں مدد ملے گی۔ سود کی شرحوں کو کم کرنا (مالیاتی پالیسی) اور اپنے مالیے سے زیادہ سرکاری اخراجات میں اضافہ کرنا (مالی پالیسی) معیشت کو فروغ دینے کے ذرائع بن گئے ہیں۔ اس بات کو ایف ڈی روز ویلٹ کے تحت 1937 میں امریکہ نے اور بعد میں دیگر ملکوں نے اپنایا تھا۔

آیا خسارہ اچھا یا برا ہے؟

جب کہ اس سوال کا کوئی واضح جواب نہیں ہے، یہ بات سچ ہے کہ خسارے والی فائنانسنگ سے مانگ کو بہتر بنا کر معیشت کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔ لیکن اخراجات میں اضافہ کرکے توسیعی مالی پالیسی سود کی زیادہ

شرحوں پر زیادہ قرضے لینے سے عمل میں آئے گی۔ اس سے بازار میں سود کی شرحوں میں اضافہ ہوسکتا ہے اور نجی شعبے کے لئے قرض کی دستیابی کم ہوسکتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ توسیعی مالی پالیسی کی بجائے جس کا اثر نظر آنے کے لئے ایک طویل مدت کی ضرورت ہے، ٹیکس میں کٹوتیاں کرنا ایک بہتر اقدام ہوگا، جس سے لاگتوں میں کمی آسکتی ہے، کاروباریوں میں پھر سے منافع ہوسکتا ہے، روزگار میں بہتری آسکتی ہے نیز سرانجام دینے میں آسانی ہوسکتی ہے (ٹیکس میں کٹوتیاں کرنے اور بعد میں ان میں اضافہ کرنے دونوں کے لحاظ سے)

مالی بحران

1980 کے دہے کے دوران لاطینی امریکہ کے ملکوں کے قرضے (بیرونی) ان کی صلاحیت سے تجاوز کرگئے تھے کیوں ان قرضوں کا زیادہ تر استعمال سرمایہ کرنے کی بجائے خرچ کرنے کے مقصد سے کیا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے ذریعہ ثالثی کی گئی تھی جنہوں نے ڈھانچہ جاتی ہم آہنگی کے پروگراموں کی حمایت کی تھی، جن میں اخراجات میں کٹوتیاں کرنا (سماجی شعبے کے اخراجات میں کمی کرنا، روزگاروں اور اجرتوں میں کمی کرنا اور سبسڈیوں میں کمی کرنا)، تجارت میں نرمی کرنا، قیمتوں پر کنٹرول کو ختم کرنا نیز ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینا شامل تھا۔ یہ صورت حال قانونی ڈھانچے کی پشت پناہی والی مصلحت اندیشی کی متقاضی تھی۔

ہندوستان نے 1991 کے دوران ایک مالی بحران کا سامنا کیا تھا جس کے دوران مرکز اور ریاستوں کا مشترکہ مالی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 11.24 فی صد ہوگیا تھا اور ادائیگیوں کے توازن کے مسائل شدید ہوگئے تھے۔ ڈھانچہ جاتی ہم آہنگی کرنے کے سلسلے میں اصلاحات کی گئی تھیں جس کے بعد اہم غیر ملکی کرنسیوں کے مقابلے میں روپے کی قدر و قیمت میں کمی آئی۔ حالاں کہ 97-1996 کے دوران مشترکہ خسارے کو جی ڈی پی کے 8.17 فی صد پر روک دیا گیا تھا۔ لیکن 1997 میں پانچویں تنخواہ کمیشن کی سفارشات پر عمل درآمد کرنے کے نتیجے میں مالی خسارہ پھر سے بڑھ کر 11 فی صد ہوگیا تھا۔ ریاستوں کا مالیاتی خسارہ جو 3 فی صد سے کم تھا، 2000-1999 میں بڑھ کر 4.6 فی صد ہوگیا تھا جس کی زیادہ تر وجہ مالیہ جاتی اخراجات میں اضافہ تھی۔ چوں کہ مالیاتی خسارہ کے 60 فی صد سے زیادہ تھا جس کی زیادہ تر وجہ سبسڈیوں اور تنخواہوں کے زیادہ اخراجات تھے، اس لئے یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ خساروں پر پابند کرنے والے ایک قانونی ڈھانچے کے بغیر قابو نہیں پایا جاسکتا ہے۔

ماسٹریچٹ معاہدہ اور مالی خسارہ کا نشانہ

یوروپی ملکوں نے 1992 میں یوروپی یونین (ای یو) تشکیل دینے کے لئے نیدر لینڈ کے مقام ماسٹریچٹ میں ایک معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ اس کا مقصد یوروپی ملکوں کے لئے ایک واحد کرنسی، یورو تیار کرنا تھا۔ اس مشترکہ کرنسی کی وجہ سے انفرادی ممالک کو اپنی کرنسی چھاپنے یا سنٹرل بینک سے قرض لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اس طرح ای یو اراکین افراط زر، مالی خسارے اور کل قرضے پر قابو پانے کی ضرورت پر رضامند ہوگئے تھے نیز انہوں نے اس سلسلے میں نشانے مقرر کئے تھے۔ اس بات پر اتفاق کیا گیا تھا کہ سب سے کم افراط زر والے رکن ممالک افراط زر کو تین رکنی ممالک کے اوسط کے 1.5 فی صد کے اندر رکھیں گے۔ اسی طرح سے اس بات پر بھی اتفاق کیا گیا تھا کہ ایک رکن ملک کا سرکاری قرض اس کی جی ڈی پی کے 60 فی صد سے زیادہ نہیں ہوگا نیز مالی خسارہ جی ڈی پی کے تین فی صد کے اندر رکھا جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بارہ رکن ممالک میں سے 10 ملکوں سے 2011 تک 12 برسوں کے دوران تین فی صد کے مالی خسارے کے نشانے کی کوئی سرکاری بنیاد نہیں ہے، رنگاراجن اور سباراؤ (آر بی آئی کے سابق گورنر صاحبان) نے توضیح کی ہے کہ ہندوستان کی تخمینہ شدہ بچتیں تقریباً 13 فی صد رہیں گی، جن میں سے پانچ فی صد اور دو فی صد بچتیں بالترتیب کارپوریٹ اور سرکاری شعبے کے ذریعے استعمال کی جائیں گی، جس کے نتیجے میں تقریباً چھ فی صد بچتیں رہ جائیں گی جو مرکزی اور ریاستیں حکومتوں کا مجموعی خسارہ ہوگا۔ (ہر ایک تین فی صد)

مالی ذمہ داری اور بجٹ کے انتظام سے متعلق قانون 2003 اور اس کے بعد

حکومت ہند نے مالی ذمہ داری کے لئے قانون کے سودے کی سفارش کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ اس سفارش کی بنیاد پر حکومت ہند نے دسمبر 2000 میں مالی ذمہ داری اور بجٹ کے انتظام سے متعلق بل پیش کیا تھا۔ اس بل کو پارلیمانی اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا جس نے اس کا جائزہ لیا تھا اور تجاویز پیش کی تھیں۔ ان تجاویز کی بنیاد پر نظر ثانی شدہ بل اپریل 2003 میں لوک سبھا کی بنیاد پر، نظر ثانی شدہ بل اپریل 2003 میں راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا تھا۔ مالی ذمہ داری اور بجٹ کے انتظام (ایف آر بی ایم) سے متعلق بل 2003 میں صدر جمہوریہ ہند کی منظوری کے بعد قانون بن گیا تھا۔

اس قانون میں صراحت کی گئی تھی کہ حکومت 31 مارچ 2008 تک مالی خسارہ جی ڈی پی کا تین فی صد کرنے کے لئے اسے کم کرنے نیز مالیاتی خسارہ ختم کرنے کے لئے مالیاتی خسارہ کم کرنے اور اس کے بعد زائد مالیہ بنانے کے سلسلے میں ضروری اقدامات کرے گی۔ اس میں اس بات کی بھی صراحت کی گئی تھی کہ خسارے کی مطلوبہ حدود تک پہنچنے کے لئے سالانہ نشانے مقرر کئے جائیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی صراحت کی گئی تھی کہ حکومت سالانہ مالی بیان اور گرانٹس کے لئے مانگ کے ساتھ ساتھ ہر ایک مالی سال میں تین بیانات پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کرے گی۔ یہ تین بیانات میں (i) درمیانہ مدتی مالی پالیسی کے بارے میں بیان، (ii) مالی پالیسی کی حکمت عملی کے بارے میں بیان اور (iii) بڑے اقتصادی ڈھانچے کے بارے میں بیان۔ اس قانون میں وزیر خزانہ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ بجٹ کے تعلق سے حکومت کی وصولیوں اور اخراجات کا ایک سہ ماہی جائزہ تیار کریں اور اسے پارلیمنٹ کے

دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کریں۔ تمام ریاستوں نے بھی مالیاتی اور مالی خسارے کو روکنے کی کوشش کرنے کے سلسلے میں اسی طرح کے قوانین منظور کئے تھے۔

ایف آر بی ایم قانون اور اس کے اثر کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ ریاستوں نے ایف آر بی ایم کی پابندی کی ہے نیز سال 2009-10 کو چھوڑ کر جس میں عالمی کساد بازاری کی وجہ سے نرمی کی گئی تھی، اپنی متعلقہ قانون سازیاؤں میں یہ قانون منظور کرنے کے بعد زائد مالیہ درج کیا ہے۔ اسی طرح سے ہندوستانی ریاستیں تین فی صد کے مالی خسارے کے نشانے کی بھی پابندی کر رہی ہیں۔ اسی طرح سے حکومت ہند کے مالیات کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اس کی پابندی کرنے سے زیادہ اس کو توڑا ہے۔

ریاستی سطح پر مالی استحکام کی کوشش

ریاستی سطح پر مالی استحکام کی کوشش کثیر رخی تھی اور اس سلسلے میں حکومت ہند اور مالیاتی کمیشن نے بھی سہولت بہم پہنچائی تھی۔ قانون کے منظور ہونے کے بعد قرض کا مبادلہ کرنے کی اسکیم (ڈی ایس ایس) شروع کی گئی تھی، جس میں ریاستوں کو اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ کم شرح پر بازار سے پیسہ ادھار لیں اور حکومت ہند کے قرضے ختم کریں جو 13 فی صد پر تھے۔ 1.03 لاکھ روپے کی رقم 2002-03 سے 2004-05 کی مدت کے دوران ریاستوں کے ذریعے ادا کی گئی تھی۔ اسی طرح سے بارہویں مالیاتی کمیشن نے قرض کے استحکام اور راحت کی سہولت (ڈی سی آر ایف) کی سفارش کی تھی جس کا مقصد 7.5 فی صد کی شرح سود کے ساتھ 20 مساوی قسطوں میں حکومت ہند کو قابل ادائیگی قرضوں کو ازسرنو تشکیل دینا تھا۔ متعدد ریاستوں نے قرضوں کی ادائیگیوں نیز ناگہانی ذمہ داریوں کے سلسلے میں مدد کرنے کے لئے مجتمع کردہ ڈوبتا ہوا فنڈ (سی ایس ایف) اور گارنٹیوں سے نجات کا فنڈ (جی آر ایف) بھی قائم کیا تھا۔ دیگر اقدامات میں اختیارات کی افادیتوں کی تشکیل نو کرنا، نئی پنشن اسکیم کی شروعات کرنا اور ٹیکس کے سلسلے میں کوششوں میں بہتریاں لانا شامل ہے، جن سے ریاستی سطح پر مالی استحکام کے سلسلے میں تعاون بھی ملا ہے۔

مرکزی حکومت کی سطح پر مالی استحکام کی کوشش 2016-17

2016-17 کے بجٹ پر نظر ڈالتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہند مالی استحکام کے سلسلے میں ایک راستے پر چل رہی ہے گوایک ساخت کردہ انداز میں نہیں۔ سال 2015-16 کے لئے 3.9 فی صد کے مالی خسارے کے پورے کئے جانے کا امکان ہے جبکہ 2016-17 کے لئے نشانہ جی ڈی پی کا 3.5 فی صد مقرر کیا گیا تھا۔ اخراجات کی دو اہم مدوں یعنی دفاعی عملے کے لئے ایک عہدہ ایک پنشن (او آر او پی) اور حکومت ہند کے ملازمین کے لئے ساتویں تنخواہ کمیشن کی سفارشات پر عمل درآمد نے حکومت کے مالی بوجھ میں اضافہ کر دیا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ مالی خسارے کا مسئلہ حل کرنے کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ نہیں بنایا گیا ہے۔ اس کی شدت زیادہ تشویش کا باعث ہے کیوں کہ مالیاتی خسارہ مالی خسارے کا 66 فی صد (2016-17 بی ای) ہوتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ قرضوں کی بڑی رقم سرمایہ کاری اور سرمایہ جاتی اثاثے کی تشکیل کے لئے استعمال نہیں ہو رہی ہے۔ یہ بات اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ وزیر خزانہ نے ایف آر بی ایم اور حصولیابیوں کا جائزہ لینے نیز ایک نمبر کی بجائے ایک سلسلے کی سفارش کرنے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل کئے جانے کے بارے میں اشارہ دیا ہے۔ جب کہ مالی خسارہ ایک بری چیز نہیں ہے۔ مالیہ جاتی اخراجات کرنے کے لئے قرض لینے سے سود کے بوجھ کی بدولت آنے والے برسوں میں شدید مالی بوجھ پڑنے والا ہے۔ مالی خسارے کے ایک حصے کے طور پر سود کی ادائیگیاں 2014-15 میں 79 فی صد سے بڑھ کر 2016-17 بی ای میں 92 فی صد ہوگئی ہیں۔ سود کی ادائیگیاں غیر منصوبے والے مالیہ جاتی اخراجات کا 37 فی صد ہوتی ہیں جو 2014-15 کے مقابلے میں ایک فی صد زیادہ ہے۔ ٹیکسوں سے حاصل ہونے والے خالص مالیے کے ایک فی صد کے طور پر سود کی ادائیگیاں 2014-15 میں 46.7 فی صد ہوگئی ہیں۔

حکومت ہند کی کوششیں

چودھویں مالیاتی کمیشن کی سفارشات کے بعد جس نے ٹیکسوں کے قابل تقسیم ذخیرے میں ریاستوں کا حصہ بڑھا دیا ہے، حکومت ہند نے متعدد اسکیموں (مرکزی شعبے کی اسکیموں اور مرکزی طور سے اسپانسر کردہ اسکیموں دونوں سے) کو کاٹ چھانٹ کر درست کر دیا ہے۔ آدھار کو قانونی پشت پناہی دینا سبسڈیاں ختم کرنے اور ڈی بی ٹی کے ذریعہ فوائد میں اضافہ کرنے کی سمت ایک اور قدم ہے۔ ڈی بی ٹی کے ذریعے کیمیاوی کھاد کے سلسلے میں سبسڈی کا اہتمام کرنے کی کوشش 2016-17 میں کچھ اضلاع میں کی جا رہی ہے۔ سبسڈیوں کے بجٹ کو جو ایک لاکھ کروڑ روپے سے بھی زیادہ تجاوز کر گیا ہے، آنے والے برسوں میں کاٹ چھانٹ کر درست کئے جانے کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

سال 2015-16 کے دوران مالی استحکام بین اقوامی سطح پر خام تیل کی گھٹتی ہوئی قیمتوں اور ایندھن کے ایکسائز محصول میں 8 سے 10 گنا اضافے کی وجہ سے بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔ یہ رجحان 2016-17 میں بھی جاری رہنے کا امکان ہے۔ اسی طرح 2015 کے دوران اسپیکٹرم کی نیلامی سے 56000 کروڑ روپے حاصل ہوئے تھے جب کہ تخمینہ شدہ رقم 42800 کروڑ روپے تھی۔ 2016-17 کے لئے نشانہ 98995 کروڑ روپے مقرر کیا گیا ہے۔

مالیے میں اضافہ کرنے کے لئے محصول کا راستہ اختیار کرنے سے بھی جس کی ساجھے داری ریاستوں کے ساتھ نہیں کی جاتی ہے، حکومت ہند کو خسارے سے نمٹنے میں مدد ملی ہے۔ کاروں پر ایک تا 4 فی صد کے بنیادی ڈھانچے کے محصول 0.5 فی صد کے کرشی کلیان محصول، کوئلے پر صاف توانائی محصول اور سوچھ بھارت محصول سے تقریباً 35000 کروڑ روپے حاصل ہونے کا امکان ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ حکومت ہند سبسڈیوں کو کم کرنے کی کوشش کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی ٹھوس کام کے بغیر مالی مصلحت اندیشی پر اکتفا کر رہی ہے۔ نسب نما عنصر (جی ڈی پی) فرق سے مشروط ہے اور اس طرح کی صورت حال میں اسے خسارے کے نشانوں کی روک تھام کرنے کے سلسلے میں نئے چیلنج پیش آ سکتے ہیں جس کے لئے تیاری کوئی صریحی علامتیں نظر نہیں آتی ہیں۔

☆☆☆

شاہد حبیب انصاری

بجٹ 2016-17:

اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور اسکیمیں

اقلیتوں کے لئے بجٹ تخصیص میں اضافہ اور اقلیتی امور کی وزارت کے ذریعہ اٹھائے گئے متعدد اقدامات سے امید کی جاسکتی ہے کہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود پر اس کا مثبت اثر پڑے گا نیز حکومت کے نعرہ ’سب کا ساتھ سب کا وکاس‘ کو عملی جامہ پہنانے میں بہت حد تک مدد ملے گی۔

مضمون نگار جامعہ ملیہ اسلامیہ میں پی ایچ ڈی اسکالر ہیں۔

مرکزی حکومت اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے پرعزم ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حالیہ پیش کردہ بجٹ میں اس نے اقلیتی امور کی وزارت کی بجٹ تخصیص میں 87 کروڑ روپے کا اضافہ کردیا ہے۔ سال 2015-16 کے بجٹ میں اقلیتی امور کی وزارت کے لئے 3712.78 کروڑ روپے کا سرمایہ مختص کیا گیا تھا جب کہ اس سال یعنی سال 2016 اور 2017 کے بجٹ میں اقلیتی امور کی وزارت کے لئے مختص سرمائے میں 87 کروڑ روپے کا اضافہ کرکے اسے 3800 کروڑ روپے کردیا گیا ہے۔ مرکزی سرکار نے سال 2016-17 میں اقلیتوں کے لئے 3800 کروڑ روپے کا سرمایہ مختص کئے جانے کے ساتھ ساتھ وزیراعظم کے 15 نکاتی پرگرام برائے ترقی و بہبود اقلیت کے تحت مختلف سرکاری وزارتوں/محکموں کی دیگر اہم اسکیموں کے نشانوں اور مالیاتی وسائل کی 15 فی صد کی سرمایہ کاری کا پروگرام بھی شروع کیا ہے جن میں سروشکشا ابھیان، نیشنل ریورل لیو لی ہڈ مشن، نیشنل اربن لیولی ہڈ مشن، نیشنل ریورل ڈرنکنگ واٹر پروگرام اور انٹرگریٹیڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ اسکیم جیسے پروگرام شامل ہیں۔ ان اسکیموں کے لئے سرمائے کا بہاؤ دس ہزار کروڑ سے بھی زائد ہوسکتا ہے۔ علاوہ ازیں ترجیحی شعبے کے قرض کے تحت اقلیتوں کو قرض دئے جانے کا سرمایہ 2 لاکھ 76 ہزار کروڑ روپے ہوچکا ہے۔

اقلیتی امور کی وزارت ہنرمندی کے فروغ کے ذریعہ تعلیمی اور معاشی طور پر بااختیار بنائے جانے سے متعلق قومی ترجیحات پرتوجہ مرکوز رکھتے ہوئے اپنی ترجیحات کا تعین کیا ہے۔ مرکزی بجٹ میں اقلیتی امور کے لئے مختص سرمائے کا تقریباً 50 فی صد حصہ اقلیتوں کو تعلیمی طور پر بااختیار بنائے جانے کے لئے خرچ کیا جائے گا کیوں کہ ان کی ترقی کے لئے تعلیم بنیادی ضرورت کی حیثیت رکھتی ہے۔ وزارت نے مولانا آزاد نیشنل فیلو شپ کو ضرورت کے مطابق بنانے کے لئے ضابطے وضع کئے ہیں۔

اقلیتی امور کی وزارت کے مطابق حکومت ہند نے اقلیتی فرقوں کی ترقی کے لیے ایک کثیر جہت حکمت عملی اپنائی ہے جس میں تعلیمی اختیار سازی، معاشی اختیار سازی، بنیادی ڈھانچے کی ترقی، خصوصی ضروریات کی تکمیل اور اقلیتی اداروں کو مضبوط بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اس وزارت کی فلاحی اور ترقیاتی اسکیموں میں اقلیتوں کے غریب اور محروم طبقوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ یہاں ہم چند اسکیموں کا جائزہ لیں گے۔

وزارت اقلیتی امور نے 2016-17 کے لیے ہنروں کے فروغ (اسکل ڈیولپمنٹ) کے ذریعے تعلیمی اور معاشی اختیار سازی کے لیے قومی ترجیح کے مطابق ان شعبوں کی ترجیحات طے کی ہیں جن پر اسے توجہ مرکوز کرنا ہے۔ 2016-17 میں، وزارت کا تقریباً 50 فی صد بجٹ اقلیتوں کی تعلیمی اختیار سازی پر خرچ ہوگا جو ان کی ترقی کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ 2016-17 کے دوران وزارت تقریباً 90 لاکھ اقلیتی طلبا کو اسکالر شپ دے گی۔ یہ اسکالرشپس نیشنل اسکالر شپ (این

ایس پی) کے ذریعے ڈائریکٹ بینفٹ ٹرانسفر پورٹل (ڈی بی ٹی) سے براہ راست ان کے بینک اکاؤنٹس میں جمع ہوجائیں گی۔ مزید یہ کہ وزارت نے اس بات کے

انتظامات کیے ہیں کہ مولانا آزاد نیشنل فیلوشپ سبھی درخواست دہندگان کو دی جائیں۔ 'اسکل انڈیا' اور 'میک ان انڈیا' کے لیے سرکاری ترجیح کے مطابق اور ملک کی معیشت میں اقلیتی ورکرز کی شمولیت کی شرح میں اضافہ کرنے کے لیے اقلیتوں کے اسکل ڈیولپمنٹ کے مصارف کو 2015-16 کے 209.45 کروڑ سے بڑھا کر 2016-17 کے لیے 385 کروڑ کردیا گیا ہے جس میں ''نئی منزل'' نام کی نئی اسکیم کے 155 کروڑ روپے بھی شامل ہیں جو تعلیم اور روزگار سے متعلق ایک مربوط پہل ہے۔ اسکل ڈیولپمنٹ کے لیے وزارت نے 2015-16 میں استاد اور 'نئی منزل' نام سے نئے پروگرام شروع کیے ہیں ۔ وزارت نے 2014-15 میں مولانا آزاد نیشنل اکیڈمی فار اسکلس (ایم اے این اے ایس) نام کا ایک خصوصی مقصد رکھنے والا ادارہ بھی قائم کیا ہے تاکہ اقلیتی فرقوں کی ہنرمندی کے فروغ سے متعلق تمام ضروریات کو پورا کیا جاسکے اور ہنر کے فروغ کے ساتھ ساتھ رعایتی دروں پر قرض کی سہولت بھی فراہم کرائی جاسکے جس سے اقلیتی فرقوں کے لوگوں کو مستقل روزگار فراہم ہوسکے۔ اس میں ان کے خود روزگار اور آنترے پرینیر شپ پر بنیادی توجہ دی گئی ہے۔ اقلیتوں کے لیے ہنر کے فروغ کی پہل 'سیکھو اور کماؤ' میں مضبوطی اور وسعت لائی گئی ہے۔ ان اسکیموں کے تحت وزارت

تقریباً 1,40,000 اقلیتی نوجوانوں کو تربیت دے گی۔
وزارت کی نئی منزل' نام کی نئی اسکیم سے جو 8/ اگست، 2015 میں لانچ کی گئی تھی، ان اقلیتی نوجوانوں کو فائدہ پہنچے گا جن کے پاس اسکولی تعلیم سے فارغ ہونے کا کوئی رسمی سرٹیفکیٹ نہیں ہے، یعنی وہ نوجوان جنہوں نے اپنی تعلیم بیچ میں ہی چھوڑ دی ہے یا وہ طالب علم جو فرقے کے ذریعے قائم کیے گئے تعلیمی اداروں جیسے مدارس سے فارغ التحصیل ہیں۔ اس اسکیم کا مقصد انہیں منظم زمرے میں بہتر ملازمت کے حصول کے قابل بنا کر بہتر زندگی گزارنے کو مواقع فراہم کرنا ہے۔ اس اسکیم سے مدارس

کے طلبا کے لیے بھی مواقع حاصل کرنے کی راہ ہموار ہوجائے گی۔ اس اسکیم کے تحت پانچ برسوں کے لیے 650 کروڑ روپے (10 کروڑ امریکی ڈالر) کی لاگت

منظور کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا 50 فیصدی فنڈ ورلڈ بینک سے آئے گا۔ ورلڈ بینک نے 5 کروڑ امریکی ڈالر کا فنڈ منظور کیا ہے۔ ایسا پہلے بار ہوا ہے کہ ورلڈ بینک ہندوستان میں اقلیتوں کی فلاح کے کسی پروگرام مدد کرنے کے لیے آگے آیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 2016-17 کے دوران 25,000 اقلیتی نوجوانوں کی ٹریننگ کے لیے 155 کروڑ روپے دیے گئے ہیں۔

وزارت کی ایک اور اہم اسکیم استاد ہے۔ اس اسکیم کا مقصد ماہر کاریگروں اور دستکاروں کی صلاحیت سازی کرنا اور ان کے روایتی ہنروں کی تازہ کاری ہے۔ یہ اسکیم روایتی ہنروں کی معیار سازی کا کام بھی کرے گی۔ تربیت یافتہ ماہر کاریگر/دستکار مختلف اور مخصوص روایتی فنون اور دستکاریوں میں اقلیتی نوجوانوں کو تربیت دیں گے۔ وزارت نے اس سلسلے میں E-commerce کی ویب سائٹ shopclues.com کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کیے ہیں تاکہ دستکاریوں کو مارکیٹ سے جوڑا جاسکے۔ وزارت نے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فیشن ٹکنالوجی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائن اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پیکیجنگ کو ڈیزائن انٹروینشن کے مختلف کلسٹرز میں کام کرنے، مصنوعات کے رینج میں اضافہ کرنے، پیکیجنگ، نمائشوں، فیشن شوز اور پبلسٹی، فروخت کو بڑھانے کے لیے انٹرنیٹ کے ذریعے مارکیٹنگ کرنے والی ویب سائٹوں سے رابطے قائم کرنے اور برانڈ سازی کا کام سونپا

ہے۔2016-17 کے دوران اقلیتوں کے روایتی فنون اور دستکاریوں سے وابستہ 32 کلسٹرز میں کام شروع ہوجائے گا۔مزید یہ کہ اقلیتوں کی گھنی آبادی والے علاقوں

میں بنیادی ڈھانچے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تقریباً 30 فی صد بجٹ ملٹی سیکٹورل ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت ''جن وکاس کاریہ کرم'' میں خرچ کیا جائے گا۔ یہ ایک علاقائی ترقی کا پروگرام ہے۔اسے مخصوص اقلیتی طبقوں کے لیے زیادہ کارگر اور ارتکاز والا بنایا جائے گا جس کے لیے 2011ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کا تجزیہ کیا جائے گا۔اس کا فوکس چھوٹے پروجیکٹوں سے بڑے پروجیکٹوں پر مرکوز کیا جائے گا تاکہ طلبا، کام کرنے والی خواتین، پالی ٹیکنیک وغیرہ کے لیے بنیادی ڈھانچہ بنایا جاسکے۔موجودہ حکومت کی ایک اور انوکھی پہل ''ہماری دھروہر'' ہے جو 2014-15 میں لانچ کی گئی۔ اس میں اقلیتوں کی بیش بہا وراثت اور ثقافت کے تحفظ کے لیے مزید پروگرام شروع کیے جائیں گے۔خواتین کو بااختیار بنانے کے لئے 2016-17 میں 'نئی روشنی' کے خواتین کی اختیار سازی کے پروگرام کے تحت تربیت یافتہ اقلیتی خواتین کو وزارت کے اسکل ڈیولپمنٹ اور آنترپرینرشپ ڈیولپمنٹ پروگراموں سے جوڑا جائے گا تاکہ وہ معاشی اعتبار سے بااختیار ہوجائیں۔نیشنل مائنارٹیز ڈیولپمنٹ اینڈ فائنانس کارپوریشن نوٹیفائڈ اقلیتوں کے 'پسماندہ طبقوں' کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے خود روزگار اور آمدنی پیدا کرنے والے کاروباروں کے لیے رعایتی دروں پر قرض فراہم کرتی ہے۔حکومت نے این ایم ڈی ایف سی کی تاریخ میں پہلی بار اس کا شیئر کیپٹل 2015 میں 1500 کروڑ سے دوگنا کرکے 3000 کروڑ کردیا ہے۔بعد ازاں وزارت نے این ایم ڈی ایف کی اکویٹی میں 150 کروڑ روپے دینے کے ساتھ ساتھ اقلیتی طبقوں کے خود روزگار کے لئے 2016-17 کے لیے 140 کروڑ روپے مخصوص کیے۔

وزارت اقلیتی امور 2016-17 کے لیے اقلیتوں کے لیے 3800 کروڑ کے علاوہ مرکزی سرکار وزیراعظم کے نئے 15 نکاتی پروگرام کے تحت مختلف وزارتوں اور محکموں کی دیگر اہم اسکیموں کے مالی وسائل اور مادی اہداف کا کم از کم 15 فی صد اقلیتوں کی فلاح اور ترقی کے لیے خرچ کرتی ہے۔اس کے علاوہ، پرائرٹی سیکٹر لینڈنگ کے تحت اقلیتوں کو قرض کے لیے فنڈز کی سطح 2,76,000 کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔2016-16 کی بجٹ تخصیص میں اضافہ اور اقلیتی امور کی وزارت کے مذکورہ اقدامات سے امید کی جاسکتی ہے کہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود پر اس کا مثبت اثر پڑے گا نیز حکومت کے نعرہ 'سب کا ساتھ سب کا وکاس' کو عملی جامہ پہنانے میں بہت حد تک مدد ملے گی۔

☆☆☆

غالب پر ہماری اہم مطبوعات

خزینۂ غالب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	130/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
غالب بہ صد انداز	تشکیل: برجندر سیال	1000/=

غالب بصد انداز میں غالب کے منتخب اشعار کا ہندی اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ غالب کے اشعار کو پتھروں کے مرقعوں میں پیش کیا گیا ہے۔یہ اپنے آپ میں ایک انوکھی پیشکش ہے جسے باذوق حضرات اپنی لائبریری اور اپنے ڈرائنگ روم میں رکھنا پسند کریں گے۔

نوٹ : کتابیں منگوانے کے لئے رقم بشکل ڈرافٹ بنام ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن پیشگی ارسال کریں۔
کتابیں کسی بھی صورت میں وی پی سے نہیں بھیجی جائیں گی۔

ملنے کا پتہ : بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی۔ 3

شانتی نارائن

ریلوے بجٹ 2016-17 پر ایک نظر

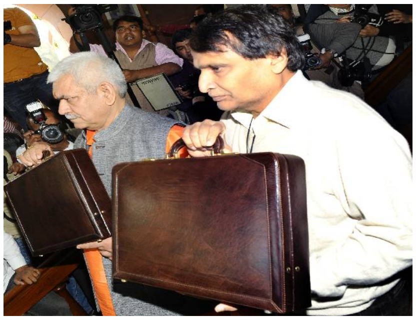

پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) یا ریلوے کی زمین وغیرہ کی مونیٹرنگ کے توسط سے بجٹ کے علاوہ وسائل پیدا کرنے میں ناکامی کے اسباب کا گہرائی سے تجربہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک شعبہ ہے جہاں امکانات ہیں، وہ یہ کہ اہم سیاحتی اور مذہبی مقامات پر سستے ہوٹل کو فروغ دینا۔ یہ معاملہ ڈیڑھ دہائی سے محکمہ جاتی تعصب کا شکار رہا ہے اور اعلیٰ سطح پر اسے فوری طور پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔

ریلوے کے وزیر قابل تعریف ہیں کہ انہوں نے وسائل جمع کرنے کی ایسی نئی حکمت عملی وضع کی ہے جس سے ریلوے کے بنیادی ڈھانچے کو مستحکم کرنے سے متعلق نظریہ میں بنیادی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ یہ نظریہ نہ صرف اس قومی ٹرانسپورٹ نیٹ ورک میں صلاحیت سازی کے لئے بڑے پیمانے پر سرمایہ لگانے کی ضرورت کو تسلیم کرنے کی نمائندگی کرتا ہے بلکہ یہ بتاتا ہے کہ یہ کام صرف ایک بار نہیں کیا جاسکتا، یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نیٹ ورک میں کئی دہائیوں سے بہت زیادہ سرمایہ کاری نہیں ہوئی ہے اور تقریباً تمام روٹوں پر یہ اپنی انتہائی سطح پر کام کررہا ہے۔ انہوں نے اس شعبہ میں سرمایہ کاری کی سطح 2014-15 میں تقریباً 60000 کروڑ روپے سے بڑھا کر 2015-16 میں ایک لاکھ کروڑ اور اب 2016-17 کے دوران 121000 کروڑ روپے کردی ہے۔ یہ ایک 2020-21 میں ختم ہونے والے پانچ سال کے دوران 8.54 لاکھ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کے مجموعی منصوبے کا حصہ بھی ہے۔ اگر یہ نشانہ حاصل ہوجاتا ہے تو اس سے آئندہ پانچ برسوں میں سرمایہ کاری میں تین گنا اضافہ ہوگا۔

بجٹ میں جو دیگر اہم قدم اٹھایا گیا ہے، وہ اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ سرمایہ کاری ترجیحی بنیاد پر لائن کی صلاحیت بڑھانے کے کام پر ہو اور تمام غیر منفعت بخش کاموں کو اس وقت تک روک دیا گیا ہے جب تک کہ متعلقہ ریاستی حکومتیں ان میں سرمایہ کاری کے ذریعہ ایس وی پی کے قیام کے لئے راضی نہیں ہوجاتیں۔ خرچ ہونے والی رقم میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے تاکہ مقررہ وقت پر لائنوں کو ڈبل کرنے، ڈیڈی کیٹیڈ کوریڈور اور صلاحیت میں اضافہ کے دیگر کاموں نیز بندرگاہوں کلومیٹر کی رابطہ سازی کے کاموں کو مکمل کیا جاسکے۔ یہ کام پہلے کے چھ برسوں کے 4.3 کلومیٹر یومیہ کے مقابلے آئندہ تین برسوں میں تقریباً 13 کلومیٹر یومیہ پورا ہوگا۔

اس بجٹ کی کچھ دیگر مثبت خصوصیات بشمول دیگر باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔ اہم زور آئی سی ٹی کے استعمال پر ہے جس کا مقصد ریلوے اسٹیشنوں پر ٹکٹنگ والے حصوں اور مسافروں کے آنے جانے والے حصوں کو بہتر اور انہیں سہل بنانا ہے اور اس کے لئے اسکیلیٹر کی تنصیب، مسافروں کے لئے لاؤنج اور گولف کارٹ وغیرہ کی تجویز ہے۔

ریلوے کیٹرنگ کو پیشہ ورانہ بنانے اور معیار و صفائی ستھرائی کو بہتر بنانے کے مقصد سے کیٹرنگ خدمات کے بندوبست کا کام مرحلہ وار طریقے سے آئی آر سی ٹی سی کو منتقل کیا جائے۔ آئی آر سی ٹی سی کے زیر اہتمام باورچی خانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ کیا جائے گا۔ ای کیٹرنگ کی سہولت ایک اور دلچسپ اختراع ہے۔

ایک اور شعبہ جس پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے، وہ ہے آر او بی/ آر یو بی کی تعمیر سے گارڈ والی اور بغیر گارڈ

مصنف کو ریلوے کے مختلف ڈویژنوں میں کام کا تجربہ ہے۔

والی ریلوے کراسنگ کو ختم کرنا ہے۔اس کا مقصد حادثات کے خطرے کو کم کرنا ہے۔تقریبا 40 فی صد اموات اس طرح کے ریل حادثات میں ہوتی ہیں۔

ریلوے بورڈ میں فیصلہ سازی کے عمل کو تیز کرنے کی غرض سے انتظامی سطح پر ایک ڈھانچہ تیار کیا گیا ہے تا کہ پالیسی سے متعلق اہم مسائل حل ہو سکیں اور نشانہ بند طریقے سے کام کی انجام دہی کو یقینی بنانے کے لئے اس پر عمل درآمد کی نگرانی ہو سکے۔سات مشن کی نشاندہی کی گئی ہے اور ایک مشن ڈائریکٹر کے ماتحت مختلف سطحوں پر کام کرنے والی ایک بااختیار کمیٹی اپنے متعلقہ مشن کے بارے میں غور وخوض کرے گی اور اخذ کئے گئے نتائج کی رپورٹ براہ راست ریلوے بورڈ کے چیرمین کو پیش کرے گی۔سالانہ نتیجے پر مبنی کارکردگی کا نشانہ مقرر ہوگا اور مشن ڈائریکٹرز مقررہ وقت کے اندر کام مکمل کرنے کے تئیں جواب دہ ہوں گے۔

صلاحیت کو بروئے کار لانے سے متعلق سات مشن میں سے ایک کوڈیڈی کیٹیڈ فریٹ کوریڈور کی خدمات شروع ہونے کے بعد پیدا ہوئی صلاحیت کے استعمال کے لئے ایک خاکہ پیش کرنا ہوگا۔ یہ کافی اہم تصور کیا جارہا ہے کیوں کہ مال ڈھلائی کے دائرے کو وسعت دینے کے لئے منظّم کوشش کی ضرورت ہے تا کہ واشنگ مشین اور فرج جیسی بڑے سائز کی گھریلو اشیاء، پارسل اور آٹوموبائل جیسے خصوصی کارگو کو اس میں شامل کیا جاسکے اور یہ یقینی بنایا جاسکے کہ کم ہوتی ریل کی حصہ داری کا موجودہ رجحان رک سکے اور اسے دوبارہ بحال کیا جاسکے نیز وسائل کی داخلی پیداوار حتی الامکان بڑھائی جاسکے تا کہ شرحِ ترقی کی رفتار تیز ہو۔

یقینی بنانے کے لئے مارکیٹنگ کا ایک منصوبہ تیار کرنے کی ضرورت ہے تا کہ مال ڈھلائی کے نئے ٹریفک کے رخ کو آئندہ پیدا ہونے والی نئی صلاحیت کا استعمال کرتے ہوئے ریل کی طرف موڑا جاسکے۔مندرجہ ذیل کچھ حکمت عملی اختیار کی جاسکتی ہے۔

(الف) ریلوے کے ذریعہ کنٹینر پر مبنی مجموعی ایکزم کارگھر کی ڈھلائی کی موجودہ سطح صرف 20 فی صد ہے۔ ریلوے کو مال بھاڑے کی مسابقتی شرح کی پیش کش کے ذریعہ اسے 40 سے 50 فی صد کرنا ہوگا۔کنٹینر کمپنیوں کے ذریعہ باربرداری کے محصول میں مسلسل اضافے کی وجہ سے کنٹینر میں بھیجا جانے لگا۔اس رجحان کو روکنے کی ضرورت ہے۔

(ب) سڑک کے راستے طویل دوری تک ساز و سامان کی ڈھلائی سے قومی معیشت پر ناقابل قبول بوجھ پڑتا ہے۔ملٹی ماڈل روٹ کا استعمال کرکے اسے ریلوے کی طرف دوبارہ موڑنا ہوگا۔

(ج) رول آن رول آف خدمات کو متعارف کرانا تھا کہ شاہراہوں اور شہری ٹرانسپورٹ نظام میں بھیڑ کو کم کرنے کے لئے ساز و سامان سے لدے ہوئے ٹرکوں کو ٹرین پر لاد کر منزل تک پہنچایا جاسکے۔

(د) مارجینل لاگت کی مکمل بازیابی کو یقینی بنانے کے لئے مال بھاڑے نیز مکمل لاگت کے بجائے طے شدہ لاگت کے ایک حصہ بتا کر مارجینل لاگت کے اصول کو مستحکم کیا جانا چاہئے تا کہ مسابقتی قیمت کے ذریعہ خالی آنے والے ڈبوں پر ہونے والے خرچ کو کم کیا جاسکے۔

(ر) موجودہ گاہکوں کے لئے سامان کی مقدار پر رعایت دینے کے اصول پر عمل کرنا تا کہ زیادہ سامان ہونے کی صورت میں ریلوے سے مال ڈھلائی کی طرف راغب کیا جاسکے۔

بجٹ کی مندرجہ بالا مثبت خصوصیات کے باوجود ایک شعبہ ہے جسے نظرانداز کیا گیا ہے یعنی مال بھاڑے کے ڈھانچے کو معقول بنانا۔مسافروں کے شعبے میں ہونے والا نقصان تقریبا 30000 کروڑ روپے ہے جس کا ازالہ مال بھاڑے کے حصہ سے کیا جارہا ہے۔دہائیوں سے افراط زر کے دباؤ کے ازالے کے لئے مضافاتی اور غیر مضافاتی ٹرینوں میں سکنڈ کلاس کرائے کو معقول نہ بنانے کی وجہ سے ہندوستانی ریلوے کے پاس اس کے علاوہ کوئی متبادل نہیں بچا ہے کہ وہ مال بھاڑے میں اضافہ کرے۔اس کی وجہ سے عالمی بازار میں ہندوستانی تجارت وصنعت غیر مسابقتی ہوگئی ہے کیوں کہ ہمارے مال بھاڑے کی شرح بین اقوامی سطح سے دوگنے سے بھی زیادہ ہے۔

مسافروں کی خدمات بہتر بنانے کے لئے اس بجٹ میں ایک مرکوز کوشش کی گئی ہے اور کرائے میں مناسب اضافے کا یہی صحیح وقت ہے کیوں کہ میڈیا میں عام رائے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر سروس کا معیار بہتر بنانے کے لئے ہندوستانی ریلوے کچھ مثبت کوشش کرتی ہے تو لوگ کرائے ہیں تھوڑے اضافے کے لئے تیار ہوں گے۔اس کے باوجود ایک بار پھر ایک موقع کھو دیا گیا۔ موجودہ حکومت کی باقی ماندہ میعاد کے دوران کرائے میں سالانہ 10 فی صد اضافے سے کرائے کے ڈھانچے کو کافی حد تک معقول بنایا جاسکتا ہے۔یہ اب بھی کیا جاسکتا ہے۔

گزشتہ سال کے بجٹ میں ریلے ریگولیٹری اتھارٹی قائم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا جس کو ابھی تک قابل عمل نہیں بنایا گیا ہے۔ یہ کرائے کو معقول بنانے کا ایک اور وسیلہ ہے۔اسے ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے کسی تاخیر کے بغیر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

موجودہ حکومت نے سماج کے محروم طبقوں کو فراہم کی جانے والی تمام سبسڈیز پر نظرثانی کرنے کا ایک اچھا کام شروع کیا ہے اور صرف انہیں لوگوں تک سبسڈی پہنچانے کے لئے اقدامات کررہی ہے جو واقع اس کے مستحق ہیں۔شہروں میں رعایتی کرائے کی ضرورت صرف آزاد پیشہ لوگوں کو ہوتی ہے کیوں کہ دیگر افراد کو کسی نہ کسی شکل میں اپنے آجر سے کرائے کی رقم واپس مل جاتی ہے۔ گاؤں میں بھی جو سفر کرتے ہیں، وہ سڑک کے راستے جانا پسند کرتے ہیں اور ریلوے سے چار گنا زیادہ کرایہ ادا کرتے ہیں کیوں کہ بہتر ریل خدمات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ان کی سفری ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں۔طلبا کو تعلیمی ضرورت کے تحت سفر کے لئے رعایت ملتی ہے۔

ایک پریشانی کی بات یہ ہے کہ آپریٹنگ تناسب میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے جو 15-2014 میں 88.2 فی صد کی سطح سے 16-2015 میں 90 فی صد

اور ایک اندازے کے مطابق 178-2016 میں 92 فی صد تک پہنچ جائے گا۔ یہ داخلی سطح پر آمدنی میں اضافہ کرنے اور اخراجات میں کمی کرنے کی ضرورت کو نمایاں کرتا ہے۔ مالی کارکردگی کی خراب صورت حال کے اسباب ہیں جب کہ اطمینان سے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ سرمایہ کاری کی بڑھی ہوئی سطح ثمرآور ہو اور پروجیکٹ کے موثر بندوبست پر توجہ مرکوز ہوتا کہ لاگت اور میعاد حد سے تجاویز نہ کرے۔ نگرانی کے نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہوگی اور آرزومندانہ کیپٹل بجٹ کے کامیاب نفا کے لئے کنٹریکٹ مینجمنٹ کی صلاحیت اہم ہوگی۔

پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (پی پی پی) یا ریلوے کی زمین وغیرہ کی مونیٹرنگ کے توسط سے بجٹ کے علاوہ وسائل پیدا کرنے میں ناکامی کے اسباب کا گہرائی سے تجربہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک شعبہ ہے جہاں امکانات ہیں، وہ یہ کہ اہم سیاحتی اور مذہبی مقامات پر سستے ہوٹل کو فروغ دینا۔ یہ معاملہ ڈیڑھ دہائی سے محکمہ جاتی تعصب کا شکار رہا ہے اور اعلی سطح پر اسے فوری طور پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔ پلاٹ کی شناخت ہگئی ہے او رایک کارپوریٹ ادارہ مقرر کرنا ہوگا جو مہمان نوازی سے متعلق کمپنیوں کے لئے سنگل ونڈو فراہم کرے گا۔ آئی آر سی ٹی سی ایک متبادل ہوسکتا ہے کیوں کہ اس کے پاس تجارتی رقم ہے۔ لیکن جس ادارے کا بھی انتخاب ہو، یہ کام بہت سرعت سے ہونا چاہئے۔ اسی طرح سے ریلوے اسٹیشنوں کی جدید کاری ایک اور امکانی وسیلہ ہے جس کا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ یہاں ایک بار پھر ایک سنگل نوڈل ایجنسی کا انتخاب کرنا ہوگا جس کے پاس مختلف طرح کے کام کاج کی مہارت ہو۔ یہ کام بھی جلد ہی نمٹانا ہوگا۔

☆☆☆

ریلوے کے سرمایہ جاتی اخراجات کے ساتھ سڑکو ں اورریلوے میں دو لاکھ 18 ھزار کروڑ روپے کے اخراجات کا منصوبہ

لوک سبھا میں عام بجٹ 17–2016 پیش کرتے ہوئے وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ بنیادی ڈھانچہ اور سرمایہ کاری بجٹ کی تھیم "ٹرانسفار م انڈیا" کا پانچواں ستون ھے۔ 17–2016 میں سڑکوں اور ریلوے کے سرمایہ جاتی اخراجات پر کل دو لاکھ 18 ھزار کروڑ روپے خر چ کرنے کا منصوبہ ھے۔ سڑکیں تیار کرنے کے عمل کو تیز کرنے کے لئے پردھا ن منتری گرام سڑك یوجنا (پی ایم جی ایس وائی) کے لئے 27 ھزار کروڑ روپے اور سڑك ٹرانسپورٹ اور شاھراھوں کے لئے 55 ھزار کروڑ روپے مختص کئے گئے ھیں۔ اس کے علاوہ 15 ھزار کروڑ روپے کا انتظام این ایچ اے آئی بانڈز کے ذریعہ کرے گی۔ ریلوے کے سرمایہ جاتی اخراجات کے لئے ایك لاکھ 21 ھزار کروڑ روپے کے منصوبہ کی تجویز ھے۔

مسٹر ارون جیٹلی نے اعلان کیا کہ 17–2016 میں تقریباً دس ھزار کلو میٹر قومی شاھراہ کی منظوری دیئے جانے کی توقع ھے۔ اس کے علاوہ تقریباً 50 ھزار کلو میٹر ریاستی شاھراھوں کو قومی شاھراھوں کے طور پر اپ گریڈ کیا جائے گا۔ 17–2016 بجٹ کے تخمینہ میں بنیادی ڈھانچہ کے لئے کل منصوبہ 2 لاکھ 21 ھزار 246 کروڑ روپے کا ھے۔

انھوں نے کہا کہ حکومت موٹر وھیکل ایکٹ میں ضروری ترامیم کرے گی اور مسافرزمرے میں سڑك ٹرانسپورٹ شعبے کو وسیع تر کرے گی۔ جس سے سرمایہ کار مخصوص اھلیت اور حفاظتی اقدامات کی شرطوں پر مختلف راستوں پر بسیں چلاسکیں گے۔ اس سے غریبوں اور متوسط طبقے کو فائدہ ھوگا۔ نئی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ھوگی۔ اسٹارٹ اپ صنعت کاروں کو فروغ ملے گا اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ھوں گے۔ اصلاح کا یہ ایك بڑا اقدام ھے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ ھم ملك کے مشرقی اور مغربی ساحلوں میں نئے گرین فیلڈ بندرگاہ تیار کرنے کا منصوبہ بنارھے ھیں۔ قومی آبی راستوں کے سلسلہ میں بھی کام میں تیزی لائی جارھی ھے اور ان اقدامات کے لئے 800 کروڑ روپے فراھم کرائے گئے ھیں۔ شھری ھوابازی کے شعبے میں ایئرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا کے ذریعہ اور ریاستی حکومتوں کی شراکت میں بھی ایسی ھوائی پٹیوں کی صورت حال بھتر بنائی جائے گی جو بالکل استعمال نھیں ھورھی ھیں یا کم استعمال ھورھی ھیں۔

جینت رائے چودھری

بجٹ 2016-17:

عام آدمی، کارپوریٹ سیکٹر اور عوام کے لیے ٹیکس

2016-2017 کے بجٹ میں ایک حیرت انگیز بات ایک نئی 'ایکولائزیشن لیوی' کی شمولیت ہے جو برطانیہ کی طرف سے متعارف کرائے گئے 'گوگل ٹیکس' کے مشابہ ہے۔ اس کے ذریعہ ان ادائیگیوں پر چھ فیصد ٹیکس لگایا جائے گا جو بھارتی شہری غیر ملکی کارپوریشنوں کو آن لائن ادائیگی کریں گے۔ اس میں خدمات سے متعلق ای کامرس پلیٹ فارم بھی شامل ہے جیسے آن لائن اشتہارات وغیرہ۔

مصنف ٹیلی گراف میں سینئر بزنس ایڈیٹر ہیں۔

سال 2016-2017 کے مرکزی بجٹ کو ہم خام تیل کی قیمتوں میں آنے والی سب سے زیادہ کمی کے مدنظر جرأت مندانہ ٹیکس اقدامات کے لیے ایک وسیع موقع کے طور پر بیان کر سکتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں سبسڈی دباؤ بتدریج کمی آئی ہے اور جو بھارتی معیشت کے لیے محرک ہوگا اور عالمی سست روی کے دور میں اس کی ترقی کی رفتار کو مزید تیز کر سکتا ہے۔

ٹیکس میں کمی - کارپوریٹ اور ذاتی دونوں طرح کے ٹیکسوں میں، آمدنی کے ان حدود میں اضافہ جو کہ ٹیکس کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں، جس نے تیز رفتار زر کا ماحول پیدا کیا ہے جس کا پچھلے کچھ برسوں میں بھارت کو سامنا رہا ہے- سے صرف بازار کے جانکاروں اور ماہرین سے تعریفیں ہی نہیں حاصل کی جا سکتی بلکہ اس سے ممکنہ Laffer curve حاصل کیا جا سکتا ہے جو کہ ٹیکس کی براہ راست آمدنی پر اثر انداز ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر شرحوں میں نرمی بھی کر دی جائے۔

تاہم، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ 2016-2017 کا بجٹ ایک تجربہ ہے جس کا اپنا ایک معیار ہے۔ اور یہ ٹیکسوں کو معقول بنانے کی سمت میں ایک طویل مدت سے انتظار کیے جا رہے اقدام کی طرف اشارہ دیتا ہے اور یہ لبھاونے طریقے سے ٹیکسوں کی اضافی معقولیت کے وعدوں پر مشتمل ہے جو کہ آنے والے برسوں چھوٹ کو ختم کر کے ٹیکس کو کم کر سکتا ہے۔

انفرادی ٹیکس دہندگان کو راحت

اس بار بجٹ میں چھوٹے ٹیکس دہندگان کو راحت دی گئی ہے۔ کرایہ کے مکانوں میں رہنے والوں ملازمین کو راحت دینے کے لئے دفعہ 80 جی جی کے تحت ادا کئے گئے مکان کے کرایے پر ٹیکس کٹوتی کی حد موجودہ 24 ہزار روپے سالانہ سے بڑھا کر 60 ہزار روپے سالانہ کر دی گئی ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے جن کی آمدنی سالانہ پانچ لاکھ سے زائد نہیں ہے۔

گھر خریدنے والوں کو پہلی بار 2016-17 بجٹ میں رہائشی قرض پر دیئے جانے والے سود میں سالانہ اضافی پچاس ہزار روپے کی کٹوتی کی گئی ہے۔ ریئلٹی مارکیٹ کی اداس صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ نہ صرف گھر کے خریداروں کے لیے مفید ہے بلکہ ریئل اسٹیٹ شعبے کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ اس میں ایک شرط یہ ہے کہ گھر کی قیمت پچاس لاکھ سے متجاوز نہ ہو اور گھر خریدنے کے لیے جو قرض لیا گیا ہو وہ 35 لاکھ روپے

سے زائد نہ ہو۔

گھر کی تعمیر یا خود کی جائیداد میں گھر کی تحویل کا کام تکمیل تک پہنچانے کی معینہ مدت، سود میں دی گئی اس کمی کا فائدہ حاصل کرنے کا اہل ہونے کے لیے، بڑھا دی گئی ہے۔ پہلے یہ مدت تین برس تھی اور اب اسے پانچ برس کردیا گیا ہے۔

سپر رچ ٹیکس یعنی بہت ہی باثروت ٹیکس

بجٹ میں اس سال ان لوگوں پر سرچارج میں اضافہ کردیا گیا ہے جن کی آمدنی ایک کروڑ سے زائد ہو۔ ٹیکس ٹریٹمنٹ میں عظیم اکویٹی لانے کے لیے اسے پہلے کے بارہ فیصد سے بڑھا کر 15 فی صد کردیا گیا ہے۔ ٹیکس کو 'سپر رچ ٹیکس' بتایا گیا جو عالمی ٹریٹمنٹ کے ساتھ جڑا ہے جہاں جو لوگ زیادہ کماتے ہیں انہیں نشانہ بنایا جارہا ہے، یہ جاننے کے بعد کہ وہ کبھی کبھی ٹیکس کی پناہ لیتے ہیں ٹیکس سے بچنے کے لیے، جس کی وجہ سے ان کے متوسط طبقے کے شہریوں کو متاثر ہونا پڑتا ہے اور حکومتیں معاشی سست روی کے اس دور میں ٹیکسیشن کی نئی راہیں تلاش کرنے کی جدوجہد کرتی ہیں۔

ایک دوسرے اقدام میں جسے امیر مخالف کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے جو کہ ضروری نہیں غریبوں کے مفاد میں ہو، وہ ہے افراد، غیر منقسم ہندو خاندانوں اور کمپنیوں پر مجموعی تنخواہ تقسیم پر 10 فیصد ٹیکس منافع کی تجویز۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو سالانہ دس لاکھ سے زائد کماتے ہیں۔

اسی طرح، بھارت میں کاروں کے لیے دیوانگی کو دیکھتے ہوئے دس لاکھ سے زیادہ قیمت والی لگزری گاڑیوں کی خرید پر ایک فی صد کی شرح سے سورس (منبع) پر ٹیکس لگایا گیا ہے اور دو لاکھ کی قیمت سے زیادہ کی اشیا اور خدمات خریدنے کو بھی اسی زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔ تاہم بہت سے معاشی ماہرین کہتے ہیں کہ دس پندرہ لاکھ کی کاروں کو مشکل سے ہی 'لگژری' کا نام دیا جاسکتا ہے۔ لیکن، ایک قوم جس کی آبادی کا ایک قابل ذکر طبقہ اب بھی دو وقت کے کھانے کا انتظام کرنے کے قابل نہیں ہے، اس پر بھی بات کی جاسکتی ہے کہ دس لاکھ کی کار یا دو لاکھ کے ساز وسامان پر کوئی خرچ کرسکتا ہے اور اس نے توجہ اپنی جانب مبذول کرائی ہے۔

کالا دھن ٹیکس

اپنے اس سیاسی وعدے کو کہ وہ کالے دھن کو معیشت میں واپس لائے گی، سرکار نے گھریلو کالے دھن کے لیے 'انکم ڈکلیریشن اسکیم 2016' (یعنی آمدنی اعلامیہ اسکیم) شروع کی ہے، جو ٹیکس ادا کرنے والوں کو ایک موقع دیتی ہے کہ وہ اپنی نامعلوم آمدنی کا اعلان کریں اور اس پر 30 فی صد ٹیکس دیں، اس کے ساتھ ہی سات اعشاریہ پانچ فیصد کا سرچارج اور اتنا ہی جرمانہ ادا کریں جو نامعلوم آمدنی کا 45 فی صد ہے۔ یہ نامعلوم دولت جو غیر ممالک میں پڑے ہیں، کے لئے گزشتہ سال پیش کی گئی اس طرح کی ایک تجویز جیسی ہے۔

ای پی ایف او فنڈز

وزارت خزانہ نے ملازمین کی پراویڈنٹ فنڈ میں پراویڈنٹ فنڈ بچت کے ایک پر ٹیکس لگایا ہے۔ یہ یکم اپریل 2016 کے بعد نکالے جانے والے پیسوں پر ہوگا۔ بجٹ میں یہ اعلان کیا گیا کہ ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ، جو ملک کا سب بڑا بچت فنڈ ہے جس میں چھ اعشاریہ پانچ لاکھ کروڑ کا فنڈ ہے، میں 60 فیصد بچت پر نکالے جانے کے وقت ٹیکس لگایا جائے گا۔ تاوقتیکہ، اس رقم کو ایک سالانہ وظیفے کی اسکیم میں دوبارہ لگا دیا جائے جو شہریوں کو پنشن کی ادائیگی کرتی ہے۔ یکم اپریل 2016 سے پہلے ای پی ایف میں جمع کیے گئے پیسوں پر اخراج کے وقت کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

بعد میں یہ واضح کیا گیا کہ وزارت خزانہ نے کہا ہے کہ وہ سامایہ کاری کی ایک خاص رقم کو بلا ٹیکس نکالنے کی اجازت دینے پر غور کرے گی جبکہ سود پر ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ ابتک یہ کہا گیا ہے کہ وزارت داخلہ اور خزانہ کی جانب سے تنخواہ دار افراد اور یونین کی نمائندگی کے لیے سے اس پر دوبارہ غور وخوض جاری ہے۔ مختلف پنشن فنڈز کے درمیان ٹیکس ٹریٹمنٹ میں ایکوئٹی لانے اور لوگوں کو پورا پیسہ نکال لینے کی بجائے اس کی سرمایہ کاری پر ابھارنے کی غرض سے اٹھائے گئے اس اقدام کی کیا تصویر ہوگی، یہ دیکھنا ابھی باقی ہے۔

تاہم، حکومت نے یہ واضح کیا ہے کہ ان لوگوں کی اکثریت جن کے لیے ای پی ایف اسکیم بنائی گئی تھی، جو پندرہ ہزار یا اس سے کم کی تنخواہ پاتے ہیں انہیں ان کے ای پی ایف کی بچت کو بغیر کسی ٹیکس کے نکالنے کی اجازت ہوگی۔ آج کے وقت میں ای پی ایف او میں اپنا حصہ ادا کرنے والے تین اعشاریہ سات کروڑ ممبران میں سے تین کروڑ سبسکرائبر اس زمرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس زمرے کے لوگوں کے لیے نئے نظام میں کوئی تبدیلی نہیں

ہونے جارہی ہے۔

کارپوریٹ ٹیکس

عالمی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کارپوریٹ کے لیے ٹیکس کی شرحوں میں نرمی لانے کے اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے اس بجٹ میں چھوٹی کمپنیوں کے لیے ہیڈ لائن کارپوریٹ ٹیکس کی شرحوں میں کمی کرکے اس کی شروعات کردی گئی ہے۔

2014-15 مالی سال کے دوران پانچ کروڑ سے کم کا مجموعی ٹرن اوور رکھنے والی کمپنیوں کے لیے 29 فیصد کے ہیڈ لائن ٹیکس ریٹ کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ نئی اسٹارٹ اپس کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے نئی کمپنیوں کی خاطر ٹیکس ریٹ کو 25 فی صد کردیا گیا ہے۔ اپریل 2016 اور 2019 کے درمیان تشکیل دی جانے والی اسٹارٹ اپس کے لیے تین سال تک ٹیکس سے آزاد ہونے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ سرمایہ کاری پر کسی بھی طرح کی ٹیکس کٹوتیوں اور کسی قسم کے تحفظ کا دعوی نہیں کریں گے۔

افراد اور ہندو متحدہ خاندانوں کو اسٹارٹ اپس کمپنی تشکیل کرنے پر ابھارنے کی کوشش میں، بجٹ میں یہ بھی تجویز پیش کی گئی ہے کہ رہائشی اقامتی جائیداد کی منتقلی سے طویل مدتی سرمایہ والے فائدے کو بھی ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا جائے گا اور اس طرح کے مالی فائدوں کی اسٹارٹ اپ کمپنی کے شیئرس میں سرمایہ کاری ہوگی اور فرد یا ہندو متحدہ خاندان کمپنی کے 50 فیصد سے زائد شیئرس کے مالک ہوں گے اور یہ نئی کمپنی اس پیسے کو جسے شیئرس میں لگایا گیا ہے، کا نئے اثاثے کی خرید میں استعمال کرے گی۔

چھوٹ کو ختم کرنا

جیسا کہ حکومت نے پہلے خبردار کیا تھا کہ ٹیکس کو ایک ساتھ مل کر چھوٹ کو ختم کرکے معقول بنایا جائے گا، جس نے آمدنی ٹیکس ایکٹ کو کم معلومات رکھنے والے لوگوں کے لیے ایک ڈراؤنا خواب بنادیا ہے، اور چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس کے لیے باعث خوشی، کہ وہ اپنے فریقوں کو ٹیکس سے بچانے کے لیے ٹیکس پناہ گاہیں تلاش کرتے ہیں۔

اس کے لئے ایک خاکے کا اعلان کیا جاچکا ہے۔

فی الحال، بھارتی حکومت شمال مشرقی خطے اور کچھ مخصوص زمروں کی ریاستوں جیسے جموں وکشمیر اور ہماچل پردیش میں مینوفیکچرنگ یونٹ کے قیام کے ساتھ ساتھ بجلی کی پیداوار، تقسیم اور ترسیل کے لئے علاقے اور سرمایہ کاری کی بنیاد پر ٹیکس چھوٹ دیتی ہے۔

نظریہ یہ ہے کہ قانونی چارہ جوئی میں کمی کی جائے اور ٹیکسوں کے طریقہ کار کو معقول بنایا جائے۔ فی الحال، کیونکہ مختلف چھوٹ کی وجہ سے، مؤثر ٹیکس کی شرح تقریبا 23 فیصد ہے جبکہ قانونی شرح اس سے کہیں زیادہ 30-33 فیصد ہے۔ ان استثنائی حالتوں کے نتیجے میں آج آمدنی پہلے جیسے 62 ہزار کروڑ سے زیادہ پر کھڑی ہے۔

بیرون ممالک (Offshore) کے لیے کم از کم متبادل ٹیکس (MAT)

غیر ملکی کمپنیوں کے ٹریٹی فوائد کا دعوی کرنے یا بھارت میں کسی موجودگی کے بغیر غیر ملکی کمپنیوں کے مال کمانے (FIIs کے علاوہ) کی صورت میں کم از کم کے متبادل ٹیکس (MAT) کے کردار کے سلسلے میں تنازعہ کو اب آرام دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

2016–2017 کا بجٹ، MAT دفعات کے اطلاق کو یکم اپریل 2001 سے پہلے کی غیر ملکی کمپنی پر کرنے سے روکنے کی تجویز پیش کرتا ہے، ایسی صورت میں جب کہ کمپنی ایک ایسے ملک کی ہو جس کے ساتھ بھارت کا کوئی معاہدہ نہیں یا کمپنی بھارتی قوانین کے تحت پرائیویٹ ایکوئٹی انویسٹر (نجی ایکوئٹی سرمایہ کار) نہیں ہے۔

گوگل ٹیکس

2016–2017 کے بجٹ میں ایک حیرت انگیز بات ایک نئے 'ایکولائزیشن لیوی' کی شمولیت ہے جو برطانیہ کی طرف سے متعارف کرائے گئے 'گوگل ٹیکس' کے مشابہ ہے۔ اس کے ذریعہ ان ادائیگیوں پر چھ فیصد ٹیکس لگایا جائے گا جو بھارتی شہری غیر ملکی کارپوریشنوں کو آن لائن ادائیگی کریں گے۔ اس میں خدمات سے متعلق ای کامرس پلیٹ فارم بھی شامل ہے جیسے آن لائن اشتہارات وغیرہ۔

سزا

ایک دلچسپ شق جو اس بجٹ میں متعارف کرائی گئی وہ یہ ہے، کہ آمدنی کو کم بتانے کی صورت میں یکم اپریل 2016 سے ٹیکس کے قابل رقم پر 50 فی صد جرمانہ لگایا جائے گا۔ حقائق کی غلط انداز میں پیش کرنے کی صورت میں جرمانہ 200 فی صد ہوسکتا ہے۔ فی الحال، جرمانے کا تعین انکم ٹیکس افسران کی صوابدید پر ہے اور آمدنی چھپانے یا جھوٹ بنیاد پر پیش کرنے کی صورت میں 100 فی صد سے 300 فی صد کے درمیان تک جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔

امریکہ محصولات

مالی وفاقیت کے فروغ میں، کل وسائل جو ریاستی حکومتوں کو منتقل کیے جاتے ہیں، میں بھی سال 2016-17 کے لیے بجٹ تخمینے میں 12 فیصد کا صحت منداضافہ ہونے کی پیش گوئی ہے۔ ایسا اس وقت محسوس ہوتا ہے جب سال 2015-16 کے لیے نظر ثانی شدہ تخمینے سے اس کا موازنہ کیا جاتا ہے۔

تاہم، ان لوگوں کی آمدنی پر جو ریاستوں کے ساتھ اشتراک نہیں رکھتیں پر، محصولات کو مسلط کرنے کے بڑھتے ہوئے رجحان نے مجموعی آمدنی کے فیصد کو کم کردیا ہے جو ریاستوں کو منتقل کیے جاسکتے ہیں یا ریاستوں کی جانب سے ایک قسم کا چیلنج تصور کیے جاسکتے ہیں۔

نیا نیا لایا گیا خدمات پر کرشی کلیان محصول، جس کے لیے پانچ ہزار کروڑ روپے حاصل ہونے کا اندازہ ہے، جلد ہی مکمل طور پر مرکزی حکومت کو منتقل ہوجائے گا، اسی طرح کاروں پر انفراسٹرکچر محصول سے تین ہزار کروڑ حاصل کرنے کا تخمینہ ہے۔ 2016-17 میں، اس طرح کی لیویز سے 1.9 لاکھ کروڑ روپے سے زائد اکٹھا ہوگا۔ یا پھر تمام مرکزی ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی مجموعی رقم کا 12 فی صد اور ان ٹیکسوں میں مرکز کے اپنے حصہ کا تقریبا پانچواں حصہ جمع کیا جائے گا۔ ☆☆☆

ارمی اے گوسوامی

صحت کا بجٹ

سماجی شعبے کے خرچ کو ایک ذرائع کے بہاؤ کے طور پر دیکھنے کا ایک عام رجحان ہے خصوصاً تعلیم یا صحت کی دیکھ بھال فراہم کرنے کی صورت میں۔ اسی کے حصے کے طور پر ان لوگوں کی جانب سے جو صحت کی دیکھ بھال کی نجکاری کے حق میں ہیں ،سرکاری اخراجات کو محدود کرنے کی آواز لگاتے ہیں۔ حکومت اگر ان شعبوں سے اگر اور منہ پھیرتی ہے تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ہو گی۔ صحت میں سرمایہ کاری ترقی کی کلید ہے۔

مصنفہ اکنامک ٹائمز میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں۔

وزیر خزانہ نے سوامی وویکانند کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ''سیاست کی کوئی بھی سطح اس وقت تک فائدہ مند نہیں ہوسکتی جب تک کہ بھارت میں عوام اچھی طرح تعلیم یافتہ نہ ہیں انہیں اچھی طرح غذا فراہم نہ کی جائے اوران کی اچھی طرح دیکھ بھال نہ کی جائے''۔ یہ احساس کہ تعلیم اور صحت ،ترقی کے منصوبے کے لیے مرکزی اہمیت رکھتے ہیں،2016 کے بجٹ میں اس پر توجہ دی گئی ہے۔اس احساس کے باوجود مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کے ایک حصہ کے طور پر عوامی اخراجات،گزشتہ دہائی میں مسلسل 1.3 فیصد کے نشان کے ارد گرد ہی رہے ہیں۔صحت کے لیے مرکزی بجٹ میں جی ڈی پی کا0.25 فی صد مختص کیا گیا ہے،یعنی اس میں مسلسل کمی جاری ہے۔صحت پر سرکاری اخراجات کو بڑھانے کے مقصد سے قومی صحت پالیسی 2015 میں طے کیا گیا تھا کہ جی ڈی پی کا 2.5 فیصد حصہ صحت پر خرچ کیا جائے گا تاہم اس کے لیے ابھی مزید انتظار کرنا ہوگا۔

صحت کے ضمن میں بھارت کے سرکاری انتظامات ،اس کے پڑوسی ممالک جیسے چین اور سری لنکا سے بہت پیچھے ہیں۔ چین میں،2013 میں صحت پر جی ڈی پی کا 5.4 فیصد پر خرچ ہوتا تھا۔جبکہ سرکاری اخراجات 3.1 فیصد تھی۔صحت پر بھارت کا مجموعی خرچ جی ڈی پی کا تقریباً پانچ فیصد ہے جوفی کس آمدنی کی ایک ہی سطح پر دیگر ترقی پذیر ممالک کے ساتھ قابل موازنہ ہے ۔دریں اثناء صحت پر سرکاری اخراجات کو 1.3 فیصد کے نشان کو پار کرنا ابھی باقی ہے۔

جس طریقے سے بجٹ میں صحت کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اسے سمجھنے اور جاننے کے لیے ہمیں تین وسیع سوالات پر نظر ڈالنی ہوگی۔سب سے پہلے، بجٹ ،صحت کے خراب نتائج میں کردار ادا کرنے والے عوامل سے نمٹنے کی کس طرح کوشش کرتا ہے۔دوسرا، صحت کی دیکھ بھال تک رسائی کو بہتر بنانے کے لئے کئے جانے والے اقدامات۔تیسرا پہلو صحت کی دیکھ بھال کے بنیادی ڈھانچوں کی صورت حال،جس میں ویکٹر سے پیدا ہونے والی بیماریوں پر کنٹرول،صحت کی دیکھ بھال سے متعلق مشق و پریکٹس کرنے والے اور تحقیق کی دستیابی بھی شامل ہے۔ان میں سے کوئی بھی پہلو دوسرے سے آزاد نہیں ہے اور یہ سب ایک ساتھ مل کر عمومی صحت اور بہبود اہم انداز میں اثر انداز ہوتے ہیں۔

صحت کو بہتر بنانے اور صحت کی دیکھ بھال کے اقدامات،غربت کے کسی بھی طرح کے واقعات میں کمی لانے کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔صحت پر اخراجات اکثر لوگوں کو غریب سے غریب تر ہونے سے بچانے میں واحد اہم عنصر ہوتا ہے۔صحت کی دیکھ بھال سے متعلق محدود رسائی خراب صحت کو مزید بدتر بنا دیتی ہے۔جو کسی بھی صورت میں پروڈکٹیوٹی (پیداواری) ، معاشی نتائج اور عوام کی طرز زندگی پر زبردست اثرات

مرتب کرتی ہے۔

صحت پر کم سرکاری خرچ ایک سنگین امر ہے۔ ایک ہی وقت میں، حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرے جو حفظان صحت سے متعلق عام صورت حال جیسے ہوا کا معیار، پانی، صفائی کو بہتر بنا سکیں جو خراب صحت اور بیماری کے واقعات میں کمی کر سکتی ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ حفظان صحت کی طرف سے سرکاری اخراجات نہیں حاصل ہیں تو یہ ضروری ہے کہ عوام کی خراب صحت کی صورتحال میں کردار ادا کرنے کے لیے ان حالات میں بہتری لانے کے لیے سرمایہ کاری ضروری ہے۔ یہ بھی واضح طور پر نا کافی ہے تاہم یہ صحت کے نظام پر دباؤ کو کم کرنے کے لیے فائدہ مند ہے۔ اس تناظر میں کیا 2016 کے اس بجٹ میں واضح اقدامات کیے گئے ہیں؟ یہ فلاح و بہبود کے بارے میں خدشات، انسانی زندگی کو بہتر بنانے، اور پیداوری، اور صحت کے درمیان باہمی رشتوں کو واضح کرتا ہے۔

اس باہمی رشتے کو وزیر خزانہ کے اس نقطہ نظر میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے جسے انہوں نے کھانا پکانے کے دوران ''دھوئیں کی لعنت'' کا نام دیا ہے۔ "باورچی خانے میں آگ جلانا" وزیر خزانہ کے مطابق ''ایک گھنٹے 400 سگریٹ جلانے کی طرح ہے''۔ اگلے تین سالوں میں پانچ کروڑ خط افلاس سے نیچے والے گھرانوں کی خواتین ممبروں کے نام پر ایک ایل پی جی کنکشن فراہم کرنے کی تجویز، صحت کے لئے مختص بجٹ کا حصہ نہیں ہے، جبکہ یہ صحت کے تعلق سے ایک اہم مداخلت ہے۔ کاروں پر محصول، ایک فیصد چھوٹی پیٹرول اور سی این جی گاڑیوں پر، ڈیزل گاڑیوں پر 2.5 فیصد اور بڑے انجنوں کی صلاحیت والی گاڑیوں اور SUVs پر چار فیصد محصول نے شہری علاقوں میں آلودگی میں اور تیزی لائی ہے جو صحت سے متعلق ایک دوسری مداخلت ہے۔ گندی ہوا، گھر کے اندر یا باہر، کا صحت پر بہت زیادہ اور منفی اثر مرتب ہوتا ہے۔

سوچھ بھارت ابھیان کے لئے بڑھتی ہوئی الاٹمنٹ ایسی تیسری مداخلت ہے۔ صحت عامہ کا پینے کے صاف پانی اور حفظان صحت تک رسائی کے ساتھ قریبی رابطہ ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق، صرف 46.9 فیصد گھروں کے پاس اپنی چہار دیواری میں بیت الخلا موجود تھا۔ سوچھ بھارت ابھیان کے لیے جو 9000

کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ 2015-16 میں 6525 کروڑ روپے تھے، اسے ایک بڑی صحت مداخلت کے طور پر جانچا پرکھا جانا ضروری ہے۔ یہ اچھی خبر ہے، تاہم، توجہ بیت الخلا کی تعمیر کے علاوہ اس کے استعمال اور رویے کو تبدیل کرنے کی جانب منتقل کی جانی چاہیے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے بیت الخلا کا پائیدار ہونا ضروری ہے۔ اس میں باقاعدگی سے پانی کی فراہمی اور انتظام و انصرام ہونا چاہیے۔ اگر صرف بیت الخلا کا استعمال بڑھ جاتا ہے تو واضح صحت تبدیلیاں محسوس کی جاسکیں گی۔ قومی دیہی پینے کے پانی کے پروگرام کے لئے پہلے کی مختص رقم 4373 کروڑ روپے میں تھوڑا سا اضافہ کراسے 2016-17 میں 5000 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ کچھ ماہرین نے پینے کے پانی کے لئے مختص رقم میں بہت معمولی سے اضافہ کے بارے میں تشویش ظاہر کی ہے کیونکہ پانی کے معیار اور پائیداری کے مسئلے، خاص طور پر دیہی علاقوں میں مسلسل جاری رہتے ہیں اور یہ صورتحال بہت سے علاقوں میں خشک سالی کے بحران کی جانب بھی لے جا سکتی ہے۔

ہوا اور پانی کے معیار میں بہتری اور صفائی ستھرائی کی سطح میں بہتری، بیماری کے واقعات کو کم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ انتہائی غریب آبادی کے سبب، صحت کی دیکھ بھال کی پالیسی پر ضروری توجہ دی جانی چاہیے۔

سرکاری اخراجات کی کم سطح کا مطلب یہ ہے کہ صحت پر اخراجات کا ایک بڑا حصہ جو کہ تقریبا 70 سے 80 فی صد کے درمیان ہے، ان گھرانوں کے نجی وسائل آمدنی اور بچت کے ذریعہ برداشت کیا جاتا ہے۔ تمام تر طبی اور دیگر متعلقہ غیر طبی اخراجات اسپتال میں بھرتی کرائے جانے کے اعتبار سے، دیہی علاقوں میں 16.956 روپے اور شہری علاقوں میں 26.455 روپے ہے۔ اسپتال میں داخل کیے بغیر کرائے جانے والے علاج کا اوسط مجموعی طبی خرچ فی فرد دیہاتوں اور شہروں میں بالترتیب 509 روپے اور 639 روپے ہے۔

کم عوامی خرچ کا مطلب یہ ہے کہ آبادی کا بڑا حصہ اپنی صحت کی دیکھ بھال کی ضروریات تک رسائی حاصل کرنے کے لیے نجی سہولیات فراہم کرنے والوں سے حاصل کرتا ہے۔ 2015 کی این ایس ایس او

رپورٹ ، بھارت میں سماجی کھپت کے اہم اشارے: صحت (71واں مرحلہ، جنوری سے جون 2014 تک)، سے پتہ چلتا ہے کہ نجی شعبے آؤٹ پیشنٹ (باہری مریض) اور اسپتال میں داخل کیے جانے کے بعد کی دیکھ بھال کی فراہمی میں مسلسل ایک اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اسپتال میں داخل نہ ہونے والے مریضوں کے علاج میں سرکار کی جانب سے فراہم کی سہولیات کا حصہ 11.5 فیصد کم ہے۔اس میں کافی مالی مضمرات بھی ہیں۔ سرکاری اسپتالوں کے مقابلے اسپتال میں داخل ہوکر علاج کرانے کے معاملات میں علاج کا اوسط طبی خرچ پرائیویٹ اسپتالوں میں سرکاری اسپتالوں سے چار گنا زیادہ ہے ۔اسپتال میں رہ کر علاج کی اوسط قیمت سرکاری اداروں میں 6120 روپے ہے ،اس کے مقابلے نجی اداروں میں یہ قیمت 25850روپے ہے۔

دونوں میں اخراجات کا تناسب آدمی کی جیب سے باہر کا معاملہ ہے اور زیادہ مہنگی نجی سہولیات فراہم کرنے والے اداروں پر انحصار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ غریب کو اس کا فائدہ نہیں ہوگا اور تباہ کن صحت یا بیماری کے واقعات میں غربت کی جانب ان کی پیش قدمی کے آثار اور پیدا ہوجاتے ہیں۔

سنگین بیماری غریب کی مالیاتی حالات پر شدید طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔2016 کے بجٹ میں اس صورت حال کا تدارک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوامی صحت انشورنس پر توجہ کی بنیاد پر، بجٹ میں غریبوں اور اقتصادی طور پر کمزور خاندانوں کی ضروریات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے ۔ان کی پہنچ سے باہر کے غیر متوقع اخراجات کے سبب صحت انشورنس میں اضافہ کرکے اس جانب توجہ کی گئی ہے۔ وزیر خزانہ نے فی خاندان ایک لاکھ کے انشورنس کا اعلان کیا ہے۔ بزرگ شہریوں کے لیے تیس ہزار روپے کے اضافی انشورنس کا اعلان بھی ہوا ہے۔ 2016-17 میں صحت انشورنس کے لئے ایک ہزار پانچ سو کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ یہ 2015-16 کے نظر ثانی شدہ تخمینے سے زیادہ ہے جس میں 595 کروڑ روپے کے اخراجات پیش کیے گئے تھے۔

بہتر عوامی صحت انشورنس رسائی کو بہتر بناتا ہے، خاص طور پر ان سنگین بیماریوں کی صورت میں جن میں

اسپتال میں داخل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم، بھارت جیسے ملک میں جہاں بیشتر آبادی خط افلاس سے نیچے اور حاشیے پر زندگی گزارتی ہے، ایک بہتر اور مؤثر صحت کی دیکھ بھال کے نظام کے لئے کوئی متبادل نہیں ہے۔بعض مثبت آثار بھی موجود ہیں۔ 2015 کی این ایس ایس او رپورٹ (71واں مرحلہ) میں عوامی صحت نظام کی جانب 2004 کے (60ویں مرحلے) کے سروے کے بالمقابل دیہی علاقوں میں ایک معمولی لیکن اہم جھکاؤ نظر آتا ہے۔ 71ویں راؤنڈ کے مطابق 28.3 فیصد لوگ سرکاری نظام میں صحت کی دیکھ بھال یا علاج کرتے ہیں جبکہ 60ویں راؤنڈ میں صرف 22 فیصد سرکاری شعبے میں علاج کراتے تھے۔ یہ اضافہ نہ کے برابر ہے کیونکہ یہ دس سالہ مدت کے دوران اتنا ہو پایا ہے جبکہ اس دوران آبادی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

اگرچہ سرکاری اخراجات میں اضافہ کیا گیا ہے تاہم اس سطح پر نہیں کیا گیا جس کی ضرورت ہے۔ مالی سال 2015-16 کے پہلے آٹھ ماہ میں صحت پر حقیقی سرکاری خرچ میں 9 فیصد اضافہ درج کیا گیا۔ بجٹ الاٹمنٹ میں مسلسل اضافہ ہوا ہے ، 2012-13 میں 27.884 کروڑ روپے، 2014-15 میں 34.957 کروڑ روپے، اور موجودہ بجٹ میں 39.533 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

لیکن ملک میں صحت کی دیکھ بھال کے مسائل کو دیکھ کر امید کی کرنیں مدھم ہو جاتی ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق، بھارت میں ہر سال 52 لاکھ افراد اپنی زندگیوں سے محروم ہو رہے ہیں اور شہری بھارت میں اموات کی شرح میں 2021 تک 42 فیصد بڑھنے کا امکان ہے ۔ بھارت میں ہر منٹ میں ایک آدمی دورہ پڑنے کی وجہ سے فوت ہوتا ہے۔ 40 سال سے کم عمر کا ہر چھٹا مریض کینسر اور کارڈیو واسکولر بیماری کا شکار ہے۔ 2016-30 کے درمیان، بھارت میں غیر متعدی بیماریوں کا اقتصادی بوجھ 6.2 ٹریلین ڈالر ہو جائے گا۔اس ضرورت سے کوئی انکار نہیں کہ سرکاری اخراجات اور صحت کی دیکھ بھال کے انتظامات میں زبردست اضافہ کی ضرورت ہے۔ بھارت صحت پر فی کس سرکاری اخراجات کے اعتبار سے 157ویں مقام پر ہے، جو کہ صرف 44 ڈالر پی پی پی ہے۔ بہتر انشورنس اس سلسلے میں مددگار ہو سکتے ہیں خصوصاً ان سنگین بیماریوں کی صورت میں جن میں اسپتال میں داخل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن بہتر صحت کے نتائج کو یقینی بنانے کے، بنیادی صحت کے مراکز اور ذیلی مراکز کے نیٹ ورک کو یکسر بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔اس کے

لیے ان مراکز کو صحت کی دیکھ بھال کے تربیت یافتہ اور پیشہ ور افراد، عملے اور ادویات سے لیس کرنا ضروری ہے۔

جب بات ادویات تک رسائی کی آتی ہے، تو حکومت نے 2008 میں جن اوسادھی اسکیم شروع کی تھی، جو عام ادویات تک رسائی کو بہتر بنانے کے لئے مانی جاتی تھی۔ تاہم، یہ اسکیم رفتار نہیں پکڑ سکی۔ صرف 164 جن Ausadhi اسٹورز، قائم کئے گئے ہیں جن میں سے صرف 87 فعال ہیں۔ وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ 3000 جن Ausadhi اسٹورز قائم کیے جائیں گے اور 2015–16 کے بجٹ میں اس کے لیے 16.9 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ یہ قدم قابل تحسین ہے تاہم حکومت کے لیے عام درپیش حقیقی مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے مثلاً ڈاکٹر عام ادویات نہیں تجویز کرتے اور عام ناموں کے تحت ادویات کی عدم دستیابی اسی طرح کے مسئلے ہیں جن سے نمٹنا ضروری ہے۔

بڑا مسئلہ عوامی صحت کی دیکھ بھال کے اداروں کی ناقص کارکردگی کا ہے۔ یہاں تک کہ پرائمری اور سیکنڈری صحت کی دیکھ بھال کے مراکز قائم کیے گئے، لیکن وہ بھی عملی طور پر غیر فعال رہے۔ خالی اسامیوں اور صحت کے اہلکاروں کی کمی نے اس نظام کو گھن لگا دیا۔ ماہرین، ڈاکٹرز، اسٹاف نرسوں کی کمی، صحت خدمات تک رسائی کو متاثر کرتی ہے، خاص طور پر دیہی علاقوں میں۔ صحت کے بنیادی ڈھانچے اور صحت اہلکاروں میں دوری اور عدم مساوات سنگین ہوتی جارہی ہے۔

قومی دیہی صحت مشن کا ایک تشخیصی مطالعہ جو سات ریاستوں اتر پردیش، مدھیہ پردیش، جھارکھنڈ، اڑیسہ، آسام، جموں وکشمیر اور تمل ناڈو میں کیا گیا، میں پایا گیا کہ 95 فیصد تک ہنرمند صحت اہلکاروں کی کمی ہے۔ دیہی صحت کے اعداد وشمار 2015 کے مطابق پورے بھارت کی سطح پر کمیونٹی صحت مراکز میں سرجنوں کی مجموعی ضرورت میں 83 فی صد کی کمی ہے اور خصوصی ڈاکٹروں کے لئے منظور سیٹوں میں سے صرف 27 فیصد سیٹوں پر بحالیاں ہوئی ہیں۔ بہترین انشورنس اسکیمیں، یا سب سے بہترین جن Ausadhi اسٹورز کے ذخیرے ضروری طبی امداد کے بغیر بے معنی ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہندوستانی نظام صحت کو مؤثر، اور سستی کرنا ہے تو سرکاری یا عوامی مالی امدادی اداروں کو بہتر کام انجام دینا ہوگا۔ ورنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آبادی کے بڑے حصے کو زیادہ مہنگے طریقوں تک رسائی کے لئے مجبور کیا جارہا

> **بڑا مسئلہ عوامی صحت کی دیکھ بھال کے اداروں کی ناقص کارکردگی کا ہے۔ یہاں تک کہ پرائمری اور سیکنڈری صحت کی دیکھ بھال کے مراکز قائم کیے گئے، لیکن وہ بھی عملی طور پر غیر فعال رہے۔ خالی اسامیوں اور صحت کے اہلکاروں کی کمی نے اس نظام کو گھن لگا دیا۔ ماہرین، ڈاکٹرز، اسٹاف نرسوں کی کمی، صحت خدمات تک رسائی کو متاثر کرتی ہے، خاص طور پر دیہی علاقوں میں۔ صحت کے بنیادی ڈھانچے اور صحت اہلکاروں میں دوری اور عدم مساوات سنگین ہوتی جارہی ہے۔**

ہے۔ بھارت جیسے ملک کے لیے یہ قابل عمل نہیں ہے اور حکومت کی جانب سے ایک انشورنس نظام کو متعارف کرا دینا ہی بڑا حل نہیں ہے۔ قومی صحت مشن کے لئے الاٹمنٹ میں اضافہ ہوا لیکن بہت معمولی۔ 2015-16 کے 19122 کروڑ روپے سے بڑھا کر اسے 20037 کروڑ روپے کردیا گیا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں حکومت کو بہت زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ آغاز کے لیے، وہ خالی اسامیوں کو پر کرنے پر توجہ مرکوز کرسکتی ہے، اور یہ یقینی بنانے پر کہ تمام سطحوں پر صحت کی دیکھ بھال کے مراکز کو مناسب طور عملے دیے جائیں اور انہیں ایمبولینسوں، اور موبائل یونٹس سمیت ضروری بنیادی ڈھانچہ کی سہولیات، سے لیس کیا جائے۔

اندازہ لگایا گیا ہے 2025 تک، ملک کی آبادی کے 70 فیصد سے زائد افراد کام کرنے کی عمر کے ہو جائیں گے۔ اکثر وبیشتر ہندوستانی رہنماؤں نے بھارت کی بڑھتی ہوئی آبادی کو ''آبادیاتی تقسیم'' کے طور پر پیش کیا ہے جو ملک کے لیے ایک چیلنج اور ایک موقع ہے۔ اس آبادیاتی حصہ کو اچھا بنانے کے لئے سماجی شعبے، تعلیم، صحت اور صفائی ستھرائی جیسے اہم شعبوں میں زیادہ سرکاری اخراجات کی ضرورت ہے۔ بجٹ 2016 میں کچھ اہم اقدامات کیے گئے ہیں، لیکن ان کی فطرت افزائشی ہے۔ ضرورت بڑی کامیابیوں کی ہے۔

بھارت آبادیاتی حصہ کے وسط میں ہے، اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ یہ حصہ ایک حقیقی موقع بن جائے۔ اس کے لیے صحت کے نظام کو بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کرنا ضروری ہے۔ اور یہ اسے قابل رسائی، موثر اور سستا بنانے پر توجہ مرکوز کر کے حاصل ہوسکتا ہے۔ صحت کی دیکھ بھال کے بہتر نتائج جامع اور پائیدار ترقی کے لئے بالکل ضروری ہیں۔ صحت کا معیار بہتر کرنا، ترقی کی جانب اہم اشارہ ہے اور یہ بتانے کے لیے کہ اقتصادی ترقی کو جامع اور پائیدار دونوں ہے، کو یقینی بنانے کے لیے، ضروری دباؤ پیدا کرے گا۔ ایک صحت مند آبادی بہتر پیداوار کے لیے بہت معنی رکھتی ہے۔ سماجی شعبے کے خرچ کو ایک ذرائع کے بہاؤ کے طور پر دیکھنے کا ایک عام رجحان ہے خصوصاً تعلیم یا صحت کی دیکھ بھال فراہم کرنے کی صورت میں۔ اسی کے حصے کے طور پر ان لوگوں کی جانب سے جو صحت کی دیکھ بھال کی نجکاری کے حق میں ہیں، سرکاری اخراجات کو محدود کرنے کی آواز لگاتے ہیں۔ حکومت اگر ان شعبوں سے اگر اور منہ پھیرتی ہے تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔ صحت میں سرمایہ کاری ترقی کی کلید ہے۔

☆☆☆

سبطین کوثر

ریل بجٹ: بہتری کا عزم

ریلوے اقتصادی ترقی کے لئے بہت اہم بنیادی ڈھانچہ ہے۔ یہ مسافروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والا سب سے بڑا وسیلہ بھی ہے۔ اسے ہندوستان کی شہ رگ بھی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کی خوش قسمتی ہے کہ اس کے پاس ریلوے کا بہت بڑا نیٹ ورک ہے جو مسافروں کے ساتھ ساتھ اشیاء بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتا ہے۔ ہر سال جب ریلوے بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو لوگ یہ جاننے کے لئے بے تاب رہتے ہیں کہ اس بجٹ میں کیا ہے۔ سب سے اچھی خبر یہ ہے کہ ریلوے کے وزیر جناب سریش پربھاکر پربھو نے مسافر کرایوں اور مال بھاڑہ میں کوئی اضافہ نہیں کیا اور تین نئی سپر فاسٹ ٹرین چلانے کا اعلان کیا۔ انہوں نے سٹیزنس کے لئے لوور برتھ کے کوٹہ میں میں 50 فی صد اضافہ کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے خواتین کے لئے بھی لوور برتھ کوٹہ میں اضافہ کرنے نیز تمام ریزروزمروں میں انہیں 33 فی صد ذیلی کوٹہ فراہم کرنے کا مژدہ سنایا۔

ریلوے کے وزیر جناب سریش پربھاکر پربھو نے مجموعی طور پر اپنے بجٹ کو متوازن رکھنے کے لئے بہتر تجاویز پیش کی ہیں۔ انہوں نے بجٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی ریلوے 2020 تک عوام کی دیرینہ توقعات کی تکمیل کا خواہاں ہے، جن میں مانگ کے مطابق ریل گاڑیوں میں ریزرو سیٹیں فراہم کرنا، معیاری خدمات کے ساتھ ٹرینوں کو وقت پر چلانا، جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے مسافروں کی حفاظت کو قابل ذکر طریقے سے بہتر بنانا، بنا چوکیدار والے سبھی ریل پھاٹکوں کا خاتمہ، 95 فی صد تک وقت کی پابندی کو یقینی بنانا، مال گاڑیوں کی اوسط رفتار کو بڑھا کر 50 کلومیٹر فی گھنٹہ اور میل/ایکسپریس ٹرینوں کی رفتار کو 80 کلومیٹر فی گھنٹہ کرنا، گولڈن کواڈری لیٹرل کے متوازی سیمی ہائی اسپیڈ والی ریل گاڑیاں چلانا اور انسانی فضلے کے براہ راست نپٹارے کو صفر تک لانا شامل ہیں۔

ریلوے کے وزیر جناب سریش برپھو نے کہا ہندوستانی ریلوے کے ذریعہ جو تمام اقدامات کئے گئے ہیں ان میں عام آدمی کو ہمیشہ ترجیح دی گئی ہے۔ 2016-17 کا ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہندوستانی ریلوے نے صارفین کا خاص خیال رکھا ہے۔ یہ سال ریلوے کے لئے بہت زبردست رہا ہے کیوں کہ سوشل میڈیا شروع کیا گیا ہے اور مسافروں کی شکایت کے ازالے کے لئے ایک نظام شروع کیا گیا ہے۔ ٹرین خدمت کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے بہت سے اقدامات کئے گئے ہیں۔ ہندوستانی ریلوے مسافروں کی آواز بننا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عام مسافر اور ریلوے کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سیطھی خدمات اور خواتین کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ پارلیمنٹ کے 124 ممبروں نے مسافروں کی سہولتوں کے لئے اپنی خدمات فراہم کی ہیں۔ ریلوے نے 65 ہزار اضافی برتھ تیار کئے ہیں۔، 2500 پانی کی وینڈنگ مشینیں اسٹیشنوں پر فراہم کی گئی ہیں۔ جنرل کلاس ڈبوں میں موبائل چارجنگ کے پوائنٹس لگائے گئے ہیں۔ سبھی نئے

وسائل کی کمی کے باوجود یہ بجٹ ترقی رخی اور امیدافزا بجٹ ہے جس میں ہر شخص کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کے ساتھ ساتھ ریلوے کے انفرااسٹرکچر کو مضبوط کرنے اور خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آنے والے دنوں میں ریلوے کی بہتر تصویر دیکھنے کو ملے گی۔

مضمون نگار صحافی ہیں۔

غیر اے سی کوچوں میں ڈسٹ بن رکھے گئے ہیں۔ مسافروں کے لئے مخصوص اسٹیشنوں پر ڈسپوزل بیڈرولز دستیاب ہیں۔

ریلوے سے متعلق ویژن 2020 پیش کرتے ہوئے ریلوے کے وزیر نے کہا کہ ریلوکو اس ملک کے شہریوں کو ایسا ریل نظام دستیاب کرانا چاہیئے، جس پر انہیں فخر ہوسکے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ڈاکٹر دیب رائے، کی صدارت والی کمیٹی سمیت متعدد کمیٹیوں کے شکر گزار ہیں، جن کی سفارشات کی بنیاد پر یہ ویژن تیار کیا گیا ہے۔ ریلوے کی برق کاری کے لئے اس بجٹ میں زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ ریلویز کے وزیر جناب سریش پربھو نے بجٹ پیش کرتے ہوئے ریلوے کے وزیر نے کہا کہ بجلی سے ٹرینوں کو چلانا زیادہ سستا ہونے کے علاوہ ماحول کیلئے بھی اچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت جس کام کو اگلے پانچ برسوں میں مکمل کرنے کا ہدف بنارہی ہے وہ کام اگر عام طریقے سے کیا جائے تو اس میں 10 سے 15 سال تک لگ سکتے ہیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ برق کاری کیلئے بھارتی ریلوے اس عمل میں تیزی لائے گی اور فنڈ حاصل کرنے کی خاطر آل پروجیکٹ بندوبست کیلئے بجلی کی وزارت کے ساتھ ساجھیداری سمیت نئے طریقہ کار استعمال کئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ایک ایسا طریقہ کار مرتب کرے گی جس میں برق کاری کے ذریعے ہونے والی بچت کو کیپٹل اخراجات کیلئے استعمال کیا جاسکے گا جس سے حکومت کے خزانے پر بوجھ کو کم سے کم کیا جاسکے۔ اس سال بھارتی ریلوے 1600 کلومیٹر لائن مکمل کرنا چاہتی ہے جو اب تک کی سب سے زیادہ طویل لائن ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگلے مالی سال کیلئے ریلوے نے برق کاری کیلئے مختص رقم میں تقریباً 50 فیصد کا اضافہ کیا ہے اور 2000 کلومیٹر لائنوں کی برق کاری کی تجویز رکھی ہے۔ ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایک مخصوص، کراس فنکشنل ٹیم قائم کی جائے گی، جس کا نام اسپیشل یونٹ فار ٹرانسپورٹیشن ریسرچ اینڈ اینالیٹکس (ایس یو ٹی آر اے) ہوگا، جو تفصیلی تجزیے کا کام کرے گی، جس سے سرمایہ کاری سے متعلق فیصلوں اور آپریشنز کو زیادہ سے زیادہ وسعت دی جاسکے گی۔ یہ ٹیم پیشہ ور تجزیہ کاروں پر مشتمل ہوگی۔ ریلوے کے وزیر نے کہا کہ ڈاٹا پر مبنی فیصلے بڑے اداروں کا بنیادی وصف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک ادارے کے طور پر ہندوستانی ریلوے ہر سال 100 ٹیرابائٹ ڈاٹا جمع کرتا ہے۔ تاہم اس کا تجزیہ مشکل سے ہی ہو پاتا ہے۔ ریلوے کے وزیر نے مزید کہا کہ ملازمین، اسٹارٹ اپس اور چھوٹی سطح کے کاروبار کو اختراعاتی امداد دستیاب کرانے کیلئے 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں تاکہ داخلی اور خارجی اختراعات کو تعاون دیا جاسکے۔ سالانہ بنیاد پر اختراعاتی چیلنجوں کے توسط سے ہم ہندوستانی ریلوے کو درپیش اہم مسائل کا حل دریافت کریں گے۔ ان اقدامات کا نظم ونسق ایک اختراعاتی کمیٹی کے ذریعے کیا جائے گا، جس میں معروف سرمایہ کار، نیشنل اکیڈمی آف انڈین ریلویز، ریلوے بورڈ اور مسٹر رتن ٹاٹا کی سربراہی والے کایہ کلپ کے نمائندے شامل ہوں گے۔ ایک پروگرام بندوبست ڈھانچہ تیار کیا جائے گا، جو ان اقدامات کا بندوبست کرے گا۔ اس سال کے لئے سالانہ چیلنج کے جن شعبوں کی نشاندہی کی گئی ہے، ان میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں۔ ☆ نیچی سطح کے پلیٹ فارموں سے ٹرینوں تک رسائی ☆ کوچوں کی گنجائش میں اضافہ ☆ اسٹیشنوں پر ڈیجیٹل سہولیات ۔ مزید براں سبھی چاروں ورکشاپوں اور پروڈکشن یونٹوں میں اختراعاتی لیب قائم کئے جائیں گے تاکہ مقامی افراد اور اسٹاف کے ذریعے پیش کی جانے والی تخلیقی اختراعات کو تعاون دیا جاسکے۔

حالیہ ریل بجٹ میں ممبئی مضافاتی ٹرین کیلئے دو نئے گلیاروں کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ یہ منصوبے ہیں چرچ گیٹ - ورار اور سی ایس ٹی ایم - پنویل۔ یہ دونوں گلیارے ایلی ویٹیڈ ہوں گیا وراس سے مضافاتی ریل گاڑیوں میں بھیڑ بھاڑ کو کم کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ سی ایس ٹی ایم - پنویل گلیار کو میٹرو لائنوں سے مربوط کیا جائے گا تاکہ چھترپتی شواجی بین الاقوامی ہوائی اڈہ اور مجوزہ نوی ممبئی بین الاقوامی ہوائی اڈہ آپس میں جڑسکیں۔ جناب سریش پربھاکر پربھو نے یہ بھی کہا کہ کولکاتہ میں تقریباً 100 کلومیٹر کی دوری پر محیط میٹرو کا کام جاری ہے۔ اس کام کی تکمیل کے بعد یہاں عوامی ٹرانسپورٹ کی سہولیات میں چار گنا اضافہ ہوجائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہورہی ہے کہ کولکاتہ میٹرو کے مشرقی مغربی گلیارے کے پہلے مرحلے کا کام جون 2018 تک پورا ہو جائے گا۔ جناب سریش پربھاکر پربھو نے دلی میں رنگ ریلوے نظام کا جائزہ لئے جانے کی بھی تجویز رکھی۔ یہ 21 اسٹیشنوں پر مشتمل ہوگا اور اسے ریاستی حکومت کی شراکت داری کے ساتھ عملی جامہ پہنائے جانے کی تجویز ہے۔ انہوں نے ایک نئے سرمایہ کاری خاکے کی بھی تجویز پیش کی، جس میں ہندوستانی ریلوے اپنی ایکویٹی ریاستی حکومتوں کے ساتھ شیئر کرے گا۔ جناب سریش پربھاکر پربھو نے اختراعی مالیاتی میکانزم کے توسط سے احمد آباد، حیدرآباد اور چنئی میں مضافاتی ریلوے نظام کے فروغ کی بھی تجویز پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ بنگلورو اور تروانت پورم کو مضافاتی ریل نظام کی سخت ضرورت ہے۔ انہوں نے ریاستی حکومتوں سے اپیل کی کہ وہ دفتری اوقات میں تبدیلی کیلئے کام کریں تاکہ مضافاتی ٹریفک پر زبردست دباؤ میں کمی لائی جا سکے۔ مال برداری کی مخصوص راہ داری کو ترجیح پر زور دیتے ہوئے ریلوے کے وزیر سریش پربھاکر پربھو نے کہا کہ مال برداری کی مخصوص راہ داری پروجیکٹ ملک میں سب سے بڑا بنیادی ڈھانچے کا پروجیکٹ ہے اور یہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ پارلیمنٹ میں 2016-17 کا ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں کہا کہ مال برداری کی مخصوص راہ داری کو شمال سے جنوب یعنی دلی سے چنئی تک جوڑنے، مشرق تک مغرب یعنی کھڑگپور سے ممبئی اور مشرقی ساحل کھڑگپور سے وجے واڑہ تک جوڑنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مالی سال کے ختم ہونے سے پہلے سول انجینئرنگ کے کاموں کے لئے تمام ٹھیکے دے دیئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جب سے انہوں نے ریلوے کا عہدہ سنبھالا ہے، تبھی سے 24 ہزار کروڑ روپے کے کنٹریکٹ دئے گئے ہیں جبکہ پچھلے چھ سال میں 13 ہزار کروڑ روپے کے ٹھیکے دیئے گئے تھے۔ وزیر موصوف نے مال برداری کاروبار کی تیزی سے وسعت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ لازمی ہے کہ مزید مال برداری، راہ داری کو فروغ دیا جائے۔ اس سے معیشت کو فائدہ ہوگا۔

ریلوے انجینئرنگ پروکیورمینٹ اور کنسٹرکشن موڈ کے نفاذ کا ذکر کرتے ہوئے جناب سریش بر بھو نے کہا کام الاٹ کرنے کے لئے انجینئرنگ کی خریداری اور تعمیرات (ای پی سی) طریقہ کار کو نافذ کیا جائے گا۔ تاکہ اس میں بڑی پیشہ ور کمپنیوں کی شرکت کو یقینی بنایا جاسکے اور لاگت اور وقت کو کم کیا جاسکے۔ 2016-17 کا ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگلے مالی سال میں کم از کم 20 پروجیکٹوں کو اس طریقہ کار کے تحت لایا جائے گا۔ ریلوے کی منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کا ادارہ قائم کرنے کا عزم کرتے ہوئے وزیر ریلوے نے کہا کہ ریلوے منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کا ادارہ، جو موجودہ بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور جدید کاری کیلئے دستیاب فنڈ کے ذریعے قائم کیا جائے گا، اس بات کا ذمہ دار ہوگا کہ رقم کی سرمایہ کاری انتہائی موثر اور شفاف طریقے سے کی جاسکے۔ انہوں نے بھارتی ریلوے، ریلوے منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کا ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو اوسط مدت (5 سال) اور طویل مدت (10 سال) کیلئے کارپوریٹ منصوبہ بندی اور پروجیکٹوں کی نشاندہی کرنے اور ان کے نفاذ کے طریقہ کار وضع کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

ریلوے کے وزیر نے ریلوے نیٹ ورک کے اضافے کیلئے نیشنل ریل پلانٹ کا بھی اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی ریلوے نے قومی ریل منصوبہ- 2030 (این آر پی 2030) تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ منصوبہ ریاستی حکومتوں، عوامی نمائندوں اور دیگر متعلقہ مرکزی وزارتوں سمیت سبھی فریقوں کے ساتھ صلاح و مشورے کے بعد تیار کیا جائے گا۔ معذور، بزرگ اور خاتون مسافروں کیلئے سہولیات کا اعلان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھارتی ریلوے معذور افراد، بزرگ شہریوں اور خاتون مسافروں کیلئے اپنی سماجی ذمہ داری پوری کررہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ معذور افراد کیلئے رعایت حاصل کرنے کی خاطر آن لائن ٹکٹ بک کراتے ہوئے صرف ایک مرتبہ رجسٹریشن کرانے کی ضرورت ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہیل چیئر کی بکنگ بھی آن لائن کی جاسکے گی اور نئے ڈبوں میں بریل کی تحریر دستیاب ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ بزرگ شہریوں اور خاتون مسافروں کیلئے نیچے کی برتھ میں کوٹے میں اضافہ کیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آنے والے مالی سال میں

بزرگ شہریوں کیلئے ہر ڈبے میں کوٹے میں 50 فی صد کا اضافہ کیا جائے گا جس سے ہر ٹرین میں بزرگ شہریوں کیلئے کم از کم 120 نیچے کی برتھ میسر ہوسکیں گی۔

ریلوے کے پانچ اسپتالوں میں آیوش نظام شروع کرنے کا اعلان کرتے ہوئے اس بات پر فخر کا اظہار کیا کہ وہ ایک ایسی افرادی قوت کی قیادت کررہے ہیں جو کام کرنے میں سنجیدہ اور محنتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بھارتی ریلوے نے اپنے ورکروں کیلئے کام کے حالات کو بہتر بنانے کی خاطر وزارت صحت کے ساتھ مفاہمت کی ہے تاکہ ریلوے کے اسپتالوں اور سرکاری اسپتالوں کے درمیان تبادلوں کو یقینی بنایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی ریلوے اپنے پانچ اسپتالوں میں علاج کے لئے آیوش نظام کو متعارف کرائے گا۔ ریلوے کے وزیر نے اعلان کیا کہ ریلوے کے تمام گینگ مین کو رکھشک نامی آلہ فراہم کیا جائے گا جو وائرلیس آلہ ہے اور انہیں آنے والی ٹرین کے بارے میں پہلے مطلع کرسکے گا۔ مسٹر پربھو نے اعلان کیا کہ دو چیئرس قائم کی جائیں گی۔ ایک چیئر، سی ٹی وینو گوپال نامی چیئر کلیدی فائنانس، ریسرچ اور پالیسی فروغ کیلئے ہوگی جب کہ کلپنا چاؤلہ نام کی دوسری چیئر ارضیاتی ٹکنالوجی کیلئے ہوگی جو انڈین ریلوے کے لئے کلیدی پالیسی شعبوں میں تحقیق کو فروغ دے گی۔

ریلوے کے وزیر نے اعلان کیا کہ نئے نظریات اور توانائی کے ساتھ نوجوانوں کو آگے بڑھانے کے مقصد سے ہندوستانی ریلوے انجینئرنگ اور ایم بی اے کے اسکولوں میں 100 طلبا کو ہر سال دو سے 6 ماہ کی تربیت فراہم کرے گی۔ اگلے مالی سال تک اسٹیشنوں پر 30 ہزار بائیو ٹوائلٹ کی تعمیر عزم ظاہر کرتے ہوئے وزیر ریلوے نے ٹرینوں اور اسٹیشنوں پر صفائی ستھرائی کو بہتر بنانے کے کئی اقدامات کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ پورے ہندوستان میں ''کلین مائی کوچ'' سروس متعارف کرائی گئی ہے جس میں کوئی بھی مسافر ایس ایم ایس کے ذریعے اپنی ٹرین کے ڈبے یا ٹوائلٹ کو صاف کرانے کی درخواست کرسکتا ہے۔ اے ون اور اے کلاس کے اسٹیشنوں کو تیسرے فریق کے ذریعے آڈٹ اور مسافروں کے ردعمل کے حساب سے درجہ بندی کی گئی ہے۔ انہوں نے تجویز کیا کہ اے ون زمرے کے اسٹیشنوں پر کچرے کو ری سائیکل کرنے کے سینٹر قائم کئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگلے مالی برس تک 30 ہزار بائیو ٹوائلٹ بنانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ ریلوے کے وزیر نے ریلوے اسٹیشنوں، اسٹیشن تک آنے والی

سڑکوں اور آس پاس کی کالونیوں میں صفائی ستھرائی میں بہتری لانے کیلئے بیداری مہم شروع کرنے کی تجویز پیش کی۔ شمال مشرقی ریاستوں کے لئے بہتر ریل رابطہ ہندوستان کی ریلویز کی اہم ترجیحات میں شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی ریلوے نے آسام میں براڈ گیج لمڈنگ سلچر سیکشن کھولا ہے جس کا کافی عرصے سے انتظار تھا۔ اس طرح بارک وادی کو ملک کے باقی حصے سے جوڑ دیا گیا ہے۔ تریپوری کی راجدھانی اگرتلہ کو بھی براڈ گیج نیٹ ورک کے تحت لایا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میزورم اور منی پور ریاستوں کو بھی جلد ہی ملک کے براڈ گیج نقشے میں لایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ جموں کشمیر میں مشکل پہاڑی اور غیر یقینی جغرافیائی حالات کے باوجود ادھم پور۔ سری نگر۔ بارہمولہ ریل لنک پروجیکٹ کا کٹرا بانیہال سیکشن پر کام اطمینان بخش طریقے سے چل رہا ہے اور 35 کلومیٹر سرنگ بنانے کا کام مکمل کرلیا گیا ہے۔ ریلوے کے وزیر جناب سریش پربھو نے کہا ہے کہ ہندوستانی ریلوے کرائے کے علاوہ دیگر ذرائع سے مالیے کے حصول میں اضافہ کرے گا۔ وزیر موصوف نے کہا کہ غیر کرایے کے وسائل سے حاصل ہونے والا مالیہ 5 فی صد سے بھی کم ہے اور اس میں اگلے پانچ برسوں میں 10 فی صد کا اضافہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے۔ 1-اسٹیشنوں کی تجدید؛ اسٹیشنوں کی تجدید کا ایک بڑا پروگرام شروع کیا گیا ہے تاکہ اسٹیشن کی عمارتوں میں خالی جگہ اور اراضی کو تجارتی طور پر استعمال کرکے ان سے رقم حاصل کی جاسکے۔ 2- پٹریوں سے اطراف زمین کا استعمال: ریلوے باغبانی اور درختوں کو لگانے کے لئے ریل پٹریوں سے متصل دستیاب خالی اراضی کو پٹے پر دے گا۔ اس سے پسماندہ طبقوں کے لئے روزگار پیدا ہوگا، خوراک کی یقینی فراہمی میں تیزی آئے گی اور ناجائز قبضوں کی بھی روک تھام ہوسکے گی۔ ان پٹیوں کو شمسی توانائی کرنے کیلئے بھی استعمال کرنے کا امکان ہے۔ 3-سافٹ ویئر اثاثوں سے رقم پیدا کرنا: ریلوے مسافروں کی ترجیحات، ٹکٹنگ، کموڈیٹی، ٹرینوں کی مسافت اور مختلف خدمات اور آپریشنز پر اعداد وشمار یکجا کرنے سے رقم حاصل کرسکتی ہے۔ آئی سی ٹی سی بڑی تعداد میں ہٹس کے ذریعے جو اسے موصول ہوتے ہیں، ای-کامرس کے مواقعوں کی بھی پیشکش کرے گی۔ 4-اشتہارات: ریلوے اپنے وسیع ٹھوس بنیادی ڈھانچے کو اشتہارات کے ذریعے تجارتی طور پر استعمال کرے گی۔ اسٹیشنوں، ٹرینوں اور پٹریوں سے متصل اراضی کو استعمال کرنے پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ 5-پارسل تجارت میں بہتری: ریلوے کرایے کے علاوہ دیگر وسائل سے اپنے مالیے میں اضافہ کرنے کی خاطر پارسل کی اپنی موجودہ پالیسیوں میں نرمی کرے گی۔ یہ اپنی خدمات دیگر شعبوں، خاص طور پر ای-کامرس جیسے بڑھتے ہوئے شعبوں کیلئے بھی کام کرے گی۔ 6- سازوسامان تیار کرنے کی سرگرمیوں سے مالیے میں اضافہ: ریلوے پیداواری میں بہتری اور سازوسامان کی تیاری میں اضافے کے ساتھ گھریلو اور بین الاقوامی مارکیٹ میں ایک اہم فریق بننے پر توجہ مرکوز کرے گا۔ اس کا مقصد 2020 تک تقریباً 4 ہزار کروڑ روپے کا مالیہ حاصل کرنا ہے۔ ریلوے کے وزیر نے میں 17-2016 کا ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ سیاحت کے شعبے میں اقتصادی ترقی اور روزگار پیدا کرنے کے وسیع امکانات ہیں۔ اس لئے ہندوستانی ریلوے سیاحتی سرکٹ کی ٹرینوں کو چلانے اور ساجھیداری میں مالیے کے حصول کے امکانات تلاش کرنے کی خاطر ریاستی حکومتوں کے ساتھ ساجھیداری کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی ریلوے نے حال ہی میں نیشنل ریل میوزیم کو جدید بنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ریلوے میوزیم اور یونیسکو کے ریلوے کی عالمی وراثت کے ذریعے سیاحت کو فروغ دینے پر ہماری خصوصی توجہ ہوگی۔ ریلوے کے وزیر نے کہا کہ بھارت کی نباتاتی گونا گونیت اور جنگلاتی زندگی بے مثال ہندوستان کی مہم کیلئے ایک اہم شعبہ ہے۔ پچھلے سال بھارتی ریلوے نے ایک پروجیکٹ شروع کیا تھا جس کا مقصد خاص طور پر شمال مشرقی ریاستوں میں ٹرینوں سے ہاتھیوں کی ٹکر کے واقعات میں کمی کرنا ہے۔ اس سال ہمارے قومی جانور شیر کے بارے میں شعور بیدار کرنے کی خاطر بھارتی ریلوے ٹرین کے ذریعے سفر کے خصوصی پیکیج متعارف کرائے گی جس میں کانہا، پینچ اور بندھوگڑھ کے جنگلی جانوروں کے سرکٹ کا سفر بھی شامل ہوگا۔

اس سال 100 اسٹیشنوں میں وائی فائی سہولت شروع کرنے کا اعلان کرتے ہوئے ریلوے کے وزیر جناب سریش پربھو نے کہا کہ نوجوانوں اور کاروباری مسافروں کے لئے اسٹیشنوں پر وائی فائی سروس کا عمل شروع ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سال 100 اسٹیشنوں پر وائی فائی سروس شروع کرنے کی تجویز ہے اور آئندہ دو سال میں مزید 400 اسٹیشنوں پر وائی فائی سروس شروع کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ انڈین ریلوے اس کوشش میں گوگل کے ساتھ اشتراک کررہا ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ اس سال ٹریک مینجمنٹ سسٹم کی ایک ایپ شروع کی گئی ہے۔ اس سے ٹریک کی جانچ، نگرانی اور رکھ رکھاؤ اب آئی پلیٹ فارم پر آگئے ہیں۔ اس وجہ سے ایس ایم ایس اور ای میل کے ذریعہ آٹومیٹک الرٹ جاری ہوجاتا ہے۔

ریزرویشن کے بغیر سفر کرنے والے مسافروں کے لئے انتودیا ایکسپریس اور دین دیالو کوچ چلائے جائیں گے۔ ریلوے کے وزیر نے کہا کہ عام آدمی کے لئے طویل دوری کی سپر فاسٹ ٹرین مصروف راستوں پر چلائی جائے گی۔ یہ ٹرین پوری طرح سے ان ریزرو ہوگی اور اس ٹرین کا انتودیا ایکسپریس ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ریزرویشن کے بغیر سفر کرنے کے لئے کچھ لمبی دوری کی ٹرینوں میں دو سے چار کوچ کا اضافہ کیا جائے گا تاکہ ان گاڑیوں کی مسافروں کو لے جانے کی گنجائش میں اضافہ ہوسکے۔ ان کوچوں میں پینے کے پانی کی سہولت ہوگی اور اس میں موبائل چارجنگ کے پوائنٹس بھی ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ریزرو ٹکٹ پر سفر کرنے والے مسافروں کے لئے ہمسفر، تیجس اور اودے ٹرین خدمات بھی شروع کی جائیں گے۔ ہمسفر پوری طرح سے ایئر کنڈیشن تھرڈ اے سی سروس ہوگی۔ اس میں کھانے کی بھی سہولت ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ سب سے مصروف راستوں پر ایکسپریس شروع کی جائے گی۔ اس گاڑی کا نام یاتری ایکسپریس ہوگا اور یہ پوری طرح سے ایئر کنڈیشن ہوگی۔ تیجس ٹرین 130 کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے چلے گی اور

اس میں تفریح اور وائی فائی کی سہولت ہوگی۔

وزیر ریلوے نے کہا کہ پچھلے سال میں نے مختلف غیر سرکاری تنظیموں اور سول سوسائٹی سے اپیل کی تھی کہ وہ صفائی ستھرائی اور اسٹیشنوں پر بنیادی سہولیات کی فراہمی جیسے معاملات میں بھارتی ریلوے کی مدد کرے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ اس قومی کام میں تعاون کیلئے کافی تعداد میں رضا کار گروپ آگے آئے ہیں، میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔ ریلوے کے وزیر نے کہا کہ خود امدادی گروپ نہ صرف خواتین کو روزگار فراہم کر رہی ہے بلکہ ان کیلئے احترام اور وقار میں اضافہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آئی آر سی ٹی سی نے کیٹرنگ اور کوکنگ (کھانہ پکانے اور فراہم کرنے) کی خدمات کیلئے خود امدادی گروپوں کا پینل بنانے کا عمل شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی ریلوے خود امدادی گروپوں کے ذریعے تیار کردہ سامان کی ای-مارکیٹنگ کیلئے نبارڈ کے ساتھ ساجھیداری کر رہا ہے تاکہ آئی آر سی ٹی سی کی ویب سائٹ کے ذریعہ جامع ای- مارکیٹنگ کو یقینی بنایا جاسکے۔ جناب پربھو نے مزید کہا کہ بھارتی ریلوے نے دیہی بھارت میں روزگار پیدا کرنے اور خود کفالت میں اضافہ کرنے کی خاطر کھادی اور ویلج انڈسٹری کمیشن کے ساتھ ساجھیداری کی ہے۔ ریلوے کے وزیر نے کہا ہے کہ بھارتی ریلوے میں یکسر تبدیلی کیلئے 7 مشن کی سرگرمیوں-اوتارن کی تجویز پیش کی۔ ان سرگرمیوں میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: 1-مشن 25 ٹن- اس کا مقصد سامان لے جانے کی صلاحیت میں اضافہ کر کے مالیے میں اضافہ کرنا ہے۔ اس کے لئے 17-2016 میں 25 ٹن ایکسل لوڈ ویگن میں 20-10 فی صد مال برداری میں اضافہ کیا جائے گا اور مالی سال 20-2019 تک مال برداری میں 70 فی صد کا اضافہ کرنا ہے۔ 2-مشن صفر حادثات: اس مشن میں دو ذیلی مشن شامل ہیں:

☆بغیر چوکیدار والے ریلوے پھاٹکوں کا پوری طرح خاتمہ۔ اس کا مقصد اگلے تین سے چار برسوں میں بڑی لائن کی پٹریوں پر تمام بغیر چوکیدار والے ریلوے پھاٹکوں کو ختم کرنا ہے۔ اس سے حادثات میں ہونے والی اموات میں کمی آئے گی اور مجموعی نیٹ ورک میں بہتری پیدا ہوگی۔ ☆ٹی سی اے سی (ٹرین کی ٹکر سے بچانے کا نظام): ملک میں ہی ایک ایسی ٹیکنالوجی تیار کی گئی ہے جس کو اگلے تین برسوں میں زیادہ تعداد میں ریل گاڑیوں کے نیٹ ورک کو 100 فی صد ٹی سی اے سی لیس کیا جائے گا اس سے ریل گاڑیوں کی آمنے سامنے کی ٹکر کے امکانات کو ختم کیا جاسکے گا اور ہر سیکشن پر ٹرینوں کی اسپیڈ میں بھی اضافہ کیا جاسکے گا۔ مشن پی اے سی ای (خریداری اور استعمال میں بہتری): اس مشن کا مقصد ہماری خریداری اور استعمال کے عمل کو بہتر بنانا اور اشیا اور خدمات کے معیار کو بہتر بنانا ہے۔ اس سے وینڈر مینیجڈ انوینٹری جیسے عمل کو اپنا کر سامان کا زیادہ سے زیادہ استعمال کے کلچر کو فروغ دیا جاسکے گا۔ ایچ ایس ڈی کی براہ راست خریداری، نشاندہی کے نئے ضابطے اور کچرے کی فروخت وغیرہ شامل ہیں۔ خریداری کے عمل پر جامع نظر ثانی اور ایچ ایس ڈی کے استعمال سے 17-2016 میں 1500 کروڑ روپے سے زیادہ کی بچت ہوگی۔ مشن رفتار: اس کا مقصد مال گاڑیوں کی اوسط رفتار کو دوگنا کرنا اور سپر فاسٹ میل ایکسپریس ٹرینوں کی رفتار میں 25 کلو میٹر فی گھنٹے کا اضافہ کرنا ہے۔ اگلے پانچ برسوں میں انجن سے چلنے والی پسینجر ٹرینوں کو ڈی ای ایم یو، ایم ای ایم یو سے بدل دیا جائے گا۔ مشن 100: اس مشن کا مقصد اگلے دو برسوں میں کم از کم ایک سو سائڈنگ تیار کرنا ہے۔ یہ آن لائن پورٹر اختیارات کی غیر مرکزیت کے ساتھ تمام نئے نظام پر کام کرے گا۔ کھاتا داری سے بالاتر مشن: اس مشن سے کھاتہ داری کا ایک ایسا نظام قائم کیا جائے گا جس میں نتائج کا شروع میں ہی پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس سے آئی آر میں یکسر تبدیلی لائی جاسکے گی۔ صلاحیت کے استعمال کا مشن: اس میں وسیع نئی صلاحیتوں کو پوری طرح استعمال کرنے کا ایک خاکہ تیار کرنے کی تجویز ہے۔ یہ نئی وسیع صلاحیت دہلی، ممبئی اور دہلی-کولکاتا کے مخصوص مال برداری کی راہداریوں سے شروع ہوگی جو 2019 تک کام کرنے لگیں گی۔

ریلوے بجٹ میں کہا گیا ہے کہ ہر مشن کیلئے ایک مشن ڈائریکٹر مقرر کیا جائے گا جو براہ راست ریلوے بورڈ کے چیئر مین کو جواب دہ ہوگا اور مقررہ وقت پر کام کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ میک ان انڈیا پروزیر اعظم کے ذریعے دیئے جا رہے زور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندوستانی ریلوے نے تقریباً 40 ہزار کروڑ روپیکی لاگت سے دو ڈیزل انجن تیار کرنے کے کارخانوں کے قیام کے لئے بولی کو حتمی شکل دے دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بولی لگانے کا یہ عمل پوری طرح شفاف تھا اور جو شرحیں موصول ہوئیں وہ انتہائی مسابقتی نوعیت کی تھیں۔ ریلوےکے وزیر نے مزید کہا کہ یہ دونوں کارخانے ایک ایسا ماحول تیار کریں گے، جس میں چھوٹے اور اوسط درجے کی متعلقہ اکائیاں بھی پھل پھول سکیں گی اور اس سے گلوبل سپلائی چین بھی بن سکے گا۔ وزیر موصوف نے کہا کہ اس سے پورے مشرقی خطے میں روزگار کے امکانات کو تقویت ملے گی۔ جناب پربھو نے کہا کہ ہندوستانی ریلوے نے راجدھانی اور شتابدی جیسی خدمات میں کام آنے والی ٹرینوں کی مینوفیکچرنگ، سپلائی اور رکھ رکھاؤ کیلئے ایسے ہی ایک عمل کا آغاز کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خریداری کی موجودہ شرح کو بڑھا کر 30 فی صد کئے جانے کی تجویز ہے۔ ریلوے کے وزیر نے کہا کہ بندرگاہوں کو ایک دوسرے سے جوڑنا ایک ایک جز ہے تاکہ ملک کی درآمدات اور برآمدات کو فروغ دینے کو یقینی بنایا جاسکے۔ ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پچھلے سال ریلوے نے ساحلی رابطے کا پروگرام شروع کیا تھا اور اس سال ٹونا بندرگاہ کو چالو کیا گیا ہے اور جے گڑھ، ڈگی، ریواس اور پارادیپ کی بندرگاہوں کے لئے ریل رابطے کے پروجیکٹ زیر نفاذ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انڈین ریلوے نے پی پی پی کے تحت نارگول اور ہزیرا کی بندرگاہوں کے ریل رابطے کے نفاذ کی تجویز رکھی ہے۔ ریلوے کے وزیر نے کہا کہ 7517 کلومیٹر ساحلی پٹی کو بندرگاہ سے جوڑنے کے لئے اگر کسی شراکت داری کی پیش کش ہوتی ہے تو اس پر ہم غور کریں گے۔

ریلوے بجٹ کے مطابق آئی آر سی ٹی سی مرحلہ وار طریقے سے کیٹرنگ خدمات کا بندوبست کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ آئی آر سی ٹی سی کیٹرنگ خدمات کے ارتکاز کو ختم کرے گی۔ اس کے لئے کھانے کی تیاری اور کھانے کی تقسیم کے کام کی زمرہ بندی کی جائے گی۔

انہوں نے کہا کہ ہندوستانی ریلوے ریل گاڑیوں میں لازمی کیٹرنگ خدمات کو اختیاری بنانے کے امکانات کا جائزہ لے گا۔ مسافروں کو اپنی پسند کے مقامی کھانے بھی دستیاب کرائے جائیں گے۔ جناب پربھو نے کہا کہ 408 اے-1 اور اے-کلاس اسٹیشنوں تک ای-کیٹرنگ خدمات کو توسیع دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ آئی آر سی ٹی سی کے ذریعے چلائے جانے والے، مشینوں پر مبنی عمدہ قسم کے دس مزید بیس کچن بنائے جائیں گے تاکہ ٹرینوں میں تازہ اور صحت بخش کھانوں کی سپلائی کو یقینی بنایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ یک مقصدی دکانوں کے برعکس کثیر مقصدی دکانوں کی نئی پالیسی سبھی اسٹیشنوں پر متعارف کرائی جائے گی۔ ریلوے کے وزیر نے کہا کہ کیٹرنگ اکائیوں میں درج فہرست ذات ، درج فہرست قبائل، دیگر پسماندہ طبقات، خواتین اور معذور افراد کے لئے ریزرویشن کو یقینی بنانے کی تجویز ہے۔ مقامی لوگوں کے ہاتھوں میں مالکانہ حق تفویض کرنے اور بااختیار بنانے کے لئے جناب سریش پربھو نے اسٹیشنوں پر کمرشیل لائسنس کے حصول کے لئے متعلقہ ضلع سے تعلق رکھنے والے افراد کو اولیت دیئے جانے کی تجویز پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی ریلوے، ریل مسافروں کو کلہڑ میں چائے پیش کئے جانے کا متبادل دیئے جانے کے امکانات کا بھی جائزہ لے رہا ہے۔

شفافیت اس حکومت کو ایک اہم جز ہے۔ 2016-17 کا ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہندوستانی ریلوے کا مشن یہ ہے کہ اس کے تمام کاموں میں سوفی صد شفافیت کو یقینی بنایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ انڈین ریلوے نے 2015-16 میں آن لائن بھرتی کرنے کا عمل شروع کیا ہے اور روز مرہ کے کاموں میں شفافیت لانے کے لئے سوشل میڈیا کو ایک ٹول کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ریلوے ایک نئے دور میں داخل ہونے کے لئے پوری جاں فشانی سے لگا ہوا ہے اور نیلامیاں آن لائن حاصل کی جائیں گی۔ وزیر موصوف نے کہا کہ ریلوے نے اپنے اندورنی آڈٹ نظام کو بھی متحرک کیا ہے تاکہ کام کاج کے عمل میں صلاحیت پیدا کی جاسکے۔ آئی ٹی پر مبنی آڈٹ طریقہ کار کے سلسلے میں خصوصی شروع کی گئی ہے۔

وزیر ریلوے نے ریلوے میں ڈھانچہ جاتی تبدیلی کا اعلان کیا۔ وزیر موصوف نے کہا کہ محدود نقطہ نظر، کراس فنکشنل تال میل کی غیر موجودگی اور تجارتی نقطہ نظر کا فقدان، ایسی چیزیں ہیں، جس میں ہندوستانی ریلوے کو اس بلندی تک نہیں پہنچنے دیا، جس کی اس میں صلاحیت موجود ہے۔ اس مسئلے کا حل ریلوے کے کام کاج کے طریقوں کو نئی سمت دینا ہے۔ اس مقصد کے لئے ریلوے کے وزیر نے ریلوے بورڈ کے تشکیل نو کی تجویز رکھی۔ اس کے لئے انہوں نے تجارتی خطوط پر ریلوے کو چلانے اور ریلوے بورڈ کے چیئر مین کو بااختیار بنانے کی بات بھی کہی تاکہ وہ ریلوے کو مؤثر انداز میں آگے بڑھا سکیں۔ وزیر موصوف نے مزید کہا کہ پہلے قدم کے طور پر ریلوے بورڈ کے اندر کراس فنکشنل ڈائریکٹوریٹس قائم کئے جائیں گے، جو کرائے کے علاوہ حاصل ہونے والی محصولات، ٹرینوں کی رفتار میں اضافے اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی جیسے شعبوں پر توجہ قائم کریں گے۔ ہندوستانی ریلوے نئے افسروں کی بھرتی کے لئے کیڈروں کو ایک ساتھ جوڑے جانے کے امکانات کا بھی جائزہ لے گا۔ ریلوے پی پی پی سیل کو بھی مضبوط کرے گا تاکہ ہندوستانی ریلوے کے ساتھ کاروبار کرنے کو مزید آسان بنایا جاسکے۔

تمام اسٹیشنوں کو معذور دوست بنانے کا عزم کرتے ہوئے ریلوے کے وزیر نے ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ سب کی رسائی والے بھارت کی مہم کے تحت بھارتی ریلوے اس بات کو یقینی بنائے گا کہ تمام ریلوے اسٹیشن اس طرح سے تیار کئے جائیں کہ معذور افراد کو انہیں استعمال کرنے میں آسانی ہو۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگلے مالی برس میں ہر اے ون زمرے کے اسٹیشنوں پر کم ازکم ایک ایک ٹوائلٹ ایسا بنایا جائے گا جسے معذور افراد آسانی سے استعمال کرسکیں۔ انہوں نے کہا کہ وھیل چیئر کی آن لائن بکنگ اور بینائی سے محروم افراد کے لئے بریل والے نئے ڈبے متعارف کرائے جائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ ریزرویشن میں نیچے کی برتھ بزرگ شہریوں اور خواتین کیلئے ترجیحی طور پر دی جائے گی اور ان میں اضافہ کیا جائے گا۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ وسائل کی کمی کے باوجود یہ بجٹ ترقی رخی اور امید افزا بجٹ ہے جس میں ہر شخص کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کے ساتھ ساتھ ریلوے کے انفرااسٹرکچر کو مضبوط کرنے اور خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آنے والے دنوں میں ریلوے کی بہتر تصویر دیکھنے کو ملے گی۔

☆☆☆

مرکزی بجٹ 2016-17: ایک جائزہ

قومی جمہوری اتحاد (این ڈی اے) حکومت کا حالیہ بجٹ متعدد ترقیاتی اور فلاحی اسکیموں- زراعت اور کسانوں کی بہبود، دیہی سیکٹر، حفظان صحت سمیت سماجی سیکٹر، تعلیم، تربیت اور روزگار کی فراہمی، بنیادی ڈھانچہ اور سرمایہ کاری، مالی سیکٹر کی اصلاحات، حکمرانی اور بزنس کرنے میں آسانی، مالی ڈسپلن اور ٹیکس اصلاحات کا احاطہ کرتا ہے۔ وزیر مالیات نے لوک سبھا میں عام بجٹ 2016-17 پیش کرتے ہوئے متعدد اسکیموں کا اعلان کیا۔ یہ بجٹ ترقی رخی ہے۔ یہ مرکزی حکومت کی حصولیابی کی پالیسی 2012 کے تحت شرائط کو پورا کرنے اور دنیا کے بہترین طریقہ کار اختیار کرنے اور اسٹینڈ اپ انڈیا پہل کو فروغ دینے کے لئے درجہ فہرست ذات اور درجہ فہرست قبائل کے صنعت کاروں کو پروفیشنل تعاون فراہم کرائے گا۔ مرکزی وزیر مالیات نے کہا کہ رواں مالی سال میں مجموعی گھریلو پیداوار، جی ڈی پی میں 7.6 فی صد تک کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ عالمی درآمدات میں 4.4 فی صد تک کی کمی کے باوجود ہوا ہے جب کہ گزشتہ حکومت کے آخری تین برسوں کے درمیان عالمی درآمدات میں 7.7 فی صد کا اضافہ ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی شرح نمو میں کمی آئی ہے اور یہ 2014 میں جہاں 3.4 فی صد تھی، وہیں یہ 2015 میں 3.1 فی صد تک آ گئی تھی۔ مالی بازاروں میں گراوٹ کا سلسلہ رہا ہے اور عالمی تجارت میں کمی آئی ہے۔ ان عالمی واقعات کے درمیان ہندوستانی معیشت کے قدم اپنی فطری قوت اور موجودہ حکومت کی پالیسیوں کے سبب مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے (آئی ایم ایف) نے ہندوستان کی تعریف کرتے ہوئے اسے سست عالمی معیشتوں کے درمیان ایک روشن ستارہ قرار دیا ہے۔ عالمی اقتصادی فورم نے کہا ہے کہ ہندوستان کی شرح نمو غیر معمولی طور پر بلند ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسے کم شرح نمو والی معیشت، اونچی افراط زر اور حکمرانی کی صلاحیت کے تعلق سے حکومت پر سرمایہ کاروں کا صفر اعتماد ہونے کے باوجود حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کی باہری صورتحال کو انتہائی مضبوط قرار دیتے ہوئے مسٹر جیٹلی نے کہا کہ موجودہ مالی خسارہ گزشتہ سال کے نصف اول کے خسارے 18.4 بلین امریکی ڈالر سے کم ہو کر اس سال 14.4 بلین ہو گیا ہے، جس کی بدولت اس سال کے آخر تک جی ڈی پی میں 1.4 فی صد کا اضافہ ہو جائے گا۔ ہندوستان کا بیرونی زرمبادلہ کا ذخیرہ اپنی بلند ترین سطح پر ہے، جو تقریباً 350 بلین امریکی ڈالر ہے۔ وزیر خزانہ نے اس اصول کی توثیق کی کہ حکومت کے پاس موجود پیسہ عوام کا ہوتا ہے اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا احتیاط اور دانشمندی کے ساتھ استعمال کرے تا کہ لوگوں کا بھلا ہو سکے۔ خاص طور پر یہ پیسہ غریبوں اور دبے کچلے لوگوں کے لئے مفید ثابت ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ آر ای مرحلے پر منصوبہ جاتی خرچ 2015-16 میں بڑھ گیا ہے جبکہ عام طور پر اس میں کمی کی جاتی رہی ہے۔ مسٹر جیٹلی نے ہندوستانی معیشت کو درپیش تین سنگین پیچیدگیوں کی طرف بھی اشارہ کیا۔ پہلی، ہمیں بڑے پیمانے پر اقتصادی استحکام اور محتاط مالی بندوبست کو یقینی بنا کر عالمی کساد بازاری اور اتار چڑھاؤ کے مزید خطرات سے اپنا تحفظ کرنے کے لئے ہمیں اپنی تحفظاتی تدابیر کے دائرے کو مضبوط کرنا ہوگا۔ دوسری، چوں کہ بیرونی بازار کمزور ہیں، لہٰذا ہمیں گھریلو مانگ اور ہندوستانی بازاروں پر انحصار کرنا ہوگا تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ ہندوستان کی شرح نمو میں گراوٹ نہ آئے اور تیسری، ہمیں اقتصادی اصلاحات اور پالیسی سے متعلق اقدامات جاری رکھنے ہوں گے تا کہ ہم اپنے عوام کی زندگی میں بہتر تبدیلی لا سکیں۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ ساتویں مرکزی پے کمیشن کی سفارشات اور ایک عہدہ، ایک پنشن او آر او پی کے نفاذ کے پیش نظر حکومت کو مالی سال 2016-17 کے لئے اپنے اخراجات کی ترجیحات طے کرنی ہوں گی۔ مزید یہ کہ 14 ویں مالی کمیشن نے ٹیکسوں میں مرکز کی حصے داری کو 68 فی صد سے کم کر کے 58 فی صد کر دیا ہے۔ وزیر مالیات نے کہا کہ حکومت کی خواہش زرعی اور دیہی شعبوں، سماجی شعبے، بنیادی ڈھانچے سے متعلق شعبے میں اخراجات میں اضافہ کرنے اور بینکوں کے ری- کیپیٹلائزیشن کی ہے،

مصنف آزاد فلم کار ہیں۔

کیونکہ ان شعبوں میں فوری اقدامات کئے جانے کی ضرورت ہے۔

پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا (پی ایم ایف بی وائی) کسانوں کو قدرتی آفات سے تحفظ دینے میں مدد کرے گی۔ کسان انشورنس کی برائے نام قسط ادا کریں گے اور کسی نقصان کی صورت میں اب تک کا سب سے زیادہ معاوضہ حاصل کر پائیں گے۔ ایک صحت بیمہ اسکیم، جو ہندوستان کی تقریباً تہائی آبادی کو اسپتالوں میں ہونے والے اخراجات کے تعلق سے تحفظ فراہم کرے گی۔ بی پی ایل کنبوں کو حکومت کے ذریعے دی جانے والی سبسڈی کے تعاون سے گیس کنکشن دستیاب کرانے کے لئے ایک نئی پہل کی جائے گی۔ حکومت کی ترجیح کمزور طبقات، دیہی علاقوں اور سماجی وطبعی بنیادی ڈھانچے کی تخلیق کیلئے اضافی وسائل دستیاب کرانے کی ہے۔

حکومت موجودہ اصلاحات کو جاری رکھنے اور جی ایس ٹی کے نفاذ کے لئے آئینی ترمیمی بل کی منظوری کو یقینی بنانے، ان سول وینسی اور دیوالیہ پن سے متعلق قانون سمیت دیگر زیر التوا قوانین کو منظور کرانے کی کوشش کرے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت ایک قانون بنائے گی تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ حکومت کی جانب سے دیئے جانے والے فوائد ان لوگوں تک پہنچ سکیں، جو اس کے مستحق ہیں اور یہ کام آدھار پر مبنی پلیٹ فارم کے ذریعے انجام پائے۔ انہوں نے کہا کہ متعدد اہم اصلاحات بھی حکومت کے ایجنڈے پر ہیں، جن میں ٹرانسپورٹ کے شعبے سے متعلق قانونی ڈھانچے میں تبدیلی، گیس کی دریافت اور تلاش وجستجو پر مراعات دینا، مالی فرموں کے تنازعات کے حل کیلئے قانون سازی، پی پی پی پروجیکٹوں اور سرکاری اداروں کے ٹھیکوں سے متعلق تنازعات کے تصفیہ کے لئے قانونی ڈھانچے کی تیاری، بینکنگ شعبے سے متعلق اہم اصلات اور جنرل انشورنس کمپنیوں کی پبلک لسٹنگ اور ایف ڈی آئی پالیسی میں اہم تبدیلیاں شامل ہیں۔ مرکزی وزیر مالیات نے مالی سال 2016-17 کے لے ہندوستان کی کایا کلپ کو اپنا ایجنڈا قرار دیا۔ بجٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ پنشن اسکیمیں بزرگ شہریوں کو مالی تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ پنشن فنڈ جو پنشن پانے والی موت کے بعد اس کے جائز وارث کو منتقل ہوگی، اس فنڈ پر بھی ٹیکس نہیں لگے گا۔ وزیر موصوف نے ٹیکس فوائد حاصل کرنے کیلئے تسلیم شدہ پراویڈنٹ اور ریٹائرمنٹ فنڈ میں آجر کے مالی تعاون کی حد 1.5 لاکھ روپے سالانہ کی تجویز پیش کی ہے۔ انہوں نے پنشن اسکیم (این پی ایس) اور ای پی ایف او کے ذریعے ملازمین کو فراہم کی جانے والی خدمات ریٹائرمنٹ کی خدمات کو سروس ٹیکس سے مستثنیٰ رکھنے کی بھی تجویز پیش کی۔ انہوں نے واحد قسط والی ریٹائرمنٹ (انشورنس) پالیسیوں پر سروس ٹیکس کو 3.5 سے کم کرکے ادا کی گئی قسط پر 1.4 فی صد کرنے کی بھی تجویز پیش کی۔ مالی سال 2016-17 کے مرکزی بجٹ میں سماجی شعبے کے لئے کئی نئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ پارلیمنٹ میں اپنی بجٹ تقریر میں ان اقدامات پر روشنی ڈالتے ہوئے خزانہ اور کارپوریٹ امور اور اطلاعات ونشریات کے وزیر مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ حکومت نے غریب خاندان کی خواتین کے نام میں ایل پی جی کنکشن فراہم کرانے کے لئے ایک بڑا مشن شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر مالیات کے مطابق یہ ایل پی جی کنکشن فراہم کرانے کی ابتدائی لاگت کو پورا کرنے کے لئے اس سال کے بجٹ میں 2 ہزار کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس سے سال 2016-17 میں غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے تقریباً 1.5 کروڑ گھروں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس اسکیم کو کم سے کم آئندہ دو سال کے لئے جاری رکھا جائے گا تا کہ کل پانچ کروڑ بی پی ایل کنبوں کو اس کا فائدہ پہنچایا جاسکے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ اس سے ملک میں تمام گھروں میں رسوئی گیس کی فراہم کو یقینی بنایا جائے گا۔ اس اقدام سے خواتین کو اختیار ملیں گے اور ان کی صحت کا تحفظ ہوگا۔ اس سے کھانا پکانے میں لگنے والا وقت کم ہوگا اور اس سے رسوئی گیس کی سپلائی چین میں دیہی نوجوانوں کو روزگار ملے گا۔ وزیر خزانہ نے متوسط طبقے اور نچلے متوسط طبقے کے ایسے 75 لاکھ کنبوں کا شکریہ ادا کیا اور ستائش کی جنھوں نے وزیر اعظم مسٹر نریندر مودی کے ذریعہ کی گئی اپیل کے جواب میں اپنی مرضی سے اپنی رسوئی گیس سبسڈی چھوڑی ہے۔ ایک اور اہم اعلان کرتے ہوئے مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ بہت چھوٹی، چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی وزارت میں انڈسٹری ایسوسی ایشنز کی شراکت داری میں ایک قومی درجہ فہرست ذات اور قومی درجہ فہرست قبائل کا مرکز تشکیل دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

حکومت کی سبسڈی کو مخصوص لوگوں کو تقسیم کرنے اور حقیقی حقداروں کو مالی امداد فراہم کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے تین خصوصی اقدامات کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے آج لوک سبھا میں عام بجٹ 2016-17 پیش کرتے ہوئے کہا کہ کم از کم حکومت اور زیادہ سے زیادہ حکمرانی کیلئے یہ ایک اہم عنصر ہے۔ مجوزہ تین اقدامات مندرجہ ذیل ہے: 1-آدھار فریم ورک کو استعمال کرتے ہوئے مالی اور دیگر سبسڈی، فوائد اور خدمات کی نشان زد فراہمی کیلئے بل۔ آدھار کو استعمال کرتے ہوئے درست طور پر حقداروں کو فوائد پہنچانے کی خاطر سماجی سکیورٹی کا پلیٹ فارم تیار کیا جائے گا۔ 2-پورے ملک کے کچھ اضلاع میں کیمیاوی کھاد کیلئے فوائد کی براہ راست منتقلی (ڈی بی ٹی) کو تجرباتی بنیاد پر متعارف کرانے کی تجویز ہے۔ 3-ملک میں 5.35 لاکھ راشن کی دکانوں میں سے 3 لاکھ راشن کی دکانوں پر مارچ 2017 تک خودکاری سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ مالی اہداف کو حاصل کرتے ہوئے سال 2015-16 کے آمدنی تخمینہ اور 2016-17 کے بجٹ تخمینہ میں مالی خسارہ مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا بالترتیب 3.9 فی صد اور 3.5 فی صد رہا۔ مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ انہوں نے ملک میں مالیاتی استحکام اور توازن، نیز اقتصادی شرح ترقی کے لیے پالیسیاں بنائی ہیں۔ انہوں نے مالی اہداف کو حاصل کرنے کے لیے متعدد اہم اقدامات کیے ہیں۔ تاہم انہوں نے اس بات کو بھی یقینی بنایا ہے کہ ترقیاتی ایجنڈے سے کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ غریبی اور عدم مساوات دور کرنے کے لئے ٹیکس لگانے کا ایک اہم اوزار حکومت کے پاس موجود ہے جس کو احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جانا چاہیے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹے ٹیکس دہندگان کو راحت دینا چاہتے ہیں۔ اس

طرح انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 87 اے کے تحت ٹیکس میں چھوٹ کی حد پانچ لاکھ روپے سے کم آمدنی والے افراد کے لئے دو ہزار سے بڑھا کر پانچ ہزار کئے جانے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ اس 2 کروڑ سے زائد ٹیکس دہندگان کو 3 ہزار روپے کی راحت ملے گی۔کرایہ کے مکانوں میں رہنے والوں ملازمین کو راحت دینے کے لئے دفعہ 80 جی جی کے تحت ادا کئے گئے مکان کے کرایے پر ٹیکس کٹوتی کی حد موجودہ 24 ہزار روپے سالانہ سے بڑھا کر 60 ہزار روپے سالانہ کردی گئی ہے۔چھوٹا

کاروبار کرنے والے تقریباً 33 لاکھ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 44 اے ڈی کے تحت ٹیکس لگانے کے لئے کاروبار یا ٹرن اوور کی حد موجودہ ایک کروڑ روپے سے بڑھا کر 2 کروڑ روپے کردی گئی ہے۔اس سے بہت چھوٹی، چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کے زمرے میں بڑی تعداد میں ٹیکس دہندگان کو تفصیلی کھاتے تیار کرنے اور آڈٹ کرانے کی پریشانیوں سے نجات ملے گی۔یہ ٹیکس اب ایسے پروفیشنل پر لگایا جائے گا جن کو 50 لاکھ روپے کی رقم موصول ہوئی ہو اور اس میں کل موصولہ رقم کا پچاس فیصد منافع ہو۔

ایف ڈی آئی پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ بنیادی ڈھانچے سے متعلق پروجیکٹوں میں نجی شراکت داری کو فروغ دینے کے لئے عوامی سہولیات (تنازعات کا حل) کا بل پیش کیا جائے گا اور شفافیت کے سلسلے میں کوئی سمجھوتہ کئے بغیر پی پی پی معاہدوں کے بارے میں دوبارہ بات چیت کے لئے رہنما خطوط جاری کئے جائیں گے۔بنیادی ڈھانچوں سے متعلق پروجیکٹوں کے لئے نیا کریڈٹ ریٹنگ نظام شروع کیا جائے گا۔ایف ڈی آئی پالیسیوں میں تبدیلی کا اعلان کرتے ہوئے مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ بیمہ، پنشن، اسیٹ ری کنسٹرکشن کمپنیوں اور اسٹاک ایکسچینج کے شعبوں میں ایف ڈی آئی پالیسی میں اصلاحات کی تجویز ہے۔ ہندوستان کی پیداوار اور یہیں پر ان سے تیار کئے جانے والے فوڈ پروڈکٹس کی مارکٹنگ میں ایف آئی پی بی روٹ کے ذریعہ سو فی صد ایف ڈی آئی کی اجازت دی جائے گی۔اس سے کسانوں کو فائدہ ہوگا، ڈبہ بند خوراک کی صنعت کی حوصلہ افزائی ہوگی اور روزگار کے بہت زیادہ مواقع پیدا ہوں گے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ سوچ سمجھ کر کمپنیوں سے سرمایہ نکالنے کے لئے رہنما خطوط منظور کئے گئے ہیں اور ان کے بارے میں بتایا جائے گا۔ نئے پروجیکٹوں میں سرمایہ کاری کے لئے وسائل کی حصولیابی کے لئے مرکزی سرکاری شعبے کی صنعتوں کی الگ الگ اکائیوں سے سرمایہ نکالا جاسکتا ہے۔مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ تیل اور گیس کی دریافت اور دشوار گزار علاقوں میں گیس کی تلاش وجستجو کے عمل کو تحریک دینے کے لئے کمپنیوں کو مارکیٹنگ کی منظم آزادی دی جائے گی۔یہ ایک بڑا اصلاحی قدم ہے۔انہوں نے کہا کہ خود کفالتی کی سمت میں ہماری کوششوں کے ایک جز کے طور پر حکومت گہرے پانی، انتہائی گہرے پانی اور اعلیٰ دباؤ اور اعلیٰ درجہ حرارت والے علاقوں سے گیس کی پیداوار کرنے پر مراعات دینے پر غور کررہی ہے۔یہ ایسے علاقے ہیں، جن کا زیادہ لاگت اور زیادہ خطرہ ہونے کے سبب فائدہ نہیں اٹھایا جاسکا ہے۔توانائی کے شعبے میں حکومت ایک جامع منصوبہ تیار کر رہی ہے، جو 15 سے 20 برسوں پر محیط ہے تاکہ جوہری توانائی کی پیداوار کے شعبے میں سرمایہ کاری میں اضافہ کیا جاسکے۔

اس کے لئے سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ فی سال تین ہزار کروڑ روپے کا بجٹ بھی مختص کیا جائے گا تاکہ اس مقصد کے لئے مطلوبہ سرکایہ کاری کی سہولت دستیاب ہوسکے۔مسٹر جیٹلی نے کہا کہ حکومت 17-2016 کے دوران بانڈس کے اجرا کے توسط سے این ایچ اے آئی، پی ایف سی، آر ای سی، آئی آر ای ڈی اے، این اے بی اے آر ڈی اور ان لینڈ واٹر اتھارٹی کے ذریعہ 31300 کروڑ روپے تک کی اضافی مالیات اکٹھا کرنے کی اجازت دے گی۔بنیادی ڈھانچے کے شعبے سے متعلق دیگر امور میں حکومت نے دو دہائیوں کے اندر سب سے زیادہ کوئلے کی پیداوار کی ہے۔اسی طرح سے پیداوار میں اضافے، ٹرانسمیشن لائنوں اور ایل ای ڈی بلبوں کی تقسیم کے معاملے میں بھی سب سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

یہ بجٹ زراعت اور کسانوں کی بہبود پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔وزیر مالیات نے واضح کیا کہ حکومت مالی خسارے کو کم کرنے کے تئیں عہد بند ہے اور ترقی کے ایجنڈے پر کوئی سمجھوتہ کئے بغیر اسے لاگو کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ مالی سال 17-2016 میں مالی خسارے کا ہدف 3.5 فیصد مقرر کیا گیا ہے۔اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ آئی ایم ایف نے ہندوستان کو عالمی معیشت کی سست روی کے درمیان ایک تابناک مقام قرار دیا ہے۔مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کی شرح نمو 7.6 فی صد ہوگئی ہے جو پچھلی حکومت کے آخری تین برسوں میں 6.3 فی صد تھی۔مالی سال 16-2015 اور 17-2016 حکومت کے اخراجات کے لئے انتہائی چیلنج بھرے رہے ہیں۔اگلے مالی سال میں ساتویں مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات اور دفاع کے او آر او پی کی وجہ سے مزید بوجھ بڑھے گا۔

حکومت کمزور طبقے کی مدد کے لئے تین بڑی اسکیمیں شروع کرے گی جن میں پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا پہلے ہی شروع کی جاچکی ہے۔وزیر مالیات نے

بجٹ تقریر میں اعلان کیا کہ صحت بیمہ اسکیم کے ذریعہ ہندوستان کی آبادی کو اسپتال کے اخراجات سے تحفظ حاصل ہوگا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ حکومت بی پی ایل کنبوں کو ایل پی جی کے کنکشن فراہم کرنے کے لئے ایک نئی اسکیم شروع کر رہی ہے۔ مسٹر جیٹلی نے کہا کہ حکومت قانون تیار کرنے جیسے اہم صلاحی اقدامات کرے گی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ حکومت کے تمام فوائد مستحق لوگوں کو ہی پہنچے۔ حکومت آدھار پلیٹ فارم کو قانونی حمایت دے رہی ہے۔ وزیر خزانہ نے کہا کہ اگلے سال کا ایجنڈا اس سلسلے میں ہندوستان میں یکسر تبدیل ہوگا۔

انہوں نے اس بات کو اجاگر کیا کہ بجٹ تجاویز تبدیلی کے اس ایجنڈے کی بنیاد پر تیار کی گئی ہیں جن میں نو اہم ستون ہیں۔ ان میں زراعت اور کسانوں کی بہبود، دیہی سیکٹر، حفظان صحت سمیت سماجی سیکٹر، تعلیم، تربیت اور روزگار کی فراہمی، بنیادی ڈھانچہ اور سرمایہ کاری، مالی سیکٹر کی اصلاحات، حکمرانی اور بزنس کرنے میں آسانی، مالی ڈسپلن اور ٹیکس اصلاحات شامل ہیں۔ وزیر مالیات نے اعلان کیا کہ حکومت 2022 تک کسانوں کی آمدنی کو دوگنا کرنے کی خاطر کھیتی اور غیر کھیتی کے شعبوں میں اپنے اقدامات پر نظر ثانی کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ زراعت اور کسانوں کی بہبود کے لئے کل 35984 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ وزیر خزانہ نے نبارڈ میں 20000 کروڑ روپے کے ابتدائی فنڈ سے طویل مدتی آبپاشی فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا۔ اس مقصد کے لئے 12517 کروڑ روپے بجٹ امداد کے ذریعہ اور باقی مارکیٹ سے قرض کے ذریعہ حاصل کئے جائیں گے۔ مسٹر جیٹلی نے کہا کہ مٹی کی زرخیزی سے متعلق کارڈ اسکیم مارچ 2017 تک تمام 14 کروڑ کھیتوں کا احاطہ کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ کیمیاوی کھاد کی کمپنیوں کی 20 ہزار ماڈل دکانیں آئندہ تین برسوں کے دوران کھولی جائیں گی جن میں مٹی اور بیج کا ٹسٹ کرنے کی سہولیات دستیاب ہوں گی۔

وزیر مالیات نے اعلان کیا کہ پردھان گرام سڑک یوجنا کے تحت مختص رقم بڑھا کر 19 ہزار کروڑ روپے کر دی گئی ہے اور اس کے تحت 2019 تک 65 ہزار اہل بستیوں کو جوڑنے میں کام آئے گی۔ دیہی سیکٹر کے بارے میں جناب جیٹلی نے اعلان کیا کہ گرام پنچایتوں اور میونسپلٹیوں کے لئے امداد گرانٹ کے طور پر 2.87 لاکھ کروڑ روپے دیئے جائیں گے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ حکومت یکم مئی 2018 تک سو فیصد گاؤں میں بجلی لگانے کے لئے عہد بستہ ہے۔ سووچھ بھارت مشن کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس کے لئے 9000 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ دیہی بھارت میں مزید چھ کروڑ کنبوں کو تین سال کے اندر احاطہ کرنے کے لئے ایک نئی ڈیجیٹل خواندگی مشن شروع کیا گیا ہے۔ وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ غریب کنبوں کی خاتون ممبروں کے نام پر ایل پی جی کنکشن فراہم کرنے کے لئے ایک بڑا مشن شروع کیا گیا ہے جس کے لئے 2000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سے 17-2016 میں خط افلاس سے نیچے رہنے والے 1.50 کروڑ کنبوں کو فائدہ ہوگا۔

وزیر موصوف نے اعلان کیا کہ اقتصادی طور پر کمزور کنبوں کے لئے ایک نئی صحت تحفظ اسکیم کے تحت ہر کنبے کو ایک لاکھ روپے فی کنبے کا بیمہ فراہم کیا جائے گا۔ تعلیم کے شعبے میں وزیر خزانہ نے کہا کہ سرو شکشا ابھیان کے تحت مختص رقم میں اضافہ کیا جائے گا۔ 62 نئے نوودیہ ودیالیہ کھولے جائیں گے۔ اس کے علاوہ عالمی سطح کی تدریس اور تحقیق کے لئے دس سرکاری اور دس پرائیویٹ اداروں کو امداد فراہم کی جائے گی۔ مسٹر جیٹلی نے کہا کہ منظم سیکٹر میں نئے روزگار پیدا کرنے میں مراعات دینے کی خاطر حکومت ای پی ایف او میں شامل ہونے والے تمام نئے ملازمین کے لئے ان کی ملازمت کے پہلے تین سال تک 8.33 فی صد ایمپلائیز پنشن اسکیم میں تعاون کرے گا۔ وزیر خزانہ نے بنیادی ڈھانچے اور سرمایہ کاری پر خصوصی زور دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سڑک تعمیر کے عمل میں تیزی لائی گئی ہے۔ سڑکوں اور شاہراہوں کے لئے بجٹ میں 55000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ این ایچ اے آئی کے بانڈ کے ذریعہ مزید 15000 کروڑ روپے حاصل کئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ 17-2016 کے دوران پی ایم جی ایس وائی سمیت سڑک کے شعبے میں 97000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوگی۔ بندرگاہ کے سیکٹر میں وزیر موصوف نے کہا کہ ساگر مالا پروجیکٹ پہلے ہی شروع کیا جا چکا ہے اور حکومت نئے گرین فیلڈ بندرگاہیں تیار کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کے اس مقصد کے لئے 800 کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ شہری ہوابازی کے سیکٹر میں استعمال نہ ہونیوالے اور بہت کم استعمال ہونے والے ہوائی اڈوں کی تجدید کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً 160 ہوائی اڈے اور ہوائی پٹیاں ہیں جنہیں 50 سے 100 کروڑ کی لاگت سے بحال کیا سکتا ہے۔ بجلی کے شعبے میں انہوں نے کہا کہ حکومت نیوکلیائی بجلی کی پیداوار میں سرمایہ کاری کو

بڑھاوا دینے کے لئے اگلے 15 سے 20 سال کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کر رہی ہے۔ وزیر موصوف نے ایف ڈی آئی پالیسی، انشورنس اور پنشن، اثاثوں کی تعمیر نو کی کمپنیوں اور اسٹاک ایکسچینج وغیرہ کے شعبے میں ایف ڈی آئی پالیسی میں اصلاحات کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ خوردنی اشیا اور بھارت میں پیدا ہونے والی دوسری اشیا کی ایف آئی پی بی کے ذریعہ مارکیٹنگ میں سو فیصد ایف ڈی آئی کی اجازت دی جائے گی۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ حکومت اچھی حکمرانی پر سب سے زیادہ زور دے رہی ہے۔ مسٹر جیٹلی نے کہا کہ مختلف وزارتوں میں انسانی وسائل کو معقول بنانے کے لئے ایک ٹاسک فورس تیار کی گئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ خودمختار اداروں کو معقول بنانے اور ان کا جامع جائزہ لینے کا کام بھی جاری ہے۔

علاوہ ازیں مرکزی بجٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ریاستوں اور اضلاع کو جوڑنے کے لئے ایک سالانہ پروگرام میں ایک بھارت شریشٹھ بھارت پروگرام شروع کیا جائے گا، جو زبان، تجارت، ثقافت، ٹریول اور سیاحت کے شعبوں میں تبادلے کے ذریعہ عوام کو جوڑے گا۔ مرکزی وزیر مالیات نے اس سلسلے میں کہا کہ ایک دوسرے کے بارے میں سمجھ کو مستحکم کرنے کے لئے ریاستوں اور اضلاع کے درمیان ایک ڈھانچہ جاتی طریقے سے قریبی رابطے پیدا کرنے کی تجویز ہے۔ ملک میں مالی صورتحال کے بارے میں وزیر موصوف نے کہا کہ مالی 2015-16 میں مالی خسارہ 3.9 اور 2016-17 میں 3.5 فی صد پر محدود کیا گیا ہے۔ انہوں نے مزید کہ اس سال کے بجٹ کی خصوصیت یہ ہے کہ ریونیو کے خسارے کا ہدف بہتر بنایا گیا ہے اور یہ جی ڈی پی کا 2.8 فی صد سے گھٹا کر 2.5 فی صد کیا گیا ہے۔ 2016-17 کے بجٹ کے لئے کل اخراجات کا تخمینہ 19.78 لاکھ کروڑ روپے ہے جس میں 5.50 لاکھ کروڑ روپے منصوبہ جاتی اخراجات کے لئے اور 14.28 لاکھ کروڑ غیر منصوبہ جاتی اخراجات کے لئے ہے۔

میک ان انڈیا میں مدد کیلئے گھریلو اشیاء کی قدر میں اضافہ کا ذکر کرتے ہوئے وزیر مالیات نے کہا کہ کسٹم اور اکسائز ڈیوٹی کا ڈھانچہ میک ان انڈیا مہم کے لئے گھریلو اشیاء کی قدر میں اضافے کی مراعات میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ انہوں نے مخصوص لاگت، خام مال اور دیگر اجزا اور اشیا پر کسٹم اور اکسائز ڈیوٹی کی شرحوں میں مناسب تبدیلی کرنے اور ضابطوں کو آسان بنانے کی تجویز پیش کی ہے، تاکہ اطلاعاتی ٹکنالوجی ہارڈ ویئر، کیپٹل گڈس، دفاعی پیداوار، ٹکسٹائل، معدنی ایندھن اور تیل۔ کیمیکل اور پیٹرو کیمیکل، کاغذ، گتہ اور نیوز پرنٹ، ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کا رکھ رکھاؤ مرمت اور اُور ہالنگ وغیرہ جیسے شعبوں میں گھریلو صنعت میں لاگت کو کم کیا جاسکے اور مسابقتی صلاحیت کو بہتر بنایا جاسکے۔ وزیر مالیات نے تجویزوں کا ذکر کیا ہے، اس سے ہندوستان کو ترقی یافتہ بنانے میں مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی تجاویز ہیں جن کا یہاں احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ مختصراً یہ کہ یہ بجٹ ترقی کا خاکہ ہے۔ حکومت اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے پرعزم ہے۔

☆☆☆

ریلوے کے ذریعے 'سریسٹھ' نامی تحقیقی وترقیاتی ادارے کے قیام کی تجویز

ریلوے کے وزیر جناب سریش پربھاکر پربھو نے 2016-17 کا ریل بجٹ پیش کرتے ہوئے ایک تحقیقی وترقیاتی تنظیم کے قیام کا اعلان کیا، جسے اسپیشل ریلوے اسٹیبلشمنٹ فار اسٹریٹجک ٹیکنالوجی اینڈ ہولسٹک ایڈوانسمنٹ (ایس آر ای ایس ٹی ایچ اے-سریسٹھ) کا نام دیا گیا ہے۔ آر ڈی ایس او اب صرف روزمرہ کے کاموں پر توجہ دے گی جبکہ سریسٹھ طویل مدتی تحقیق کا کام کرے گی۔ سریسٹھ کی قیادت کوئی معروف سائنس داں کرے گا، جو براہ راست ریلوے بورڈ کے چیئرمین کو رپورٹ کرے گا اور جس کے اسٹاف میں سائنس داں اور محدود تعداد میں ریلوے کے ماہرین ہوں گے۔ آر ڈی ایس او کے کام کاج کے طریقے کو مکمل طور پر شفاف اور پابند وقت بنایا جائے گا۔

ریلوے کے نیا یکی کرن یعنی ریلوے کی ملکیت والی کمپنیوں کی ہولڈنگ کو مربوط کرنے کی بھی تجویز رکھی۔ جناب پربھو نے کہا کہ ریلوے کی ملکیت والی کمپنیاں اس کا قیمتی اثاثہ ہیں، جس میں آگے بڑھنے کے لامحدود امکانات ہیں۔ ہم اس طرح کی زیادہ تر کمپنیوں کو ایک ساتھ لانے کے امکانات کا جائزہ لینے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ اس سے مشترکہ وسائل کے استعمال کیلئے ضروری طاقت حاصل ہوگی اور ایک دوسرے کی طاقت کے استعمال کے لئے درکار لچیلے پن کی صورتحال پیدا ہو۔ ریلوے کے وزیر نے مزید کہا کہ صارفین کو معیاری خدمات دستیاب کرانے کے لئے ہندوستانی ریلوے کا جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہونا ضروری ہے۔ ہائی اسپیڈ ریل، ہیوی ہال، رولنگ اسٹاک اور سگنل نظام کو بہتر بنانا ہندوستانی ریلوے کی ترجیحات میں شامل ہیں۔ اس کے لئے ہمیں اس کے لئے ہمیں دنیا کے ان اداروں کے ساتھ شراکت داری کی ضرورت ہے، جن کی صلاحیتیں ان معاملات میں بہترین ہیں۔ طویل مدت کے لئے ان شعبوں میں دیسی نوعیت کی صلاحیت سازی کے لئے ہم نے کچھ بہترین ریلویز کے ساتھ اشتراک کیا ہے۔ اس عمل کو ادارہ جاتی شکل دینے اور ٹیکنالوجی سے متعلق اہم شعبوں میں ایسے تعاون کو آگے بڑھانے کیلئے حکومت غیر ملکی ریل ٹیکنالوجی تعاون اسکیم ایف آر ٹی سی ایس پر کام کر رہی ہے۔

بڑھتے قدم

(ترقیاتی خبرنامہ)

سووچھ پریٹن موبائل ایپ کا آغاز

☆ سیاحت اور ثقافت کے وزیرمملکت آزادانہ چارج اور شہری ہوا بازی کے وزیرمملکت مہیش شرما نے یہاں ایک تقریب میں سووچھ پریٹن موبائل ایپ کا آغاز کیا۔ یہ پروجیکٹ ڈی ای جی ایس اور این آئی سی کے ذریعے سیاحت کی وزارت کی جانب سے لاگو کیا جارہا ہے۔ یہ موبائل ایپ سووچھ پریٹن کے طور پر گوگل سرچ انجن پر دستیاب ہے اور ابتدا میں یہ اینڈرائیڈ فونز پر دستیاب ہے اور جلد ہی یہ ایپل اور مائیکروسافٹ پر بھی دستیاب ہوجائے گا۔ اس موبائیل ایپ کی سیاحت کی وزارت میں سووچھ بھارت مشن کے پروجیکٹ مانیٹرنگ یونٹ کے ذریعہ نگرانی کی جائے گی۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے وزیرموصوف نے بتایا کہ حال ہی میں شروع کئے گئے ٹورسٹ ان فولائن کو روزانہ 18 ہزار جوابات مل رہے ہیں اور یہ بہت کامیاب ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ان کی وزارت کی طرف سے سیاحوں کے فائدہ کے لئے بہت سے اقدامات کئے گئے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ عام لوگوں اور سیاحوں کی یادگارروں کو صاف ستھرا بنائے رکھنے میں سب سے بڑی حصہ داری ہے۔ لہذا سیاحت کی وزارت نے عام لوگوں کو یہ راحت دینے کا فیصلہ کیا ہے وہ سیاحتی مقامات کے اردگرد گندگی کے ڈھیر کے بارے میں اپنی شکایتیں بھیجیں۔ اس لئے سیاحت کی وزارت موبائیل ایپ شروع کررہی ہے۔

ڈاکٹر شرما نے کہا کہ بین الاقوامی سیاحت کی طرح گھریلو سیاحت کے لئے بھی زبردست مواقع ہیں۔ اس لئے یہ عوام اور سیاحوں کی طرف سے تجاویز اور مشورہ اس موبائل ایپ پر ڈالے گئے ہیں۔ سیاحت کی وزارت میں سیکورٹی جناب ونود زتشی نے اپنے خطاب میں کہا کہ 2016 سیاحت کے سیکٹر میں اچھی خبروں کے ساتھ شروع ہوا ہے۔ توقع ہے کہ اس سال جولائی اگست میں ایک بڑی سیاحت چوٹی کانفرنس کا انعقاد کیا جائے گا جو سیاحت کے سیکٹر کو تقویت دے گا۔ انہوں نے کہا کہ سیاحت کی وزارت اور ثقافت کی وزارت ملکر اس موبائیل ایپ کو کامیاب بنانے کے لئے مل کر کام کریں گی۔

بہاراودے اسکیم میں شامل ہونے والی چھٹی ریاست

حکومت ہند، ریاست بہار اور بہار کی بجلی کمپنیاں (نارتھ بہار پاور ڈسٹری بیوشن کمپنی لمیٹڈ اور ساؤتھ بہار پاور ڈسٹری بیوشن کمپنی) نے اودے یعنی اجول ڈسکوم ایشورنس یوجنا) کے تحت بجلی کمپنیوں کی آپریشنل اور مالی بہتری کے لیے مفاہمت کے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے۔ اس سلسلے میں منعقدہ ایک تقریب میں بجلی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب پیوش گوئل موجود تھے۔

ملک کی بجلی کمپنیوں پر قرض بڑا بوجھ ہے۔ 30 ستمبر 2015 تک ملک کی ڈسکوم پر کل 4.3 لاکھ کروڑ روپے کا قرض تھا۔ ان کمپنیوں کو قرض کے بوجھ سے راحت بہم پہنچانے کے لیے اور ان کی کارکردگی میں بہتری کے لئے حکومت ہند نے 20 نومبر 2015 کو اودے منصوبہ شروع کیا تھا۔ اس سے پہلے متعلقہ شراکت داروں نیز ریاستی حکومتوں، ڈسکوم، قرض دینے والوں وغیرہ سے تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔ اودے کا مقصد پائیدار ترقی کے لئے مالی استحکام اور کارکردگی سے متعلق صلاحیت میں بہتری کے ذریعہ مقروض کمپنیوں کے لیے ایک مستحکم حل کو یقینی بنانا ہے۔

بجلی کی صورتحال میں مثبت تبدیلی کے لئے اودے اسکیم کو قبول کرنے والی بہار چھٹی ریاست بن گئی ہے۔ راجستھان، اترپردیش، چھتیس گڑھ اور جھارکھنڈ پہلے ہی ڈسکوم کے آپریشن اور اس کی مالی بہتری کے لئے اودے کے تحت مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کرچکے ہیں۔ بہار کے دستخط کرنے کے ساتھ ہی ڈسکوم کے تقریباً 33 فیصد قرض (تقریباً ایک اعشاریہ 40 لاکھ کروڑ) کی تنظیم نو کی جائے گی۔ گجرات نے بھی ریاست کی ڈسکوم کی مالی صورتحال پرغور کرتے ہوئے آپریشن میں بہتری کے لئے مفاہمت کے سمجھوتے پر دستخط کردیے۔

حکومت بہار نے اودے کے تحت مفاہمت کے سمجھوتے پر دستخط کر کے ڈسکوم کی مالی صحت میں بہتری لانے کے لئے بہت اہم اقدام کئے ہیں اور ڈسکوم کے قرض کو اپنے اوپر لینے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

حکومت بہار ڈسکوم کے 2332 کروڑ روپے کے قرض کو اپنے اوپر لے گی جو کہ ڈسکوم کے 30 مارچ 2015 تک کے کل 3110 کروڑ روپے کے قرض کا 75 فیصد ہے۔ منصوبہ میں بقیہ 778 کروڑ روپے کے قرض کی دوبارہ قیمت طے کی جائے گی یا ریاستی گارنٹیڈ ڈسکوم باند میں جاری کرنے کا بندوبست ہے۔ ایسا تین فیصد شرح سود پر ہوگا جو کہ موجودہ شرح سے کم ہے۔ اودے نے نہ صرف ڈسکوم کی مالی بہتری پر زور دیا ہے

بلکہ ان کے ا?پریشن سے متعلق صلاحیت میں سدھار پر بھی توجہ مرکوز کی ہے۔ ڈسکوم کی پائیدار ترقی کے سلسلے میں ریاست بہار اور ڈسکوم لازمی فیڈر اور ڈسکوم ٹرانسفارمر میٹرنگ، صارفین انڈیکسنگ اور نقصان کی جی ا?ئی ایس میپنگ، ٹرانسفارمر اپ گریڈ کرنا یا تبدیلی، میٹر وغیرہ بڑے صارفین کے لئے اسمارٹ میٹرنگ کے ذریعے کارکردگی کی صلاحیت میں بہتری لائیں گے۔ اس سے بجلی کی فراہمی کے اخراجات اور اصل قیمت کے فرق کو ختم کیا جائے گا، ساتھ ہی ٹرانسمیشن اور ایٹ? اینڈ سی کے نقصانات میں بھی کمی لائی جائے گی۔ ایٹ? اینڈ سی نقصانات اور ٹرانسمیشن نقصانات میں بالترتیب 15 فیصد اور 4 فیصد کمی سے تقریبا 6650 کروڑ روپے کی اضافی آمدنی کا اندازہ ہے۔

مالی اور آپریشنل صلاحیتوں میں بہتری کے ساتھ ڈسکوم کی درجہ بندی بہتر ہوگی جس سے مستقبل کی سرمایہ کاری کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سستا فنڈ جمع کرنے میں مدد ملے گی۔ اس سے ڈسکوم کے شرح سود میں تقریبا 80 کروڑ روپے کی بچت کا اندازہ ہے۔

اس کے ساتھ ہی ریاستی حکومت اور ڈسکوم کی جانب سے ڈسکوم کی آپریشنل صلاحیتوں میں بہتری کے لئے کوششیں کی جائیں گی، اور بجلی کی فراہمی کے اخراجات میں کمی آئے گی، مرکزی حکومت ریاست میں بجلی سے متعلق بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے اور بجلی کے اخراجات میں کمی لانے کے لئے ڈسکوم اور ریاستی حکومت کو بھی مراعات دے گی۔ ڈ? ڈ? ? وج? جیوائی، ا?ئی پی ڈی ایس، پاور سیکٹر ڈیولپمنٹ فنڈ یا ایم او پی اور ایم ایم ا?ر ای کے دیگر منصوبوں جیسی مرکزی اسکیموں کے ذریعے ریاست میں بجلی سے متعلق بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لئے فنڈ فراہم کیا جا رہا ہے اور اگر ریاست/ ڈسکوم منصوبہ بندی کے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں تو آگے ان منصوبوں کے تحت اضافی یا ترجیحی رقم بھی دی جائے گی۔ ریاست کو مقررہ قیمتوں پر اضافی کوئلہ دے کر اور زیادہ سے زیادہ صلاحیت کے استعمال، این ٹی پی سی اور دیگر سی پی ایس یو سے سستی بجلی کے ذریعے مدد فراہم کی جائے گی۔ کوئلے کے تبادلے، کوئلے کے صحیح استعمال، کوئلہ کے معیار میں کمی کو بہتر بنانے، دھلے کوئلے کی 100 فیصد دستیابی سے بجلی کی قیمت میں مزید کمی لانے میں مدد ملے گی۔ ریاست کو کوئلہ کی بہتری سے تقریبا 1086 کروڑ روپے کا فائدہ ہوگا۔

اودے میں پی اے ٹی (کارکردگی، کامیابی، تجارت) کے ذریعے کم بجلی کی کھپت والے ایل ای ڈی بلب، زرعی پمپ، پنکھوں اور ایئر کنڈیشنر اور موثر صنعتی آلات کی مانگ بڑھائی جائے گی، جس سے ریاست بہار میں بجلی کی کھپت میں کمی لانے میں مدد ملے گی۔ اس سے تقریبا 720 کروڑ روپے کا فائدہ ہونے کا اندازہ ہے۔ مفاہمتی عرضداشت پر دستخط سے آخر کار بہار کے عوام کو فائدہ ہوگا۔ ڈسکوم سے بجلی کی زیادہ مانگ کا مطلب پیداوار کی اکائیوں کا زیادہ پی ایل ایف ہوگا اور اس طرح فی یونٹ بجلی کی قیمت کم ہوگی، جس کا فائدہ صارفین کو ہوگا۔ ڈسکوم اے ڈی اینڈ سی نقصانات میں کمی کے ساتھ علاقوں میں بجلی کی فراہمی بڑھا سکیں گی۔ اس منصوبہ سے بہار کے تقریبا، 2 1 5 1 1 گاؤں اور 160.60 لاکھ خاندانوں کو جواب تک بجلی سے محروم ہیں، انہیں بجلی فراہم کرنا آسان ہو جائے گا۔ بجلی سے محروم دیہات یا گھروں کو 24x7 بجلی فراہم ہونے سے معیشت وصنعت کو فروغ ملے گا، جس سے روزگار کے امکانات پیدا ہوں گے اور بہار ہندوستان کی معروف صنعتی ریاست کے طور پر ترقی کرے گا۔ اس طرح اودے منصوبہ بندی میں شرکت سے ریاست کو شرح سود، ایٹی اینڈ سی اور ٹرانسمیشن نقصانات میں کمی، توانائی کی کارکردگی، کوئلہ کی بہتری وغیرہ سے تقریبا 9000 کروڑ روپے کا خالص منافع ہوگا۔ اودے ڈسکوم کی مالی خود انحصاری اور آپریشنل صحت کو بہتر بنانے کی سمت میں کی جا رہی کوشش ہے، جس سے یہ سو فیصد دیہی بجلی کاری اور سب کو 24x7 بجلی فراہم کرنے کے سے سستی شرح پر وافر بجلی کی فراہمی میں مدد ملے گی۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے صدر جمہوریہ کا خطاب

نئی دہلی 23 فروری، صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے آج پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ارکان پارلیمنٹ کا خیر مقدم کیا اور اس بات کا اعتماد کا اظہار کیا کہ تمام ارکان عوام کے اُس اعتماد پر پورے اتریں گے، جو عوام نے اُن پر ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے عظیم ملک کی ترقی اور فروغ میں مشترکہ ساجھیدار رہوں گے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ پچھلے سال مشترکہ اجلاس سے خطاب سے اپنے خطاب میں، میں نے اپنی حکومت کے ذریعے بھارت کی تعمیر کے تئیں کئے جانے والے دور رس اقدامات کو اجاگر کیا تھا۔ اس ترقی کا بنیادی فلسفہ' سب کا ساتھ، سب کا وکاس' ہے، جو میری حکومت کے رہنما اصولوں میں شامل ہے۔

دِین دَیال اُپادھیائے نے 'ایک آتما مانو تادرشن' کا درس دیا تھا، جس کا مطلب ہے، 'انتودیا'، جس میں با اختیار بنانے کی شعاعیں اور مواقع آخری شخص تک پہنچتے ہیں۔ یہی اصول میری حکومت کے تمام پروگراموں کے رہنما اصول ہیں۔ میری حکومت کی توجہ کا خاص مرکز غریبوں کی ترقی، کسانوں کی خوشحالی اور نوجوانوں کے لئے روزگار پر مرکوز ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ میری حکومت کا پہلا مقصد غریبی کا خاتمہ ہے۔ گاندھی جی نے کہا تھا کہ غریبی تشدد کی بدترین قسم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غریبی اور محرومی کا خاتمہ ہماری سب سے اہم اخلاقی ذمے داری ہے۔

میری حکومت نے مالی شمولیت اور سماجی سیکورٹی کے ذریعے اِس مقصد کو حاصل کرنے کا عہد کیا ہے، جو انسانی خواہشات کو پورا کرنے والی دو اہم شاخیں ہیں۔ پچھلے سال میں نے پردھان منتری جن دھن یوجنا کے بارے میں بتایا تھا۔ آج مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہوتا ہے کہ یہ مالی شمولیت کے لئے دنیا کا سب سے کامیاب پروگرام رہا ہے۔ اِس پروگرام کے تحت 21 کروڑ سے زیادہ بینک کھاتے کھولے گئے اور 15 کروڑ کھاتے تقریباً 32 ہزار کروڑ روپئے کی جمع رقم کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ میری حکومت نے تین نئی پینشن اور بیمہ اسکیمیں شروع کی ہیں، جن میں پردھان منتری سُرکشا بیمہ یوجنا، پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ

یوجنا اور اٹل پنشن یوجنا شامل ہیں، جو سماج کے محروم طبقے کے لئے ہیں۔

میری حکومت 2022 تک سب کو مکان فراہم کرنے کے لئے عہد بستہ ہے۔ پردھان آواس یوجنا 25 جون 2015ء کو شروع کی گئی، جس کے تحت تقریباً 2 کروڑ سستے مکانات فراہم کئے جا رہے ہیں۔ ٹارگیٹ سبسڈی کا مقصد اِس بات کو یقینی بنانا ہے کہ سبسڈی کا فائدہ مستحق تک پہنچے۔ براہ راست فوائد کی منتقلی کی اسکیم کے تحت حکومت کے ذریعے 42 اسکیموں میں نافذ کی جا چکی ہے۔ پہل، نقد رقم کی براہ راست منتقلی کا اپنی نوعیت کا دنیا میں سب سے بڑا پروگرام ہے، جس کے تحت تقریباً 15 کروڑ افراد فیض حاصل کر رہے ہیں۔ جون، 2014ء سے اب تک خوراک کی کفالت کے پروگرام کے تحت لوگوں کی تعداد دگنی ہو کر 68 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ ایل پی جی پر سبسڈی کو رضا کارانہ طور پر واپس کرنے کے پروگرام کے تحت اب تک بی پی ایل کنبوں کو 50 لاکھ نئے کنکشن دیئے جا چکے ہیں۔ 62 لاکھ سے زیادہ ایل پی جی صارفین نے اِس مہم کے تحت اپنی سبسڈی کو چھوڑ دیا ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا تھا کہ سیاسی جمہوریت اُس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتی، جب تک کہ اُس کی بنیاد سماجی جمہوریت پر نہ ہو۔ سماجی انصاف کا ہمارے آئین میں وعدہ کیا گیا ہے اور ملک کے غریب اور پسماندہ طبقے میری حکومت کی توجہ کا اصل مرکز ہے۔ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں پر زیادتیوں کی روک تھام کے قانون میں مناسب ترمیمات کر کے اِسے مزید مستحکم بنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کی 125 ویں یوم پیدائش پورے ملک میں ''یوم آئین'' کے طور پر منایا جا رہا ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ تعلیم، عوام کو با اختیار بناتی ہے اور اِس مقصد سے میری حکومت نے اقلیتی امور کی وزارت کا 50 فی صد سے زیادہ فنڈ وظیفوں کے لئے مختص کیا ہے۔ اقلیتی نوجوانوں کو زیادہ با اختیار بنانے کی خاطر نئی منزل اور استاد نامی دو نئی اسکیمیں شروع کی گئی ہیں۔ رواں مالی سال میں تقریباً 20 ہزار مدرسوں کے بچے نئی منزل اسکیم کے تحت تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ائیور لاسٹنگ فلیم نامی ایک نمائش اگلے مہینے سے منعقد کی جا رہی ہے، جس میں پارسی برادری کی تاریخ اور ثقافت کو اجاگر کیا جائے گا۔

جناب پرنب مکھرجی نے کہا کہ کسانوں کی سرسبزی ہی ملک کی اصل خوشحالی ہے۔ زراعت کی وزارت نے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا فصل کے بیمے کے لئے کیا گیا اب تک کا سب سے بڑا اقدام ہے۔ اِس کے علاوہ، قدرتی آفات سے متاثر ہونے والے کسانوں کی امداد میں 50 فی صد کا اضافہ کیا گیا ہے اور اِس کی اہلیت کے ضابطوں میں بھی نرمی کی گئی ہے۔

مٹی کی زرخیزی کے کارڈ مارچ 2017ء تک تمام 14 کروڑ کسانوں کو تقسیم کر دیئے جائیں گے، جس سے فصل میں لاگت کم کرنے میں کافی مدد ملے گی۔ نامیاتی کھیتی کو فروغ دینے کے لئے 'پرم پراگت کرشی وکاس یوجنا' 8 کلسٹر میں نافذ کی جا رہی ہے۔

'پردھان منتری کرشی سینچائی یوجنا' میری حکومت کی ایک اسکیم ہے، جو خشک سالی میں بھی پانی کی دستیابی کو بہتر بناتی ہے۔ میری حکومت ایک ایک بوند سے زیادہ سے زیادہ فصل کے لئے سینچائی کے لئے 'جل سینچے' کے لئے عہد بستہ ہے۔

کسانوں کو اُن کی پیداوار کی اچھی قیمت دلانے کے لئے ایک متحد قومی زرعی مارکیٹ ایک مشترکہ ای مارکیٹ پلیٹ فارم قائم کرنے کے لئے کام کر رہی ہے تاکہ ہندوستان کو ''ایک خوراک زون، ایک ملک، ایک مارکیٹ'' کے طور پر فروغ دیا جا سکے۔

میری حکومت نے نئی یوریا پالیسی 2015ء کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ اِس پالیسی کے ذریعے آئندہ تین برسوں میں یوریا کی 17 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ اضافی پیداوار ہو سکے گی۔

میری حکومت مویشی پروری، ڈیری اور ماہی پروری کے شعبوں کے سماجی، اقتصادی ترقی کے تئیں اہم رول کو تسلیم کرتی ہے۔ بھارت سب سے زیادہ دودھ پیدا کرنے والا ملک ہے، جس میں 6.3 فی صد کی شرح سے ترقی درج کی گئی ہے۔ ماہی گیری کے مربوط فروغ اور بندوبست کو یقینی بنانے کے لئے ایک بلو ریولیوشن شروع کیا گیا ہے، جس کے لئے 3 ہزار کروڑ روپئے مختص کئے گئے ہیں۔

مشرقی ریاستوں کی زرعی پیداوار کا پوری طرح فائدہ اٹھانے کی خاطر حکومت خطے میں دوسرے سبز انقلاب کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی خوراک کی ڈبہ بندی کا سیکٹر بھی کسانوں کی آمدنی میں اضافہ کرنے میں مددگار رہے۔ پچھلے سال مخصوص فوڈ پارک کے لئے خوراک کی ڈبہ بندی کا فنڈ شروع کیا گیا تھا، جس کے تحت پچھلے 19 مہینوں میں 5 نئے میگا فوڈ پارک شروع کئے گئے ہیں۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ دیہی ترقی ہماری اولین ترجیحات میں سے ایک ہے۔ چودہویں مالی کمیشن کے ذریعے 2015-16ء سے پانچ برسوں تک کے لئے 2 لاکھ کروڑ روپئے مختص کئے جانے سے گرام پنچایتوں میں زبردست جوش پیدا ہوا ہے۔ شیاما پرساد مکھرجی روربن مشن 300 دیہی کلسٹرس میں شروع کیا گیا ہے، جس کا مقصد ان کلسٹرس میں تربیت کی فراہمی، مقامی صنعت کاری کو فروغ دینا اور بنیادی ڈھانچے کی سہولیات فراہم کرنا ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ نوجوان ہمارے ملک کا مستقبل ہیں اور میری حکومت کا سب سے بڑا مقصد یوواؤں کو روزگار فراہم کرنا ہے۔ اس کے لئے میری حکومت نے 'میک ان انڈیا'، 'اسٹارٹ اَپ انڈیا'، 'مدرا' اور 'اِسکل انڈیا' جیسی کئی اسکیمیں شروع کی ہیں۔

میری حکومت نے تجارت کرنے میں آسانی کو فروغ دینے کے لئے مختلف ریاستوں کے درمیان مسابقتی تعاون کو فروغ دیا ہے۔ ریاستی حکومتیں اپنی اپنی ریاست میں سرمایہ کاری کا ماحول بہتر بنانے کی خاطر بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری کر رہی ہے اور بہتر بہتر سے سہولیات فراہم کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ زیادہ روزگار دینے والی ٹیکسٹائل کی صنعت کو مستحکم کرنے کے لئے میری حکومت نے ٹیکنالوجی کو بہتر بنانے کے فنڈ کی ترمیمی اسکیم شروع کی ہے،

جس کے لئے 7 سال کے عرصے میں 18 ہزار کروڑ روپئے مختص کئے جائیں گے۔ میری حکومت نے اسٹارٹ اپ انڈیا مہم شروع کی ہے، جو ملک میں اختراعات کے ماحول کو وسیع کرنے میں مدد دے گی۔

مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی اسکیم کو جدید بنایا گیا ہے تاکہ اجرتوں کو موثر طور پر تقسیم کیا جا سکے۔ انتو دیہ مشن، پسماندہ ترین 2569 بلاکوں تک پہنچا ہے تاکہ وہاں نئے اثاثے قائم کئے جاسکیں۔ میری حکومت کے اسکل انڈیا مشن میں پچھلے سال کے دوران کافی تیزی آئی ہے اور تقریباً 76 لاکھ لوگوں نے تربیت حاصل کی ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ میری حکومت کا مقصد شِکشت، سوستھ، سووچھ بھارت یعنی تعلیم یافتہ، صحت مند اور صاف ستھرا بھارت تشکیل دینا ہے۔ اِس کے علاوہ، اعلیٰ تعلیم کے بہترین کارکردگی کے نئے ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ 2 آئی آئی ٹی، 6 آئی آئی ایم اور ایک انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس ایجوکیشن اینڈ ریسرچ اور ایک نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنا لوجی قائم کئے گئے ہیں، جنھوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

سوستھ بھارت کے لئے کھیل کود بہترین طریقہ ہے۔ میری حکومت نے 5 فروری سے 16 فروری 2016ء تک گوہاٹی اور شیلانگ میں بارہویں جنوب ایشیائی کھیلوں کی میزبانی کی، جس میں تمام سارک ملکوں کے 3500 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ مجھے خوشی ہے کہ ملک میں زچگی کے دوران یا اس کے بعد ہونے والی ٹٹینس کی بیماری پوری طرح ختم ہوگئی ہے، جس کے لئے عالمی سطح پر 2015ء تک کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ میری حکومت بین ادارتی درجہ بندی نظام کے لئے 'کایا کلپ' پر زور دے رہی ہے۔ میری حکومت نے جامع صحت، آیوروید، یوگا، نیچروپیتھی، یونانی، سدھا اور سووا رِگپا اور ہومیوپیتھی کے طبی نظاموں پر توجہ مرکوز کی ہے۔ یوگا کے پہلا بین الاقوامی دن 21 جون 2015 کو پوری دنیا میں منایا گیا۔

میری حکومت نے دِویانگ (معذور) افراد کے لئے سگمیہ بھارت ابھیان شروع کیا ہے تاکہ یہ افراد سماج کے ہر شعبے میں شرکت کر سکیں۔ پچھلے ایک سال کے دوران 342 کیمپ منعقد کئے گئے، جس میں 1.7 لاکھ افراد کو مختلف امدادی آلات تقسیم کئے گئے۔

سووچھ بھارت مشن میں سماج کے رویے میں تبدیلی لانے کی کوشش کی گئی ہے، جس سے عوام، خاص طور پر غریبوں کی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ میری حکومت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اقتصادی ترقی اور ماحولیات کا تحفظ ایک ساتھ جاری رہ سکتے ہیں۔ پیرس میں آب و ہوا سے متعلق سربراہ اجلاس میں، آب و ہوا کے انصاف اور پائیدار طرز زندگی کے بھارت کے موقف کو وسیع طور پر حمایت ملی ہے۔ گنگا کے پانی کی کوالٹی کو متاثر کرنے والے 17 زمروں کے 1487 صنعتوں کی نگرانی کی جارہی ہے۔ ہوا میں آلودگی کو کرنے کے لئے 2021ء تک بھارت اسٹیج۔6 حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ پروجیکٹ ٹائیگر کے تحت بھی پچھلی تعداد کے مطابق 30 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔

میری حکومت نے جل کرانتی ابھیان، نمامی گنگے پروگرام شروع کیا ہے اور میری حکومت 118 شہروں میں کئی پروجیکٹ نافذ کررہی ہے تاکہ مقدس گنگا کے کناروں کو صاف رکھا جائے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ میری حکومت نے حکمرانی میں بہتری لانے کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ تقریباً 1800 پرانے اور ناکارہ قوانین کو منسوخ کیا گیا ہے۔ نیتی آیوگ، امداد باہمی پر مبنی وفاق کے سچے جذبے کے ساتھ پالیسی سازی میں مصروف ہے۔ میری حکومت نے سرکاری اور نجی ساجھے داری کے ذریعے 500 ای حکمرانی خدمات فراہم کرنے کا آغاز کیا ہے۔ دوسری جانب میری حکومت نے بدعنوانی کو ختم کرنے کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ بدعنوانی کی روک تھام سے متعلق قانون میں سخت ترمیمات کی گئی ہیں۔

صدر جمہوریہ نے زور دے کر کہا کہ اچھے بنیادی ڈھانچے کے ساتھ سبھی کے لئے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ میری حکومت نے اسمارٹ سٹی پروگرام شروع کیا ہے۔ اس پروگرام کے پہلے مرحلے کے لئے 20 شہروں کو منتخب کیا گیا ہے۔ صاف توانائی کی دستیابی میں اضافے کے لئے میری حکومت نے 2022ء تک قابل تجدید توانائی میں کئی گنا اضافہ کرکے اسے 175 جی ڈبلیو کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ پچھلے 20 مہینوں میں شمسی توانائی کی اہلیت میں دگنا اضافہ ہوا ہے اور یہ 5000 میگا واٹ سے تجاوز کر گئی ہے۔ جب سے حکومت نے اقتدار سنبھالا ہے، توانائی کی قلت 4 فی صد سے کم ہو کر 2.3 فی صد ہو گئی ہے۔

میری حکومت 2018ء تک تمام گاووں کو بجلی فراہم کرنے کے لئے عہد بستہ ہے۔ حکومت کا مقصد ایک ملک، ایک گرڈ، ایک قیمت کے مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ گیس سے بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کی خاطر میری حکومت نے ایل این جی کی سپلائی کے لئے نئے اقدامات کئے ہیں۔ میری حکومت نے صارفین کو مناسب اور مسابقتی شرحوں پر بجلی کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ٹیرف پالیسی میں اہم ترمیمات کی ہیں۔ سڑکوں پر روشنی اور گھروں کی روشنی کے لئے دو اہم قومی ایل ای ڈی پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ 6 کروڑ سے زیادہ ایل ای ڈی بلب پہلے ہی تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

میری حکومت نے کوئلے کے سیکٹر میں جامع اصلاحات کی ہیں اور 70 سے زیادہ کوئلہ بلاکوں کی نیلامی شفاف طریقے سے کی گئی ہے۔ کانکنی کے شعبے میں تیزی لانے کی خاطر اور معدنی وسائل کو مختص کرنے میں شفافیت پیدا کرنے کی خاطر کانکنی اور معدنیات کی ترقی اور ریگولیشن قانون 1957 میں ترمیمات کی گئی ہیں۔ اس کے لئے ایک جدید نیشنل منرل ایکسپلوریشن ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے۔ کانکنی سے متاثرہ علاقوں میں منفی اثرات کو کم سے کم کرنے اور متاثرہ افراد کی روزی روٹی کو یقینی بنانے کے لئے پردھان منتری کھنیج شیتر کلیان یوجنا نافذ کی جائے گی۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ میری حکومت نے ریلوے اسٹیشنوں اور ٹرینوں میں صفائی ستھرائی کو بہتر بنانے کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ سمان نامی پروگرام آج سے میلہ اٹھانے کی روایت کو ختم کرنے کے لئے شروع کیا گیا ہے۔ اب ٹرینوں کے نئے ڈبے بایو ٹائلٹ کے ساتھ لگائے جارہے ہیں۔ اس کے علاوہ، ٹرینوں کی پٹری کو

دوہرا کرنے اور گیج کو چوڑا کرنے اور اہلیت میں اضافہ کرنے کے کاموں میں بھی توجہ دی جا رہی ہے۔ ریلوے کے کیپٹل اخراجات میں سب سے زیادہ اضافہ 2015ء میں درج کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، ایک تاریخی معاہدے کے تحت جاپان کی حکومت ممبئی سے احمد آباد تک ہائی اسپیڈ ریل کاریڈور تیار کرے گی۔ میری حکومت نے متھرا اور مدھے پورہ میں ڈیزل اور بجلی کے ریل گاڑیوں کے انجن کی فیکٹریاں قائم کرنے کے دو بڑے پروجیکٹ شروع کئے ہیں۔

پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کے تحت مارچ 2019ء تک 187000 دیہی بستیوں کو پکی سڑکوں سے جوڑا جائے گا۔ میری حکومت نے 7200 کلومیٹر شاہراہوں کی تعمیر مکمل کرلی ہے اور 12900 کلومیٹر شاہراہوں کے پروجیکٹوں کو منظوری دی جا چکی ہے۔

میری حکومت نے قومی شاہراہوں کی ترقی کے لئے 267000 کروڑ روپئے کے تخمینے کے ساتھ بھرت ملہ نامی ایک جامع اسکیم مرتب کی ہے۔ جہاز رانی کے شعبے کو پھر سے بہتر بنانے اور میک ان انڈیا پر توجہ دینے کے ساتھ میری حکومت نے ملک میں دیسی جہاز بنانے کے لئے کارخانوں کو مالی امداد دینے کی ایک اسکیم شروع کی ہے۔ میری حکومت ملک کے اندرونی آبی راستوں اور ساحلی جہاز رانی کو ٹرانسپورٹ کے ایک متبادل طریقے کے طور پر استعمال کرنے کے لئے پرعزم ہے۔ میری حکومت ایک نئی شہری ہوابازی پالیسی پر کام کر رہی ہے، جس میں چھوٹے شہروں کو مربوط کرنے پر زور دیا جائے گا۔ ملک میں گھریلو مسافروں کی آمد ورفت میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ ملک نے 2015ء کے دوران سافٹ ویئر کی برآمدات میں ریکارڈ قائم کیا ہے۔ بھارت نیٹ کے تحت نیشنل آپٹیکل فائبر نیٹ ورک کی تجدید کاری کی جا رہی ہے۔ ملک میں 155000 ڈاک خانوں کو کمپیوٹر اور نیٹ ورکنگ سے جوڑنے کے لئے آئی ٹی کی جدید کاری کا پروجیکٹ 2017ء تک مکمل کرلیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میری حکومت نے قومی سوپر کمپیوٹنگ مشن، ایندھن کی صلاحیت میں اضافے اور اخراج پر قابو پانے کے کئی اہم پروجیکٹوں کی شروعات کی ہے۔ میری حکومت نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے یوگا اور مراقبہ (ستیم) کا آغاز کیا ہے تاکہ اپنی روایتی سائنسی جڑوں کو پہچانا جاسکے اور انہیں جدید بنایا جاسکے۔

بھارت عالمی اقتصادی سست روی میں بھی مستحکم بنا ہوا ہے۔ جی ڈی پی میں اضافہ ہوا ہے اور بھارت دنیا کی سب سے تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں سے ایک ہے۔ افراط زر، مالی خسارے اور چالو کھاتے کے خسارے میں کمی آئی ہے۔ بھارت نے 2015ء میں اب تک کہ زرمبادلہ کے سب سے زیادہ ذخائر حاصل کئے ہیں۔

سرکاری بینکوں میں نئی جان ڈالنے کے لئے اندر دھنوش پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، ہم نے کئی اصلاحی اقدامات بھی کئے ہیں۔ اس کے علاوہ، ہم نے دس سال تک مسلسل جائزہ لینے کے بعد 23 بینکنگ لائسنس بھی جاری کئے ہیں۔ کالے دھن پر قابو پانے کی مخصوص کوششوں کے ساتھ حکومت کو مثبت نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ کالے دھن کا انکشاف کرنے سے متعلق قانون میں اس لعنت سے نمٹنے کے لئے سخت ضابطے متعارف کرائے گئے ہیں۔ حکومت نے سونے کو رقم کے طور پر استعمال کرنے کی اسکیم بھی شروع کی ہے اور نومبر 2015ء میں سورن گولڈ بانڈ اسکیم کا آغاز کیا ہے۔

حکومت نے آسان، ترقی پسند اور قابل عمل ٹیکس نظام متعارف کرایا ہے۔ اس کے علاوہ، ای فائلنگ اور الیکٹرانک پروسیسنگ سمیت ٹیکس دہندگان کے لئے بہت سی سہولیات کا بھی آغاز کیا ہے۔

میری حکومت ملک کی سیکیورٹی سے متعلق چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے پوری طرح عہد بستہ ہے۔ دہشت گردی ایک عالمی خطرہ ہے اور اِسے پوری طرح ختم کرنے کے لئے عالمی سطح پر انسداد دہشت گردی کے اقدامات کئے جانے کی ضرورت ہے۔ میں، اُن سکیورٹی فورسز کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں، جنہوں نے دہشت گردوں کے ذریعے حال ہی میں پٹھان کوٹ کے ہوائی اڈے پر حملے کو ناکام بنایا تھا۔

شمال مشرقی ریاستوں اور بائیں بازو کی انتہا پسندوں سے متاثر ریاستوں میں سکیورٹی کی مجموعی صورت حال میں کافی بہتری آئی ہے اور یہ ریاستی حکومتیں کے ساتھ تال میل رکھتے ہوئے خفیہ ایجنسیوں اور سکیورٹی دستوں کی پائیدار کوششوں کے ذریعے ممکن ہوا ہے۔

ملک نے سخت خشک سالی اور سیلاب کا سامنا کیا ہے۔ پچھلے سال چنئی میں آئے سیلاب سے زبردست مالی نقصان ہوا ہے۔ میری حکومت قدرتی آفات میں عوام کی مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہی ہے۔

دفاعی ساز وسامان کی خریداری کے طریقہ کار کو بہتر بنایا گیا ہے، جس میں ملک میں ہی تیار کردہ سامان اور ہتھیاروں کے نظام پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ ہم اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کام کر رہے ہیں کہ ہمارے مسلح افواج دنیا بھر میں سب سے جدید ترین ساز وسامان سے آراستہ ہوسکیں۔ ہمارے ملک میں طاقت کی دیوی 'شکتی' خواتین کی توانائی کا دوسرا روپ ہے۔ یہ شکتی ہماری قوت کا اظہار ہے۔ میری حکومت نے خواتین کو مختصر مدت کی سروس کمیشن افسروں اور بھارتی فضائیہ میں جنگی پائلٹوں کے طور پر بھرتی کئے جانے کو منظوری دی ہے۔ میری حکومت نے عورتوں کی سلامتی اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے ایمرجنسی ریسپونس سسٹم، سینٹرل وکٹم کمپنسیشن فنڈ، سائبر کرائم پریوینشن اگینسٹ وومن اینڈ چلڈرن اور آرگنائزڈ کرائم انوسٹی گیشن ایجنسی جیسے اقدامات کئے ہیں۔ میری حکومت نے ایک عہدہ ایک پنشن کی چار دہائیوں پرانی مانگ کو منظور کرکے اپنے عہد کو پورا کیا ہے۔ صدر جمہوریہ نے ایسا کہا کہ واسو دیوا کٹمبا کم یعنی پوری دنیا ایک خاندان ہے، میری حکومت اس اصول پر گامزن ہے۔ پچھلے سال میری حکومت نے بنگلہ دیش کے ساتھ تاریخی زمینی سرحد کا معاہدہ کیا ہے، جس سے دونوں ملکوں کے درمیان متنازعہ سرزمین کی ادلا بدلی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت اور نیپال کے درمیان موٹر گاڑیوں کا ایک معاہدہ بھی کیا گیا ہے، جس سے ان ملکوں کے مابین تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔ میری حکومت نے اپریل 2015ء میں آئے زلزلے

میں نیپال کی بھرپور مدد کرتے ہوئے دوستی کا حق ادا کیا ہے۔ میری حکومت پاکستان کے ساتھ باہمی طور پر قابل احترام تعلقات استوار کرنے کی پابند ہے کیونکہ میری حکومت اپنے پڑوسی ملکوں کے لئے ایک محفوظ اور خوشحال مستقبل کی خواہاں ہے۔ بھارت ایک مستحکم، جامع اور جمہوری ملک کی تعمیر میں افغانستان کے عوام کو مدد فراہم کرنے کے لئے عہد بستہ ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی نے افغانستان کی پارلیمنٹ کی عمارت، وہاں کے عوام کے نام وقف کرکے امن وخوشحالی میں بھارت کی طرف سے ایک عطیہ دیا ہے۔ بھارت - افریقہ سربراہ اجلاس میں شرکت کرنے والے 54 ملکوں میں 41 ملکوں کے سربراہان حکومت نے بھارت کے ساتھ رشتوں کو مستحکم کیا ہے۔ بھارت کی ایکٹ ایسٹ پالیسی کا مقصد بحرالکاہل کے جزائری ملکوں کے عسماج کے پسماندہ طبقے کو برابر کی قدر اور ملک کی ترقی میں برابر کی حصے داری فراہم کرنا ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ نیتاجی سبھاش چندر بوس کے الفاظ میں نیشنل ازم کی تحریک انسانیت کے اعلیٰ ترین معیار' ستیم، شیوم، سندرم' سے حاصل ہونی چاہیئے۔

تنازع کو حل کرنے کی نئی اسکیم کے ذریعہ ٹیکس موافق ماحول کا فروغ

لوک سبھا میں سال 17-2016 عام بجٹ پیش کرتے ہوئے مرکزی وزیرخزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے کہا کہ مقدمے بازی ٹیکس موافق ماحول کے لئے نقصان دہ ہے اور اس سے بداعتمادی کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ مقدمے بازی سے ٹیکس دہندگان کے اخراجات بھی بڑھتے ہیں اور حکومت کے انتظامی اخراجات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ پہلی اپیلی اتھارٹی میں تین لاکھ ٹیکس کے معاملے زیرغور ہیں جن کے تحت 5.5 کروڑ روپے کی رقم کا تنازعہ ہے۔ اس تعداد کو کم کرنے کے لئے تنازع کے حل کی نئی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کی اہم جھلکیاں یہ ہیں: ☆ جس ٹیکس دہندہ کی اپیل کمشنر (اپیلز) کے پاس زیرغور ہے، متنازع ٹیکس اور ٹیکس لگانے کی تاریخ تک کے سود کی ادائیگی کرکے اپنے مقدمہ کو نمٹا سکتا ہے۔

☆ دس لاکھ روپے تک کے متنازع ٹیکس والے انکم ٹیکس کے معاملوں کے سلسلے میں کوئی جرمانہ نہیں لگایا جائے گا۔ ☆ دس لاکھ روپے سے زیادہ کے متنازعے ٹیکس والے معاملوں میں براہ راست اور بالواسطہ دونوں ٹیکسوں کے لئے لگائے جانے والے کم سے کم جرمانے کی صرف 25 فیصد رقم ہی ادا کرنی ہوگی۔ ☆ جرمانے کے حکم کے خلاف زیرغور اپیل کو بھی لگائے جانے والے کم سے کم جرمانے کی 25 فیصد رقم کی ادائیگی کرکے رقم کو نمٹایا جاسکتا ہے۔ ☆ اس اسکیم کا فائدہ اٹھانے سے کچھ لوگوں مستثنیٰ رکھنے کی تجویز ہے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن پر مخصوص قوانین کے تحت فوجداری جرائم کا الزام لگایا گیا ہو۔ بڑی تعداد میں تنازعات کی وجہ بھاری جرمانہ لگائے جانے کو قرار دیتے ہوئے مسٹر ارون جیٹلی نے درجہ بندی کے ساتھ جرمانے کے مختلف زمرے تیار کرتے ہوئے جرمانے کی اسکیم میں ترمیم کی تجویز پیش کی ہے جس کے ذریعہ ٹیکس آفیسروں کو فیصلہ لینے کا اختیار کافی کم ہوجائے گا۔ اب آمدنی کے کم دکھانے کے معاملے میں ٹیکس کا پچاس فیصد جرمانہ ہوگا اور حقائق کی غلط رپورٹنگ کے معاملے میں جرمانے کی شرح ٹیکس کی 200 فیصد ہوگی۔ ایسے معاملوں میں جرمانے میں رعایت کی تجویز ہے جہاں ٹیکسوں کی ادائیگی کی گئی ہو اور اپیل داخل نہیں کرائی گئی ہے۔

بجٹ تقریر 17-2016 میں اہم اصلاحی اقدامات کا اعلان

1- حکومت، اپنے ترقی کے ایجنڈے پر بغیر کسی سمجھوتے کے مالی استحکام کیلئے پُرعزم، مالی سال 2017 کیلئے مالی خسارے کو 3.5 فیصد تک لانے کا ہدف۔ 2- گزشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً دوگنا رقم زراعت، کاشتکاروں کی بہبود اور آبپاشی کیلئے 47912 کروڑ روپے مقرر کئے۔ 3- نئی حفظان صحت اسکیم کے تحت ہر کنبے کیلئے ایک لاکھ روپے تک کے علاوہ بزرگ شہریوں کے لئے اضافی 30 ہزار روپے فراہم کئے جانے کا منصوبہ۔ 4- 17-2016 میں 1.5 کروڑ خط افلاس سے نیچے گزر بسر کرنے والے خاندانوں کی خاتون ممبروں کو مفت ایل پی جی کنکشن فراہم کرائے جائیں گے اور دو برسوں میں کل 5 کروڑ گھروں کا احاطہ کیا جائے گا۔ 5- سرکاری بنیادی ڈھانچے کیلئے بہت بڑا 2.21 لاکھ کروڑ روپے مختص کئے جانے کا اعلان، گزشتہ برس کے مقابلے میں 22.5 فیصد کا اضافہ۔ 6- اعلیٰ تعلیم کے لئے مالی اتھارٹی کا قیام- اعلیٰ تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ابتدائی بنیادی سرمایہ 1000 کروڑ روپے- مزید یہ کہ 10 سرکاری اور 10 پرائیویٹ اداروں کو عالمی درجے کے تدریسی اور تحقیقی ادارے بنانے کا منصوبہ۔

7- ٹیکس دوست یا ٹیکس موافق ماحول کو بڑھاوا اور تنازعے کو حل کرنے کی اسکیم، جن میں بہت کم یا زیرو جرمانہ ہو، کے ذریعہ مقدموں کے سبب ہونے والی پریشانیوں کو کم سے کم کرنا۔ جاری ٹیکس مقدمات کو حل کرنے میں آسانی۔ 8- درمیانہ درجے کے ٹیکس دہندگان کو راحت، سیکشن 87- اے کے تحت 5 لاکھ سے کم آمدنی والے افراد کو 5000 روپے کی چھوٹ اور سیکشن 80 جی جی کے تحت کرائے کی حد میں 60000 روپے کی تخفیف۔ 9- مستحق افراد کو آدھار پر مبنی، مالی اور دیگر سبسڈی کے راست فوائد مہیا کرائے جائیں گے اور ایک نیا قانون اور سماجی تحفظ پلیٹ فارم فروغ دیا جائے گا۔ 10- ای پی ایف او میں اندراج کرنے والے تمام نئے ملازمین کی طرف سے ان کے روزگار کے پہلے تین برسوں کے لئے 8.33 فیصد تعاون کی خاطر 1000 کروڑ روپے فراہم کرکے منظّم سیکٹر میں روزگار میں تیزی لانا۔ 11- کارپوریٹ ٹیکس کے تحت استثنٰی کو ختم کرنے کے لئے آسان اور مارکیٹ حامی ٹیکس اقدمات کئے جائیں گے۔ 12- وزیراعظم کی مدرا یوجنا کے تحت 1.8 لاکھ کروڑ روپے قرض دیا جائے گا، جس میں نئی شروع ہونے والی کمپنیوں کے 5 سال کے منافع میں سے 3 سال کے منافع پر 100 فیصد ٹیکس معاف کیا جائے گا۔ 13- چھوٹے پروجیکٹوں سے منافع پر ٹیکس میں 100 فیصد چھوٹ کے ذریعہ قابل استطاعت مکان۔ 14- ایک نئی ونڈو کے ذریعہ 45 فیصد ٹیکس ادائیگی کے ذریعہ کالے دھن میں کمی اور پوشیدہ سرمائے کے اعلان کی اسکیم۔ 15- سرکاری شعبے کے بینکوں (پی ایس بی) میں دوبارہ سرمایہ کاری کی جانب 25000 کروڑ روپے مختص

کر کے مالی شعبے کا استحکام، سرکاری جنرل کمپنیوں کی فہرست بنانا اور پی ایس بی کے استحکام کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا۔

منصوبہ بند اور غیر منصوبہ بند اخراجات کی درجہ بندی مالی سال 18-2017 سے ختم کی جائے گی

نئی دہلی، 29 فروری۔ منصوبہ بند اور غیر منصوبہ بند اخراجات کی درجہ بندی مالی سال 18-2017 سے ختم کردی جائے گی۔ یہ بات مرکزی وزیرخزانہ جناب ارون جیٹلی نے لوک سبھا میں 17-2016 کا عام بجٹ پیش کرتے ہوئے کہی۔ جناب ارون جیٹلی نے کہا کہ یکے بعد دیگرے کمیٹیوں نے سرکاری اخراجات کی منصوبہ بند اور غیر منصوبہ بند درجہ بندی کے فائدے کے بارے میں سوال اٹھایا ہے۔ گزشتہ برسوں میں موٹے طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ منصوبہ بند اخراجات اچھے ہوتے ہیں اور غیر منصوبہ بند اخراجات بُرے ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں بجٹ میں تخفیف کی جاتی رہی۔ سرکاری اخراجات کے سرمایہ کی درجہ بندی اور ریونیو پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے کے لئے اس سلسلہ میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ جناب ارون جیٹلی نے کہا کہ وزارت خزانہ اس معاملہ میں مرکزی اور ریاستی بجٹوں میں یکسانیت لانے کے لئے ریاستی محکمہ مالیات کے ساتھ مل کر کام کررہی ہے۔

اقتصادی شرح ترقی کو رفتار دینے اور روزگار پیدا کرنے سے متعلق اقدامات

☆ مرکزی وزیرخزانہ ارون جیٹلی نے لوک سبھا میں عام بجٹ 17-2016 پیش کرتے ہوئے کہا کہ اسٹارٹ اپ انڈیا سے روزگار اور مواقع پیدا ہوں گے۔ یہ اختراعات اور ایجادات کا سبب بنے گا۔ مزید برآں اسٹارٹ اپ انڈیا، میک ان انڈیا پروگرام میں کلیدی شراکت دار کا کردار نبھائے گا۔ انہوں نے اسٹارٹ اپ انڈیا کو فروغ دینے کے لیے پانچ برسوں میں سے تین برس اپریل 2016 سے مارچ 2019 کے دوران منافع میں سوفی صد کٹوتی کرنے کی تجویز دی۔ اس میں میٹ نافذ العمل رہے گا۔ تاہم اعلان شدہ اسٹارٹ اپ میں کسی بھی فرد کے سرمایہ سے ہونے والے منافع میں کوئی ٹیکس لاگو نہیں ہوگا۔ مسٹر ارون جیٹلی نے ایک خصوصی پیٹینٹ عہد کی بھی تجویز پیش کی ہے، جس کے مطابق ہندوستان میں درج شدہ اور تیار کیے گئے پیٹینٹ سے عالمی سطح پر ہونے والی آمدنی میں دس فیصد کی شرح سے آمدنی ٹیکس لاگو ہوگا۔ اسیٹ ری کنسٹرکشن کمپنیز (اے آرسی) یعنی سرمایہ دوبارہ کھڑا کرنے کی کمپنیز میں زیادہ سرمایہ کاری لانے کے لیے وزیرخزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے اے آرسی ٹرسٹوں پر مشتمل تمام تمسکات ٹرسٹوں کو انکم ٹیکس کی چھوٹ کی تجویز پیش کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹرسٹ کے بجائے ٹرسٹ میں سرمایہ کاری کرنے والوں پر انکم ٹیکس لگایا جائے گا۔ البتہ ٹرسٹوں کو آمدنی ذرائع پر ہی ٹیکس کاٹنے کی اجازت ہوگی۔ غیر مندرج کمپنیوں کی صورت میں طویل مدتی سرمایہ کاری فائدہ حاصل کرنے کی مدت گھٹا کر تین سال سے دو سال کرنے کی تجویز شامل ہے۔

وزیر موصوف نے مزید کہا کہ نان بینکنگ مالیاتی کمپنیوں کو خراب یا شکوک وشبہات والے قرضوں میں پانچ فیصد انکم ٹیکس کاٹنے کی اجازت ہوگی۔ انہوں نے یکم اپریل 2017 سے جی اے اے آر کو لاگو کرنے کے اپنے عہد کا اعادہ کیا۔ وزیرخزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے یہ اطلاع بھی دی کہ او ای سی ڈی اور جی۔20 کے اقدام بی ای پی ایس کے وعدہ کے پورا کرنے کے لیے مالی بل 2016 میں علیحدہ علیحدہ ملکوں میں ضروریات کے مطابق قوانین شامل ہیں۔ 750 ملین یورو سے زائد آمدنی والی کمپنیوں کو یہ سہولت دی جائے گی۔ مسٹر جیٹلی نے دین دیال اپادھیائے گرامین کوشل یوجنا کے ذریعے فراہم کی جانے والی خدمات اور ہنرمندی کے فروغ وتجارت وکاروبار کی وزارت کے پینل میں شامل اداروں کے ذریعے فراہم کی جانے والی خدمات کو سروس ٹیکس سے مستثنیٰ رکھنے کی تجویز پیش کی۔ علاوہ ازیں انہوں نے معذوروں کی بہبودوں کے لیے قومی ٹرسٹ کے ذریعے جاری کیے گئے صحت بیمہ اسکیم 'نرامیا' کے تحت فراہم کی جانے والی عام بیمہ خدمات کو بھی سروس ٹیکس سے مستثنیٰ رکھنے کی تجویز دی۔ انہوں نے نابینا افراد کے لیے بریل پیپر سے کسٹم ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز دی۔

غریب خاندانوں کی خواتین کو ایل پی جی کنکشن دینے کے لئے بجٹ میں 2 ہزار کروڑ روپے کا اعلان۔ اس اسکیم سے رواں سال میں غریبی کی سطح سے نیچے رہنے والے 1.5 کروڑ گھروں کو فائدہ ہوگا

☆ مالی سال 17-2016 کے مرکزی بجٹ میں سماجی شعبے کے لئے کئی نئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ پارلیمنٹ میں اپنی بجٹ تقریر میں ان اقدامات پر روشنی ڈالتے ہوئے خزانہ اور کارپوریٹ امور اور اطلاعات و نشریات کے وزیر جناب ارون جیٹلی نے کہا کہ حکومت نے غریب خاندان کی خواتین کے نام میں ایل پی جی کنکشن فراہم کرانے کے لئے ایک بڑا مشن شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیرخزانہ نے بتایا کہ یہ ایل پی جی کنکشن فراہم کرانے کی ابتدائی لاگت کو پورا کرنے کے لئے اس سال کے بجٹ میں 2 ہزار کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ وزیرخزانہ جناب ارون جیٹلی نے کہا کہ اس سے سال 17-2016 میں غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے تقریباً 1.5 کروڑ گھروں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس اسکیم کو کم سے کم آئندہ دو سال کے لئے جاری رکھا جائے گا تاکہ کل پانچ کروڑ بی پی ایل کنبوں کو اس کا فائدہ پہنچایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے ملک میں تمام گھروں میں رسوئی گیس کی فراہم کو یقینی بنایا جائے گا۔ اس اقدام سے خواتین کو اختیارملیں گے اور ان کی صحت کا تحفظ ہوگا۔ اس سے کھانا پکانے میں لگنے والا وقت کم ہوگا اور اس سے رسوئی گیس کی سپلائی چین میں دیہی نوجوانوں کو روزگار ملے گا۔ وزیرخزانہ نے متوسط طبقے اور نچلے متوسط طبقے کے ایسے 75 لاکھ کنبوں کا شکریہ ادا کیا اور ستائش کی جنہوں نے وزیراعظم جناب نریندر مودی کے ذریعہ کی گئی اپیل کے جواب میں اپنی مرضی سے اپنی رسوئی گیس سبسڈی چھوڑی ہے۔ ایک اور اہم اعلان کرتے ہوئے جناب ارون جیٹلی نے کہا کہ بہت چھوٹی، چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی وزارت میں انڈسٹری ایسوسی ایشنز کی شراکت داری میں ایک قومی درجہ فہرست ذات اور قومی درجہ فہرست قبائل کا مرکز تشکیل دینے کی تجویز پیش

کی گئی ہے۔ یہ مرکزی حکومت کی حصولیابی کی پالیسی 2012 کے تحت شرائط کو پورا کرنے اور دنیا کے بہترین طریقہ کار اختیار کرنے اور اسٹینڈ اپ انڈیا پہل کو فروغ دینے کے لئے درجہ فہرست ذات اور درجہ فہرست قبائل کے صنعت کاروں کو پروفیشنل تعاون فراہم کرائے گا۔

سال 16-2015 کے دوران مالی خسارہ 3.9 فیصد رہا جبکہ سال 17-2016 کے دوران مالی خسارہ 3.5 فیصد رہنے کی امید

مالی اہداف کو حاصل کرتے ہوئے سال 16-2015 کے آمدنی تخمینہ اور 17-2016 کے بجٹ تخمینہ میں مالی خسارہ مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا بالترتیب 3.9 فیصد اور 3.5 فیصد رہا۔ مرکزی وزیر خزانہ ارون جیٹلی نے لوک سبھا میں عام بجٹ 17-2016 پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ملک میں مالیاتی استحکام اور توازن، نیز اقتصادی شرح ترقی کے لیے پالیسیاں بنائی ہیں۔ انہوں نے مالی اہداف کو حاصل کرنے کے لیے متعدد اہم اقدامات کیے ہیں۔ تاہم انہوں نے اس بات کو بھی یقینی بنایا ہے کہ ترقیاتی ایجنڈے سے کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔

وزیر خزانہ ارون جیٹلی کی 17-2016 کی بجٹ تقریر میں کئے گئے اہم اعلانات

☆ مرکزی وزیر خزانہ مسٹر ارون جیٹلی نے پارلیمنٹ میں عام بجٹ 17-2016 پیش کرتے ہوئے کئی اہم اعلانات کئے ہیں:

1- زراعت اور کسانوں کی بہبود پر توجہ۔ کسانوں کی آمدنی 2022 تک دوگنی کی جائے گی۔ پردھان منتری کرشی سینچائی یوجنا کے تحت 28.5 لاکھ ہیکٹر اراضی کو آب پاشی کے تحت لایا جائے گا۔ اگلے پانچ برسوں میں 86500 کروڑ روپے کی لاگت سے آب پاشی کے 89 پروجیکٹوں کو تیزی سے مکمل کیا جائے گا، ان میں سے 23 پروجیکٹ 31 مارچ 2017 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔ آب پاشی کیلئے مخصوص طویل مدتی فنڈ نبارڈ میں قائم کئے جائیں گے جس کی ابتدائی پونجی 20000 کروڑ روپے ہوگی۔ آب پاشی پر مارکیٹ سے قرضے حاصل کرنے سمیت کل مختص رقم 12157 کروڑ روپے ہوگی۔ 6000. کروڑ روپے کی لاگت سے زیر زمین پانی کے پائیدار بندوبست کیلئے بڑے پروگرام کی کثیر جہتی فنڈنگ کی تجویز۔ بارش والے علاقوں میں 5 لاکھ کھیتوں کے تالاب اور کنوئیں اور نامیاتی کھاد بنانے کیلئے 10 لاکھ کو پوسٹ پٹ تیار کئے جائیں گے۔ مارچ 2017 تک 14 کروڑ کھیت والوں کو مٹی کی زرخیزی کے کارڈ جاری کئے جائیں گے۔ آئندہ تین برسوں میں کیمیائی کھاد کی کمپنیوں کی 2000 خردہ دکانیں کھولی جائیں گی جن میں مٹی اور بیج کی ٹسٹنگ کیلئے سہولیات دستیاب ہوں گی۔ 14. اپریل 2016 کو ڈاکٹر امبیڈکر کے یوم پیدائش پر متحدہ زرعی مارکیٹنگ ای- پلیٹ فارم قوم کے نام وقف کیا جائے گا۔

2-17-2016 میں پی ایم جی ایس وائی پر ریاستوں کے حصے سمیت 27000 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے پی ایم جی ایس وائی کو پورا کرنے کیلئے مقررہ نشانہ کو 2021 سے گھٹا کر 2019 کیا گیا ہے۔ 3-17-2016 کے دوران زرعی قرض کے طور پر 9 لاکھ کروڑ روپے دیئے جائیں گے۔ 4-ایف سی آئی اناج کی خریداری آن لائن کرے گی۔ اس سے شفافیت پیدا ہوگی اور پہلے سے رجسٹریشن کرانے اور خریداری کی نگرنی کے ذریعے کسانوں کو آسانی ہوگی۔ 5-مویشیوں کی بہبود کا پروگرام پشودھن سنجیونی شروع کیا جائے گا۔ نکل سواستھ پتر جاری کئے جائیں گے۔ 6-دیہی سیکٹر۔ دین دیال انتودیہ مشن کے تحت خشک سالی سے متاثر ہر بلاک اور دیہی علاقوں کا احاطہ کیا جائے گا۔ 300. رربن کلسٹر دیہی علاقوں میں ترقی کے مراکز بنیں گے۔ یکم مئی 2018 تک تمام گاؤوں میں بجلی پہنچا دی جائے گی۔ دیہی بھارت کیلئے ایک نیا ڈیجیٹل خواندگی مشن شروع کیا جائے گا جس کے تحت اگلے تین برسوں میں تقریبا 6 کروڑ کنبوں کا احاطہ کیا جائے گا۔ جدید نیشنل لینڈ ریکارڈ پروگرام کے ذریعے اراضی کے ریکارڈ کو جدید بنایا جائے گا۔ راشٹریہ گرام سوراج پروگرام شروع کیا جائے گا۔ 7-حکومت کی سبسڈی اور فوائد کی مخصوص ترسیل، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ یہ فوائد غریب اور مستحق افراد تک ہی پہنچیں۔ آدھار فریم ورک کے استعمال کے ذریعے مالی اور دیگر سبسڈی وغیرہ کی مخصوص فراہمی کیلئے نیا قانون بنایا جائے گا۔ کیمیاوی کھاد میں ڈی بی ٹی تجرباتی بنیاد پر شروع کیا جائے گا۔ ملک میں کل 5.35 لاکھ راشن کی دکانوں میں سے 3 لاکھ دکانوں کو مارچ 2017 تک خود کار بنایا جائے گا۔ 8-مدرا -17-2016 میں 180000 کے قرض کا ہدف۔

9-سماجی سیکٹر۔ غریب کنبوں کو ایل پی جی کنکشن فراہم کرنے کیلئے وسیع مشن شروع کیا جائے گا۔ 17-2016 میں 1.5 کروڑ غریب کنبوں کو فائدہ ہوگا۔ یہ اسکیم مزید 2 سال جاری رہے گی تاکہ بی پی ایل کے 5 کروڑ کنبوں کا احاطہ کیا جاسکے۔ ایل پی جی کنکشن کنبے کی خاتون ممبر کے نام کر دیا جائے گا۔ نئی صحت تحفظ اسکیم شروع کی جائے گی۔ ہر کنبے کیلئے ایک لاکھ روپے تک اور بزرگ شہریوں کیلئے مزید 30 ہزار روپے کا صحت بیمہ فراہم کیا جائے گا۔ 17.-2016 میں وزیر اعظم کی جن اوشدھی یوجنا کے تحت 3000 اسٹور کھولے جائیں گے۔ ڈائلیسس سروس کا قومی پروگرام شروع کیا جائے گا۔ ڈائلیسس کے کچھ آلات پر ٹیکس کی چھوٹ دی جائے گی۔ ایس سی ایس ٹی صنعت کاروں کیلئے ایک نیا ایکو سسٹم قائم کیا جائے گا۔ ایم ایس ایم ای کی وزارت میں ایس سی ایس ٹی مرکز قائم کیا جائے گا۔ 10-تعلیم۔ ایسے اضلاع میں، جہاں نوودیہ ودیالیہ نہیں ہیں، آئندہ دو برسوں میں 62 نئے نوودیہ ودیالیہ کھولے جائیں گے۔ 10. سرکاری اور 10 پرائیویٹ اداروں کو عالمی درجہ کے تدریسی اور تحقیقی ادارے بنانے کی خاطر ایک منضبط ڈھانچہ فراہم کیا جائے گا۔ ایک ہزار کروڑ روپے کی ابتدائی پونجی کے ساتھ اعلی تعلیم کی فائنانسنگ ایجنسی قائم کی جائے گی۔ تعلیمی سرٹیفکٹ، مارک شیٹ اور ایوارڈس وغیرہ کیلئے ڈیجیٹل ڈپوزیٹری قائم کی جائے گی۔ 11- ہنرمندی۔ پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا کے تحت 1500 کثیر جہتی ہنرمندی کے تربیتی ادارے قائم کئے جائیں گے۔ صنعت اور تعلیمی اداروں کے ساتھ ساجھیداری میں ہنرمندی کے فروغ کا سرٹیفکٹ جاری کرنے کیلئے ایک نیشنل بورڈ قائم کیا جائے

گا۔ اوپن آن لائن کورس کے ذریعے 2200 کالجوں، 300 اسکولوں اور 50 پیشہ وارانہ تربیتی اداروں میں صنعتکاری کی تعلیم اور تربیت فراہم کی جائے گی۔ 12- روزگار کے مواقع پیدا کرنا۔ حکومت ہند ای پی ایف او میں اندراج کرانے والے تمام نئے ملازمین کے پہلے تین سال کی ملازمت کے دوران 8.33 فیصد کا تعاون دے گی۔ یہ 15000 ماہانہ تنخواہ پانے والوں پر نافذ ہوگی۔ روزگار پیدا کرنے کیلئے مراعات میں توسیع خاطر انکم ٹیکس قانون کی دفعہ 80 جے جے اے اے میں ترمیم کی جارہی ہے۔

. ریاست کے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو نیشنل کیریئر سروس پلیٹ فارم سے مربوط کیا جائے گا۔ چھوٹی اور اوسط درجے کی دکانوں کو رضاکارانہ طور پر ہفتہ میں ساتوں دن کھولنے کی اجازت دی جائے گی۔ خردہ سیکٹر میں نئے روزگار پیدا ہوں گے۔ 13- بنیادی ڈھانچے، سرمایہ کاری، بینکنگ اور انشورنس وغیرہ کے شعبوں میں اقدامات۔ 2016-17 کے دوران سڑکوں اور ریلوے میں سرمایہ کاری اخراجات پر 218000 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے جس میں پی ایم جی ایس وائی پر 27000 کروڑ روپے، سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں پر 55000 کروڑ روپے، این ایچ اے آئی بونڈ پر 15000 کروڑ روپے اور ریلوے پر 121000 کروڑ روپے شامل ہیں۔ اے اے آئی کے ذریعے اور ریاستی حکومتوں کی ساجھیداری میں استعمال نہ ہونے والی ہوائی پٹیوں یا کم استعمال ہونے والی ہوائی پٹیوں کی تجدید کی جائے گی۔ سڑک ٹرانسپورٹ سیکٹر کو (مسافروں کے زمرے والے) پرمٹ نظام ختم کرکے کھولا جائے گا اس سے غریبوں اور اوسط درجے کے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ یہ ایک بڑا اصلاحی قدم ہے۔ ایف ڈی آئی پالیسی میں تبدیلی۔ کسانوں کے فائدے کیلئے خردنی اشیاء، جو ہندوستان میں تیار کی گئی ہوں، ان کی مارکیٹنگ کیلئے ایف آئی پی بی کے ذریعے 100 فیصد ایف ڈی آئی، اس سے خوراک کی ڈبہ بندی کی صنعت میں فروغ ہوگا اور نئے روزگار کھلیں گے۔ کمپنیوں میں سرکاری حصص کی فروخت کیلئے رہنما خطوط کو منظوری دی گئی ہے جنہیں جاری کیا جائے گا۔ سی پی ایس ای کے انفرادی یونٹوں کے شیئرز کو نئے پروجیکٹوں میں سرمایہ کاری کیلئے فروخت کیا جاسکے گا۔ مالی سیکٹر میں مالی کمپنیوں کے تنازعات کو حل کرنے کیلئے جامع ضابطے وضع کئے جائیں گے، یہ ایک بڑا اصلاحی اقدام ہے۔ اثاثوں کی تعمیر نو کی کمپنیوں کو مستحکم کرنے کیلئے ایس اے آر ایف اے ای ایس آئی ایکٹ میں ترمیم کی جائے گی۔ شفافیت اور جوابدہی میں اضافے کیلئے جنرل انشورنس کمپنیوں کو اسٹاک ایکسچینج میں درج کرایا جائے گا۔ غیر قانونی ڈپازٹ لینے والی اسکیموں سے نمٹنے کیلئے ایک جامع مرکزی قانون بنایا جائے گا۔ 14- ریاستوں اور اضلاع کو مربوط کرنے کیلئے 'ایک بھارت سریشٹھ بھارت' کا آغاز کیا جائے گا۔ 15- اشیاء اور خدمات کی سرکاری خریداری کیلئے ڈی جی ایس اینڈ ڈی کے ذریعے ٹیکنالوجی پر مبنی پلیٹ فارم قائم کیا جائے گا۔

16- مالی ڈسپلن۔ 2016-17 میں مالی خسارہ جی ڈی پی کا 3.5 فی صد تک محدود رکھنے کا ہدف۔ .ایف آر بی ایم ایکٹ پر نظرثانی کیلئے کمیٹی۔ 2017-18 کیلئے غیر منصوبہ جاتی کلاسیفکیشن کو حذف کرنا۔ مرکزی پلان اسکیموں کو معقول بنانا۔ 1500 سے زیادہ مرکزی پلان اسکیموں کو پھر سے مرتب کرکے 300 مرکزی سیکٹر اور 30 مرکز کے زیر سرپرستی اسکیموں میں تبدیل کیا گیا۔

سال 2015 ہندوستان کے لئے ماحولیات کی تبدیلی کے سلسلے میں کئے گئے اقدامات کے لحاظ سے بے حد اہم رہا

☆ مرکزی وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی کے ذریعے آج پارلیمنٹ میں پیش کئے گئے اقتصادی جائزہ 2015-16 کے مطابق سال 2015 ہندوستان کے لئے ماحولیات کی تبدیلی کے سلسلے میں کئے گئے اقدامات کے لحاظ سے بے حد اہم رہا۔ سال 2015 میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کئی اقدامات کئے گئے۔ بین الاقوامی سطح پر ہندوستان نے ماحولیات کی تبدیلی کے سلسلے میں ہونے والی بات چیت میں اہم رول ادا کیا۔ ہندوستان میں دسمبر 2015 میں پیرس کے اندر آب و ہوا کی تبدیلی پر اقوام متحدہ کے فریم ورک کنونشن کے تحت ہونے والے معاہدوں میں بھی اہم رول ادا کیا۔ اسی طرح ہندوستان نے بین الاقوامی شمسی اتحاد بنایا۔ ہندوستان نے 2 اکتوبر 2015 کو یو این ایف سی سی سی کو ماحولیات کے تئیں اپنے جذبے سے متعلق قومی سطح پر مربوط اشتراک و تعاون پیش کیا۔

مرکزی وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی نے اس اقتصادی جائزے میں آب و ہوا کی تبدیلی میں حکومت کی حصولیابیوں اور اقدامات کا بھی خاکہ پیش کیا۔ اس اقتصادی جائزے میں مزید کہا گیا ہے کہ ہندوستان نے یو این ایف سی سی سی کے تحت 21 ویں کانفرنس آف پارٹیز (COP21) اور دسمبر 2015 میں ہوئے پیرس معاہدے میں اہم کردار نبھایا۔ واضح رہے کہ پیرس معاہدہ دنیا کے تمام ملکوں کے لئے 2020 کے بعد ماحولیات اور آب و ہوا کی تبدیلی کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے روڈ میپ ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے بھی COP21 اور انٹرنیشنل شمسی اتحاد کے لانچ میں اہم رول نبھایا۔ انٹرنیشنل شمسی توانائی اتحاد سے دنیا کے 121 شمسی وسائل سے مالا مال ملکوں کو باہمی اشتراک و تعاون کرنے کا موقع فراہم ہوگا۔

اقتصادی جائزے میں اجاگر کیا گیا ہے کہ گھریلو میدان میں آب و ہوا کی تبدیلی کے خلاف کارروائی کرنے میں ملک نے اپنے پرعزم اہداف کو حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ عالمی سطح پر تبدیلی آب و ہوا میں تخفیف کرنے کی کوششوں میں اپنے تعاون کے حصے کے طور پر پرعزم قومی تعاون (آئی این ڈی سی) کا اعلان کیا ہے، جس میں دیگر کوششوں کے علاوہ، جی ڈی پی کے تحت 2005 کے آلودگی کثافت کے اخراج کے مقابلے میں 2030 تک 33 سے 35 ی صد تک کرنے کا پرعزم ہدف قائم کیا ہے اور 2020 تک غیر فوسل ایندھن توانائی وسائل کے ذریعے لگاتار تنصیبی صلاحیت کی 40 فی صد بجلی حاصل کرنے کا ہدف رکھا ہے۔

اقتصادی جائزے میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے قومی ایڈاپٹیشن فنڈ قائم کرنے کی بات بھی کہی گئی ہے اور

اس کے لئے بجٹ 2015-16 اور 2016-17 میں 350 کروڑ روپے کی تجویز ہے۔ اقتصادی جائزے میں قابل تجدید توانائی کے تحت 40 فی صد لگاتار تحصیبی بجلی صلاحیت کا ہدف مقرر کیا ہے۔ حکومت کے ایک اور پرعزم پروگرام میں شمسی شہروں کو فروغ دینے کا پروگرام شامل ہے۔ اس کے تحت 56 شمسی شہر بنانے کی تجویز ہے۔ جائزے میں ساحل سے دور ونڈ انرجی پالیسی 2015 تشکیل دی گئی ہے۔

اقتصادی جائزے میں رعایتوں کے فائدے اور بے ضابطگیوں کے تدارک کے اقدامات

☆ سال 2015-16 کے اقتصادی جائزے میں کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ کروڑ روپے کی رعایتوں کے فائدے آسودہ حال لوگوں کو، سونا، ایل پی جی گیس، مٹی کے تیل، بجلی، ریلوے کے کرائے اور ہوابازی اور دیگر انجنوں کے ایندھن جیسی اشیا پر غیر مساوی طریقے سے حاصل ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں چھوٹی بچت اسکیموں کے بیشتر فائدے بھی انہی طبقات کو حاصل ہوتے ہیں۔ چھوٹ کے طور پر دی جانے والی رقم 91350 کروڑ روپے سے کم نہیں ہے۔ ہمیں یہاں یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ یہ رقم رعایتوں پر دی جانے والی حقیقی رقم سے کہیں زائد ہے، جن کے فائدے آسودہ حال لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اگر صرف پی پی ایف اسکیم پر دی جانے والی چھوٹ کی رقم اس میں شامل کرلی جائے تو آسودہ حال لوگوں کو ملنے وال رعایت کی رقم ایک لاکھ کروڑ سے زائد ہوجاتی ہے، جس کے نتیجے میں سرکاری خزانے کا بیشتر حصہ غیر مستحق لوگوں کو حاصل ہوجاتا ہے اور مستحق لوگ ان رعایتوں کے فائدوں سے محروم ہوجاتے ہیں۔

ان بے ضابطگیوں کے تدارک کے اقدامات ممکن ہے کہ مالی اعتبار سے درست نہ ہوں بلکہ سیاسی معیشت کی فلاح کے اعتبار سے بھی شائد بہتر نہ ہوں۔ لیکن ان سے اصلاحات کو اعتبار بہر حاصل ہوسکے گا۔

آئندہ سال ملک میں مجموعی گھریلو پیداوار کی شرح ترقی 7.0 فی صد سے لے کر 7.75 فی صد کے درمیان رہنے کی امید

☆ عالمی سطح پر اقتصادی مندی کے باوجود ہندوستانی معیشت کی شرح ترقی 2016-17 میں لگاتار تیسری بار 7 فی صد سے زیادہ رہے گی۔ اس میں مناسب مانسون کا بڑا دخل ہے۔ وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی کے ذریعہ آج پارلیمنٹ میں پیش کردہ اقتصادی جائزہ (2015-16) میں کہا گیا ہے کہ چونکہ حکومت اقتصادی اصلاحات کو آگے لے جانے کے تئیں پوری طرح عہد بند ہے لہٰذا امید ہے کہ اگلے دو برسوں میں ہندوستان میں اقتصادی شرح ترقی کی رفتار 8 فی صد یا اس سے بھی زیادہ تک پہنچ سکتی ہے۔ اقتصادی جائزے میں اس بات کو بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ عالمی سطح پر معاشی مندی اور ملک میں غیر مناسب مانسون کے باوجود ہندوستان نے 2015-16 میں 7.2 فی صد اور 2015-16 میں 7.6 فی صد اقتصادی شرح نمو تک پہنچا۔ اس طرح ہندوستان دنیا میں سب سے تیز ابھرتی ہوئی بڑی معیشت والا ملک بنا۔

اس اقتصادی جائزے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ 2015-16 کے دوران زراعت کے شعبے میں شرح نمو گذشتہ دہائی کی اوسط کے مقابلے میں کم رہی۔ دو سال لگاتار معمول سے کم بارش ہونے کی وجہ سے یہ صورت حال رہی۔ زراعت اور کسانوں کے اشتراک وتعاون اور بہبودی کے محکمہ کی اطلاع کے مطابق غذائی اجناس اور تلہن کی پیداوار میں 0.5 فی صد اور 4.1 فی صد کمی ہونے کی امید ہے، جب کہ پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار میں اضافہ ہونے کی امید ہے۔

2015-16 میں ماہی پروری، درخت اور پودا لگانے جیسے متعلقہ شعبوں میں شرح نمو 5 فی صد سے زیادہ رہنے کی وجہ سے بہترین تصویر آنے کی توقع ہے۔

رواں مالی سال کے دوران صنعتی سیکٹر میں شرح ترقی کی رفتار بے حد تیز رہی۔ مینوفیکچرنگ کے شعبے میں بہتری کا یہ نتیجہ ہے۔ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں 69 فی صد کے قریب نجی کارپوریٹ سیکٹر کا حصہ ہے۔ اپریل تا دسمبر 2015-16 میں موجودہ قیمتوں کے حساب سے 9.9 فی صد شرح نمو کا اندازہ ہے۔ صنعتی پیداوار کے اشاریہ (آئی آئی پی) کے مطابق اپریل تا دسمبر 2015-16 کے دوران مینوفیکچرنگ پیداوار میں 3.1 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس اقتصادی جائزے کے مطابق سروسیز سیکٹر کی شرح ترقی تھوڑی ہلکی رہی تاہم اب بھی یہ بے حد مضبوط ہے۔ معیشت کے اہم ستون کی حیثیت سے سروسیز سیکٹر نے 2015-16 تا 2015-16 کے دوران مجموعی ترقی میں 69 فی صد کا تعاون دیا۔ اس اقتصادی جائزے میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ عالمی سطح پر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں مندی کا دور جاری ہے۔ تاہم ہندوستانی معیشت بے حد مستحکم اور متوازن ہے۔ آئندہ سال ملک میں مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کی شرح ترقی 7.0 فی صد سے لے کر 7.75 فی صد کے درمیان رہنے کی امید ہے۔

افسردہ بین الاقوامی معیشت کے درمیان ہندوستان کی معیشت مستحکم اور روشن

☆ 2015-16 کا اقتصادی جائزہ پیش کرتے ہوئے وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی نے ہندوستانی معیشت کی امید افزا تصویر پیش کی اور کہا کہ ہندوستان کی معیشت، افسردہ بین الاقوامی معیشت کے درمیان مستحکم اور روشن ہے۔ ملک کی میکرو معیشت مستحکم ہے اور یہ حکومت کے مالی استحکام اور کم افراط زر کے عزم کی بنیاد ہے۔ سروے میں کہا گیا ہے کہ ملک کی معاشی ترقی دنیا میں سب سے اونچی شرح ترقی میں سے ایک ہے۔ سروے نے معیشت کی ان حصولیابیوں کو نمایاں قرار دیتے ہوئے زور دیا ہے کہ عالمی معاشی بحران کے اس ماحول میں اس کی پائیداری اور استحکام قائم رکھنا مزید مشکل کام ہے۔ جائزے میں مزید کہا گیا ہے کہ ملک کی کارکردگی متعدد بامعنی اصلاحات کے نفاذ کی عکاسی کرتی ہے۔ مرکز میں بدعنوانی کے خلاف سخت اور سرایت کن اقدام کئے جا رہے ہیں۔ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے کے لئے اور تجارت و کاروبار میں آسانی پیدا کرنے کے لئے اقدام اٹھائے گئے ہیں۔ غیر ملکی کمپنیوں پر عائد ٹیکسوں میں کم از کم متبادل ٹیکس (ایم اے ٹی) کے ذریعہ رعایت دی گئی ہے۔ بڑا سرکاری سرمایہ ملک کے بنیادی ڈھانچے کے استحکام میں صرف کیا جا رہا ہے۔ زراعت کے شعبے میں فصل بیمہ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جائزے میں پردھان منتری جن دھن یوجنا کے تحت 200 ملین لوگوں کے بینک کھاتے کھولنے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، ایل پی جی پروگرام میں، دنیا کے سب سے بڑے راست فائدہ منتقلی پروگرام کے تحت تقریباً 151 ملین مستفیدین کے بینک کھاتوں میں 2900 کروڑ روپے منتقل کئے گئے نیز حکومت کے دیگر پروگراموں اور مراعات کے ایجنڈے کے تحت جے اے ایم (جن دھن آدھار موبائل) پروگرام کی توسیع کے لئے بنیادی ڈھانچے کی تشکیل کی جا رہی ہے۔ جب کہ اقتصادی جائزے میں اب تک مبہم رہے جی ایس ٹی بل کی منظوری، غیر سرمایہ کاری پروگرام کے چھوٹے اہداف کی ناکامی اور

اگلے مرحلے کی سبسڈی کے معقول انتظام پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ تشویش یہ ہے کہ ہندوستانی معیشت اپنی مکمل صلاحیت کو نہیں پہچان رہی ہے۔ جائزے میں اجاگر کیا گیا ہے کہ ہندوستان بین الاقوامی سطح پر سرمایہ کاری کا دعویدار ہے اور آر آئی آر آئی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے لئے ساتھی ممالک کے مقابلے میں بی بی بی سرمایہ کاری گریڈ میں حمایتی رجحان ہے اور ملک کی کارکردگی اے گریڈ ممالک سے مماثلت رکھتی ہے۔ بڑے فروغ کا جائزہ لیتے ہوئے سروے میں کہا گیا ہے کہ سی ایس او کے مطابق لگاتار بازار بھاؤ کے پیش نظر 2014-15 میں 7.2 فی صد سے 2015-1 6 میں جی ڈی پی میں 7.6 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔

گزشتہ دو برسوں میں بجلی کے شعبے میں کئے گئے مؤثر اقدامات

☆اقتصادی جائزے میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ دو برسوں میں بجلی کے شعبے میں زبردست تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ سال 2014-15 میں بجلی پیداوار کی صلاحیت میں 26.5 جی ڈبلیو کا اب تک کا سب سے زیادہ اضافہ ہوا، جب کہ گزشتہ پانچ برسوں میں اوسط سالانہ اضافہ تقریباً 19 جی ڈبلیو رہا ہے۔ صلاحیت میں اضافے سے بجلی کا خسارہ کم ہو کر 2.4 فیصد کی سب سے کم سطح تک آ گیا۔ بجلی تقسیم کرنے والی کمپنیوں کی صحت سے متعلق مسائل اور قرضے کی عدم ادائیگی کے مسئلے کو اُجول ڈسکام ایشورنس یوجنا (اُدے) کے ذریعے حل کرنے کے سلسلے میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں میں اتفاق ہوا۔

جائزے میں کہا گیا ہے کہ قابل تجدید توانائی کے شعبے اور پائیدار ترقی کو فروغ دینے کے لئے قابل تجدید توانائی کے نشانے 32 جی ڈبلیو سے بڑھا کر 175 جی ڈبلیو کیا گیا۔ شمسی بجلی کی پیداوار کے سلسلے میں گرڈ برابری بھی ایک حقیقت بننے والی ہے کیونکہ نیشنل سولیوشن کے تحت نیلامی کے نتیجے میں شرح سب سے کم 4.34 روپے فی کے ڈبلیو ایچ کی سطح تک پہنچی ہے۔

جائزے میں بتایا گیا ہے کہ مختلف شعبوں کے لئے مختلف ٹیرف کی وجہ سے ٹیرف کے ڈھانچے م یں جو پیچیدگی ہے اس نے سرمایہ کاروں کو قیمتوں کے اشاروں پر مناسب ردعمل ظاہر کرنے سے باز رکھا۔ ٹیرف کو آسان بنائے جانے سے شفافیت کی صورتحال بہتر ہوگی اور اس سے کھپت اور کلیکشن کی صلاحیت میں اضافے کے ساتھ ساتھ حکمرانی بھی بہتر ہوگی۔ جائزے میں آگے کہا گیا ہے کہ بجلی تقسیم کرنے والی کمپنیوں کے قرضوں کی عدم ادائیگی بجلی کے شعبے کے لئے ہمیشہ سے ایک بڑی روکاوٹ رہی ہے، جن ریاستوں کو سب سے زیادہ خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے، ایسی ریاستیں ہیں، جہاں ٹیرف کے ذریعہ بجلی سپلائی کی لاگت کی حصولیابی میں کامیابی نہیں ملی ہے۔ جائزے میں کہا گیا ہے کہ بجلی کے شعبے میں ''میکنگ ون انڈیا'' کیلئے اقدامات بھی کئے گئے ہیں۔ اس کے مطابق ''میک ان انڈیا'' پر بجلی کے شعبے کا بہت اثر رہا ہے کیونکہ ہندوستان میں عام طور پر صنعتوں کے لئے بجلی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ خصوصاً بجلی کی مسلسل سپلائی نہ ہونے سے بھی صنعتوں پر بوجھ بڑھ جاتا ہے، انہیں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ڈیزل جنریٹر استعمال کرنے پڑتے ہیں۔

موجودہ زرعی منظر نامے میں غذائی تحفظ فراہم کرنے کیلئے ہندوستان کو سپلائی پر خصوصی دھیان دینا ہوگا

☆ مرکزی وزیر خزانہ جناب ارون جیٹلی کے ذریعہ پارلیمنٹ میں پیش کئے گئے اقتصادی جائزہ 2015-16 میں زور دے کر کہا گیا ہے کہ غذائی بندوبست پالیسی کا اہم مقصد ملک کی آبادی کو غذائی تحفظ فراہم کرنا ہے۔ غذائی تحفظ فراہم کرنے کے دوران ہر وقت اور بلا ناغہ سستی قیمتوں پر غذائی اجناس دستیاب کرانے پر زور ہے۔ ملک کے موجودہ زرعی منظر نامے میں غذائی تحفظ فراہم کرنے کے لئے ہندوستان کو غذائی سپلائی پر دھیان دینا ہوگا، جو کہ وقت پر، بلا ناغہ اور غریبوں کے لئے سستا ہے۔ ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کی ترقی بے حد متاثر کن ہے۔ گزشتہ کچھ دہائیوں کے دوران زرعی پیداوار میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔ اس کے باوجود بھوک اور افلاس ملک کی سب سے غریب آبادیوں اور شہریوں کے درمیان آج بھی موجود ہے۔ گزشتہ دو برسوں کے دوران غذائی اجناس پر مشتمل ہر قسم کی مہنگائی میں کمی آئی ہے لیکن بازار کو آزاد کر کے، غذا کی سپلائی کو بڑھا کر اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافہ کر کے ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

قومی نمونہ سروے 2009-10 کے 66ویں مرحلے کے اعداد و شمار کے مطابق دیہی ہندوستان میں غذائی توانائی کی اوسط 2147 کلو کیلوری فی کس فی دن ہے جبکہ شہری ہندوستان میں 2123 کلو کیلوری فی کس فی دن کی اوسط ہے۔ ہندوستان میں غذائی مقدار کی رپورٹ 2011-12 (68ویں مرحلے) کے مطابق ماہانہ فی کس خرچ کے لحاظ سے دیہی آبادی کے نچلے طبقے کے 5 فیصد لوگوں کے درمیان 57 فیصد کنبوں میں 2160 کلو کیلوری/صارف یونٹ/فی دن سے کم کی کیلوری ہے۔ اقتصادی جائزہ 2015-16 میں مزید کہا گیا ہے کہ ہندوستان میں 194.6 ملین افراد ناقص غذائیت کے شکا ہیں، جو کہ پوری دنیا میں دوسری بڑی تعداد ہے۔ اس کی جانب فوری طور پر دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں ملک کی 27 فیصد آبادی خط افلاس کے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ ایسے میں غذائی اجناس کی مہنگائی سے اس آبادی پر برا اثر پڑتا ہے۔ ان کی آمدنی کا زیادہ تر حصہ غذائی اجناس خریدنے میں خرچ ہو جاتا ہے۔ لہذا غذائی اجناس میں سبسڈی دینے کے علاوہ زرعی اشیا کی قیمتوں میں توازن رکھنا بے حد ضروری ہے تا کہ غریب طبقے کو غذائی تحفظ حاصل ہو سکے۔

☆☆☆

ضروری اطلاع

آپ کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ پبلی کیشنز ڈویژن کے نئے انتظام کے تحت اب اگر آپ کی کوئی تخلیق 'یوجنا/آجکل' میں شائع ہوتی ہے تو محنتانہ/معاوضہ/آنریریم کی ادائیگی ای سی ایس (ECS) کے ذریعہ سیدھے بینک کھاتے میں جائے گی۔ اس سلسلے میں آپ اپنے بینک سے مینڈیٹ فارم (Mandate form) حاصل کریں اور اس فارم کو بھر کر اپنے دستخط کے ساتھ بینک کی مہر لگوا کر بھیجنے کی زحمت کریں۔ ساتھ ہی اپنے کینسل کیے چیک کی ایک کاپی (جس میں بینک کی تفصیل، آئی ایف ایس کوڈ اور کھاتہ نمبر لکھا ہو) ساتھ ہی پین کارڈ کی فوٹو کاپی بھی منسلک کرکے ہمیں بھیج دیں۔

(ادارہ)

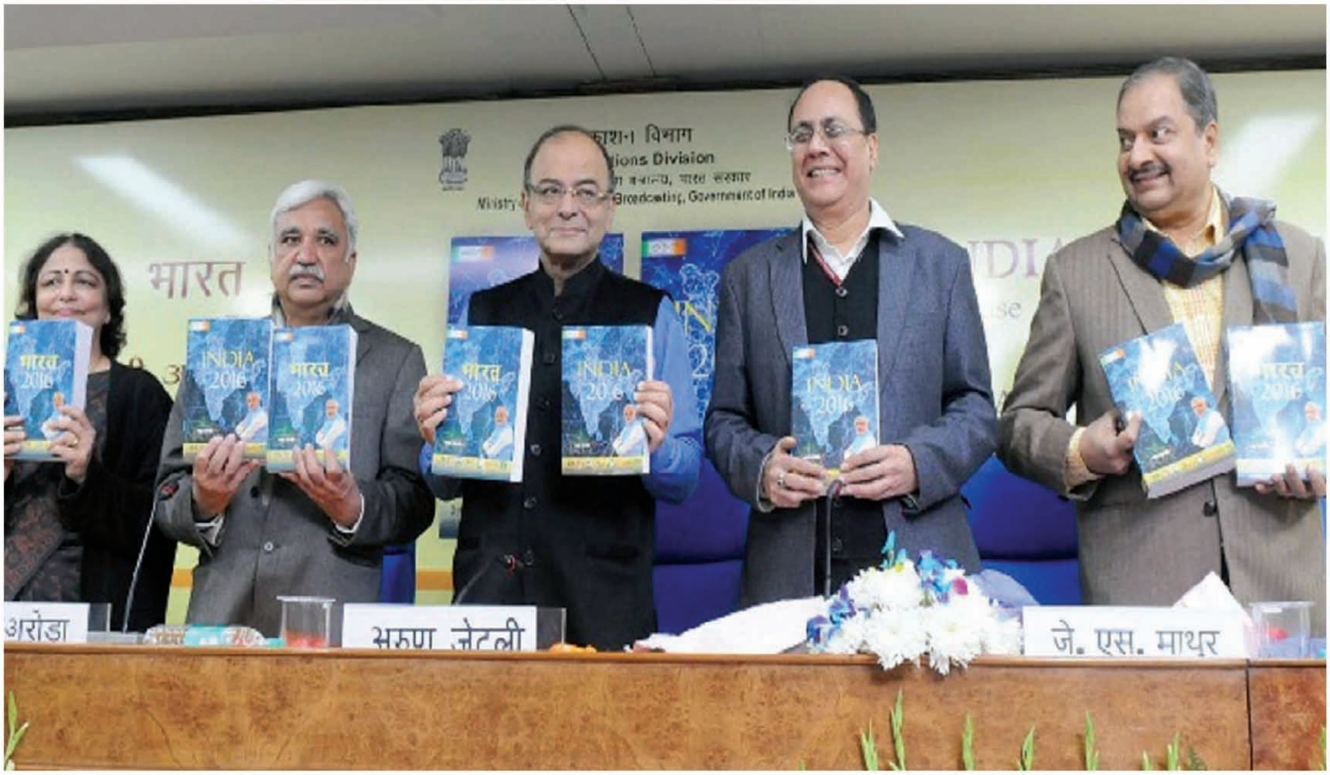

وزیر اطلاعات ونشریات شری ارون جیٹلی INDIA 2016 (انگریزی) اور بھارت 2016 (ہندی) کی رسم اجرا ادا کرتے ہوئے۔ ان کے ساتھ ہیں وزارت اطلاعات ونشریات کے سکریٹری شری سنیل اروڑہ اور پبلی کیشنز ڈویژن کی اے ڈی جی سادھنا راؤت ودیگر معزز افسران۔

وزیر اطلاعات ونشریات شری ارون جیٹلی نے 18 فروری 2016 کو INDIA 2016 اور بھارت 2016 کی مطبوعہ اور ڈیجیٹل سی ڈی دونوں اقسام کا اجرا کیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے ارون جیٹلی نے کہا کہ یہ سالانہ حوالہ جاتی کتاب معلومات کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔

اس موقع پر وزیر موصوف نے ڈویژن کے مقبول عام رسالوں کی آن لائن خریداری اور سبسکرپشن خدمات کا بھی افتتاح کیا۔ اس سہولت کا استعمال کرتے ہوئے خریدار 'آجکل'، 'یوجنا'، 'کروکشیتر' اور پبلی کیشنز ڈویژن کی دیگر مطبوعہ رسالوں کے لیے مستقل خریدار بن سکتے ہیں۔

ڈیجیٹل روزگار سماچار/ایمپلائمنٹ نیوز کے الیکٹرانک اور مطبوعہ دونوں کے لیے ممبرشپ ادائیگی کی سہولت بھی بھارت کوش پورٹل کے ذریعہ شروع کی گئی ہے۔

اس موقع پر بولتے ہوئے شری سنیل اروڑہ سکریٹری اطلاعات ونشریات نے کہا کہ انڈیا حوالہ جاتی کتاب پبلی کیشنز ڈویژن کے ذریعہ نکالی گئی ایک مقبول عام کتاب ہے اور ماہرین تعلیم اور مختلف مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کرنے والے طلبہ کے لیے ایک بہترین حوالہ جاتی کتاب ہے۔

پائلٹ بنیاد پر ای کامرس پلیٹ فارم کے توسط سے ڈویژن کی کچھ کتابوں کی آن لائن فروخت کی بھی شروعات کی گئی۔

روزگار سماچار کا ڈیجیٹل ورژن http://www.en.eversion.in پر دستیاب ہے۔ پبلی کیشنز ڈویژن کی سبھی مقبول عام رسالوں (آجکل، کروکشیتر، یوجنا اور بال بھارتی) کی مطبوعہ قسم کو بھی publicationsdivision.nic.in، yojna.gov.in اور bharatkosh.gov.in ان ویب سائٹس پر جا کر آن لائن سبسکرائب کیا جا سکتا ہے۔

YOJANA (URDU) (Special Issue) Price 20/=
RNI NO.27032/81 *March* **2016** Annual Subscription Rs **100/=**
VOL. **35** NO. **12** No. Page **76**

پبلی کیشنز ڈویژن کی اردو مطبوعات

جہانِ رومی	مرزا عبدالباقی بیگ	100/=
پیڑ پودوں کی داستان	پرمیلا پنڈت (ترجمہ) راشد انور راشد	90/=
خزینۂ غالب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	130/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
گرونانک سے گروگرنتھ صاحب تک	ڈاکٹر مہیپ سنگھ/سید ضیاء الرحمٰن غوثی	250/=
گاندھی کی معنویت	خواجہ غلام السیدین/انجم السحر ثاقب	55/=
آجکل اور پریم چند	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	210/=
1857: جنگ آزادی کا درخشاں باب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	135/=
اٹھارہ سوستاون کی جنگ آزادی	سریندر ناتھ سین	120/=
قلم، قلم کار اور کتاب	عبدالغنی شیخ	110/=
آجکل اور غبارِ کارواں	ادارہ	170/=
آجکل کی کہانیاں	ادارہ	162/=
آجکل اور سفرنامہ	ادارہ	105/=
آجکل اور صحافت	ادارہ	115/=
آجکل کے ڈرامے	ادارہ	125/=
آجکل کے مضامین	ادارہ	112/=
آجکل اور اقبال	ادارہ	95/=
آجکل اور طنز و مزاح	ادارہ	112/=
اردو ادب کے پچاس سال	ادارہ	95/=
افسانہ آجکل	مرتب: عابد کرہانی	90/=
اٹھارہ سوستاون	سریندر ناتھ سین/خورشیدہ پروین	556/=
ہندوستانی عوام کی مختصر تاریخ	ایچ آر گھوشال	140/=
بھارتیندو ہریش چندر	(ادارہ)	130/=
ہمارا قومی پرچم	لیفٹیننٹ کمانڈر کے وی سنگھ	110/=
ہندوستانی پارلیمنٹ	ادارہ	7/50
کلاسیکی موسیقار	مترجم: خورشید اکرم	137/=
عوام الناس کے لیے گائڈ	مترجم: عادل صدیقی	145/=
مہاتما گاندھی	آچاریہ کرپلانی/لکشمی چندر یاس	300/=
مہاتما بدھ کی حکایتیں	پال کاروس/مسعود فاروقی	155/=
شہیدوں کے خطوط	ادارہ	110/=
قلی قطب شاہ	نریندر لوتھر/زبیر رضوی	280/=
یادیں مجاہدین آزادی کی	نوین جوشی/راحت جبیں	180/=
غالب بہ صد انداز	تشکیل: برجندر سیال	1000/=
پہیلیاں-امیر خسرو	مرتب: شہباز حسین، نند کشور وکرم	22/=
کاغذی ہے پیرہن	عصمت چغتائی	65/=
کشمیر کی لوک کتھائیں	جے۔این۔گنہر	45/=
ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر	ڈاکٹر محمد عمر	127/=
راگ راگنیوں کی تصویریں	شکیل الرحمن	325/=
ہند اسلامی طرز تعمیر	ضیاء الدین ڈیسائی/اختر الواسع	54/=
ہندوستان میں اسلامی علوم کے مراکز	ضیاء الدین ڈیسائی/بہار برنی	54/=
ہماری تہذیبی وراثت	راجندر پرشاد، بی این پانڈے	50/=
ہندوستان کے عظیم موسیقار	شمبھو ناتھ مشرا/رئیس مرزا	65/=
سروجنی نائیڈو	تارا علی بیگ/لکشمی چندر یاس	125/=
حکیم اجمل خاں	ظفر احمد نظامی	75/=
سردار ولبھ بھائی پٹیل	آئی جے پٹیل/یعقوب یاور	95/=
مختار احمد انصاری	مشیر الحسن/فرحت احساس	80/=
رفیع احمد قدوائی	ڈاکٹر ہاشم قدوائی	60/=
سرسید احمد خاں	خلیق احمد نظامی/اصغر عباس	35/=
حسرت موہانی	ڈاکٹر خلیق انجم	50/=
مولانا آزاد (طبع دوم)	عرش ملسیانی	40/=
بدرالدین طیب جی	اے جی نورانی/راجندر انجم	70/=
مظہر الحق	قیام الدین احمد، جٹا شنکر جھا	55/=
ڈاکٹر ذاکر حسین	ماجدہ اسد	120/=
رابندر ناتھ ٹیگور	ہرن مے بنرجی/اشہر ہاشمی	80/=
جواہر لال نہرو	ایم چلاپتی راؤ/کے بی شرما	105/=
دھنواں راجہ	مترجم: وشوناتھ سکہ	13/=
ہیرے کی لونگ	ادارہ	5/50
روشنی کے مینار	مرتب: شہباز حسین	25/=
جاتک کتھائیں	مترجم: راجندر انجم	32/=
ہندوستان کی مسجدیں	ضیاء الدین ڈیسائی	18/=
پنجاب اور کلو کی کہانیاں	مترجمہ: آمنہ ابوالحسن	27/=
ہم ایک ہیں (دوسری بار)	عرش ملسیانی	90/=
خدا کی نظر میں سب برابر ہیں	مہاتما گاندھی/ایم اے عالمگیر	150/=

نوٹ : کتابیں اور رسالے منگوانے کے لئے رقم بشکل ڈرافٹ
بنام اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن پیشگی ارسال کریں۔
کتابیں کسی بھی صورت میں وی پی سے نہیں بھیجی جائیں گی۔

ملنے کا پتہ : بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، نئی دہلی۔3

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by ***Dr. Sadhana Rout***, ADG & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Govt. of India,
printed at Akashdeep Printers 20 Ansari Road,Daryaganj, New Delhi
published at Publications Division,Soochna Bhavan,C.G.O.Complex, New Delhi-110003 *Editor:* ***Dr Abrar Rahmani***